UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224958

UNIVERSAL
LIBRARY

نذر

بعہد دولت ابد مدت دارائی سپہر احتشام کاکرسائی ظل سبحانی

آعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک

فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ فلک سپہ جانی اعلیحضرت میر محبوب علیخان بہادر

بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ و اقاض علی رؤس الانام برہ و احسانہ

یہ ناچیز ہدیہ

بگرامی خدمت فیض درجت

اعتضاد السلطنۃ ناصر الملۃ معلی القاب عالیجناب ہلال رکاب سکندر جنگ نبیرہ ارا

اقتدار الممالک قاراللہ انوار نواب محمد فضل الدین خان بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ

ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ بصد ادب بامید قبولیت

بسپر پرستی و کمال پروری مصد

گوہر مرتضوی بنا ر غلامہ نحریر افلیدس تحریر عالیجناب نواب مومن جنگ

عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات دام اقبالہ پیش کیا جاتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گذرانیدہ

فدوی خاص محمد حسین عفی عنہ

فہرست خلاصہ مضامین کتاب حکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین

نشان صفحہ	مضمون	نشان صفحہ	مضمون	نشان صفحہ	مضمون
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۴	تقریظ کتاب از عرشی صاحب		شاہ پور بادشاہ کا حال	۶۹	خصائل پسندیدہ ہارون الرشید بادشاہ اسلام کا حال
۷	حمد و نعت	۱۴	خصائل پسندیدہ بہرام		
۸	مقدمہ کتاب		گورین یزدجرد کا حال	۷۹	عمدہ خصائل پسندیدہ ابو جعفر المستنصر باللہ اسلام کا حال۔
۱۱	ذکر محمد بادشاہ اسلام	۲۶	عمدہ خصائل پسندیدہ خسرو پرویز بادشاہ کا حال		
۱	اعلیحضرت میر محبوب علیخان آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ	۴۰	عمدہ خصائل پسندیدہ خسرو پرویز بادشاہ کا حال	۸۳	عمدہ خصائل پسندیدہ ابو اسحاق محمد مہدی باللہ بادشاہ اسلام کا حال۔
۱۱	سبب تالیف کتاب				
	و تذکرۂ مولف	۴۸	عمدہ خصائل پسندیدہ امیر المومنین		
۱۷	عمدہ خصائل پسندیدہ [illegible]		عمر بن عبد العزیز کا حال	۸۶	عمدہ خصائل پسندیدہ ابو العباس عبد اللہ المقتدی بامر اللہ بادشاہ اسلام۔
۱۰	رومی بن فیلقوس بادشاہ [illegible]	۵۸	عمدہ خصائل پسندیدہ ابو جعفر منصور دوانیقی بادشاہ اسلام کا حال۔		
۲۱	عمدہ خصائل پسندیدہ [illegible] بن [illegible]			۸۹	عمدہ خصائل پسندیدہ ابو العباس احمد المستظہر باللہ بادشاہ اسلام کا حال۔
۲۳	عمدہ خصائل [illegible]	۶۲	خصائل عمدہ پسندیدہ ابو عبد اللہ محمد المہدی بادشاہ اسلام کا حال۔		
۲۴	عمدہ خصائل پسندیدہ [illegible]				

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۰	خصائل پسندیدہ یوسف بن یاسفین سلطان مغرب کا حال	۱۰۹
۹۳	عمدہ خصائل پسندیدہ ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بادشاہ اسلام کا حال ۔	۱۲۵
۹۵	خصائل پسندیدہ ابو محمد الحسن المستضی باللہ بادشاہ اسلام کا حال	۱۲۸
۹۷	تاریخ سلاطین اسمعاعلیہ عبدین شاہان مصر برجاشیہ	۱۳۱
۹۹	خصائل پسندیدہ ابوالعباس احمد ناصر الدین اللہ بادشاہ اسلام کا حال ۔	۱۳۴
۱۰۲	خصائل پسندیدہ ابو نصر محمد ظاہر باللہ بادشاہ کا حال	۱۴۱
۱۰۳	خصائل پسندیدہ ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بادشاہ اسلام کا حال	۱۴۱
۱۰۵	خصائل پسندیدہ ابو احمد عبداللہ المستعصم باللہ بادشاہ کا حال	۱۴۴
	عمدہ خصائل پسندیدہ نواب	
	سلطان محمود غزنوی کا حال	
۱۲۵	عمدہ خصائل پسندیدہ سلطان محمد عثمان خان غازی بانی	
	سلطنت روم کا حال	۱۵۶
۱۲۸	خصائل پسندیدہ سلطان علاؤالدین خلجی بادشاہ	۱۵۹
	ہندوستان کا حال	۱۶۶
۱۳۱	خصائل پسندیدہ سلطان سکندر لودہی بادشاہ	۱۶۹
	ہندوستان کا حال ۔	۱۷۵
۱۳۴	خصائل پسندیدہ شہاب الدین شاہ جہان بادشاہ ہندوستان کا حال ۔	۱۷۷
۱۴۱	خصائل پسندیدہ نواب الصفیا ہادی نظام الملک بانی سلطنت دکن کا حال ۔	۱۸۴
۱۴۴	عمدہ خصائل پسندیدہ نواب	۱۸۶
	نواب افضل الدولہ بادشاہ دکن کا حال ۔	
۱۵۳	حکمرانی رعیت کی نگہبانی کی تعریف ۔	
۱۵۶	خدا ترسی کا حال	
۱۵۹	نیکی اور بدی کا حال	
۱۶۶	خودی کا حال	
۱۶۹	طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خوش لیاقتی کا حال ۔	
۱۷۵	دولت مندی و جہانداری کا حال	
۱۷۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا حال	
۱۸۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال	
۱۸۶	امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ	

صفحہ	مضمون
	کی خلافت کا حال
۱۸۸	امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حال
۱۹۹	امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضہ
.	کی خلافت کا حال۔
۲۰۶	امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
	کی خلافت کا حال۔
۲۲۱	علما راخرت کے نصیحتوں کا حال
۲۲۱	ایک بڑھیا کی نصیحت امیز حکایت
۲۲۲	ایک اعرابی کی نصیحت امیز حکایت
۲۲۵	ایک لڑکے کی نصیحت امیز حکایت
۲۲۸	عبدالرحمن کی حکایت نصیحت امیز
۲۳۵	حکایت نصیحت امیز بخلیفہ منصور دوانقی
۲۴۲	حضرت سفیان ثوری رح کی نصیحت امیز حکایت
۲۴۹	عدل کی تعریف اور ظلم کی برائی کا حال۔
۲۵۰	نفس امارہ کا حال
۲۵۲	بندون کے حقوق کا حال
۲۵۸	اقسام ظلم کا حال
۲۶۱	خوش حالکی کی تعریف کا حال۔
۲۶۵	تاریخ جدولہ مسلسل شاہان عرب وعجم
۲۶۹	نقشہ ناہائے سلاطین و خلفاء بنی امیہ
۲۷۱	نقشہ ناہائے سلاطین خلفاء بنی عباس دارالخلافت بغداد
۲۷۷	نقشہ سلاطین خلفاء مصر و شام وغیرہ۔
۲۷۹	حال ابتدائی سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ سلاطین روم
۲۸۰	نقشہ سلاطین روم
۲۸۶	ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا حال۔
۲۸۷	اسمعیل سامانی کا حال
۲۸۸	سبکتگین کا حال۔
۲۸۹	سلطان محمود غزنوی کا حال
۲۹۰	پرتھی راج کا حال۔
۲۹۱	سلطان شہاب الدین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
	غزنی کے جنگ کا حال	
۳۰۰	نقشۂ سلاطین غزنویہ خاندان سلطان محمود غزنوی۔	۳۱۷
۳۰۲	نقشۂ سلاطین غوریہ	۳۲۵
۳۰۴	نقشۂ سلاطین غلامان شاہان غوریہ دارالسلطنت بندوستان	۳۲۶
۳۰۶	نقشۂ سلاطین خلجیہ شاہان ہندوستان	۳۲۹
۳۰۸	نقشۂ سلاطین تغلقیہ شاہان ہندوستان	۳۳۲
۳۱۰	نقشۂ سلاطین سادات خضر خانیہ شاہان ہندوستان	۳۳۲
۳۱۴	نقشۂ سلاطین افغانان شاہان ہندوستان۔	۳۳۳
۳۱۶	ہندوستان مین اسلام کے دوسرے زمانہ شاہان خاندان مغلیہ کا حال۔	۳۳۴
۳۱۷	مغلون کے مورث اعلیٰ	۳۳۴

نمبر صفحہ	مضمون
	اسعلے کا حال۔
۳۱۷	چنگیز خان کے قتل و غارت کا حال۔
۳۲۵	شیر خان کی لوریش کا حال
۳۲۶	امیر تیمور گورکانی کا حال
۳۲۷	شاہ بابر کا حال
۳۲۹	نقشۂ سلاطین مغلیہ شاہان ہندوستان معہ تواریخ جلوس شاہان انگلشیہ۔
۳۳۲	دارالخلافت دہلی کے معمار
۳۳۲	سلاطین اسلامیہ کا حال
۳۳۳	مملکت دکن کی بنیاد سلطنت بہمنیہ اور اوسکی شاخین کا حال
۳۳۳	سلطان علاوالدین حسن گنگو بہمنی کا حال۔
۳۳۴	سلطان محمد شاہ بہمنی کا حال
۳۳۴	سلطان محمد شاہ بہمنی کا حال۔

نمبر صفحہ	مضمون
۳۳۴	سلطان داود شاہ بہمنی کا حال
۳۳۴	سلطان محمود بہمنی کا حال
۳۳۵	سلطان شمس الدین بہمنی کا حال
۳۳۵	سلطان فیروز شاہ بہمنی کا حال
۳۳۶	سلطان احمد شاہ بہمنی کا حال۔
۳۳۶	سلطان علاوالدین بہمنی کا حال
۳۳۶	سلطان ہمایون ظالم بہمنی کا حال۔
۳۳۷	نظام شاہ بہمنی کا حال
۳۳۷	شمس الدین بہمنی کا حال
۳۳۸	سلطان محمود شاہ بہمنی کا حال۔
۳۳۸	سلطان احمد شاہ بہمنی کا حال
۳۳۸	سلطان علاوالدین بہمنی کا حال۔
۳۳۸	شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود بہمنی کا حال۔

صفحہ	مضمون
۳۳۹	شاہ ولی اللہ بہمنی کا حال و خاتمہ سلطنت بہمنیہ۔
〃	سلطنت بریدیہ کا حال
۳۴۰	سلطنت عادل شاہیہ کا حال جنکا پایۂ تخت بیجاپور تھا
〃	سلطان اسمٰعیل عادل شاہ کا حال۔
〃	ابراہیم عادل شاہ کا حال
۳۴۱	علی عادل شاہ کا حال
〃	سلطان ابراہیم عادل شاہ کا حال
۳۴۲	محمود عادل شاہ کا حال
〃	سلطنت نظام شاہیہ کا حال جنکا تخت گاہ احمد نگر تھا
۳۴۲	نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال۔
۳۴۳	سلطان برہان نظام الملک
۳۴۳	بحری کا حال
〃	سلطان حسین نظام شاہ کا حال
〃	مرتضیٰ نظام شاہ کا حال
〃	میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ کا حال
۳۴۴	ابراہیم نظام شاہ کا حال
〃	بہادر شاہ و احمد نظام شاہ وغیرہ کا حال۔
۳۴۵	مرتضیٰ نظام شاہ کا حال
〃	برہان نظام شاہ وغیرہ کا حال۔
〃	عادل شاہیہ سلطنت کا حال جنکا دارالحکومت ایلچپور بڑا رہا۔
۳۴۶	قطب شاہیہ سلطنت کا حال جنکا پایۂ تخت قلعہ گولکنڈا رہا
〃	سلطان قلی قطب شاہ کا حال
۳۴۷	جمشید قطب شاہ کا حال
۳۴۸	سلطان ابراہیم قطب شاہ کا حال۔
۳۵۱	سلطان محمد قلی قطب شاہ کا حال۔
۳۵۲	سلطان محمد قطب شاہ کا حال
۳۵۳	سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حال
۳۵۵	سلطان عبداللہ قطب شاہ پر عالمگیر کا لشکر کشی کرنے کا حال
۳۵۷	سلطان ابوالحسن تانا شاہ کا حال۔
۳۵۸	عالمگیر کی تسخیر بیجاپور کا حال۔
۳۵۹	شاہزادہ محمد اعظم کے جنگ تانا شاہ کا حال

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۰	عالمگیر کے تسخیر قلعہ گولکنڈہ کا حال۔	۴۲۰	میسور کی دوسری لڑائی کا حال	۴۳۳	میر عالم کی وزارت کا حال۔
۳۶۴	رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد دکن کا حال	۴۰۴	مرہٹوں کی لڑائی کا حال	۴۲۴	منیر الملک کی وزارت کا حال
۳۶۵	عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادوں کا لڑ جھگڑ کر	۴۰۸	میسور کی تیسری لڑائی کا حال	۴۲۵	پنڈاروں کے قلع و قمع کا حال۔
	مرہٹ جانیکا حال	۴۱۲	کھڑلہ کی لڑائی کا حال	۴۲۶	مبارز الدولہ بہادر
۳۶۸	دارالسلطنت دہلی سے صوبہ داروں کے علیحدہ ہو جانیکا حال۔	۴۱۳	مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت کا حال	،،	اور سپاہیان انگریز کی لڑائی کا حال۔
		۴۱۴	میسور کی چوتھی لڑائی کا حال۔	۴۲۷	ایام ہیضہ میں ہندو مسلمان کے جھگڑے کا حال
۳۶۹	نظام الملک آصفجاہ کا حال	۴۱۸	شہادت ٹیپو سلطان کا حال		
۳۸۶	ناصر جنگ شہید کا حال				
۳۹۱	صلابت جنگ کا حال	۴۱۹	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال۔	۴۲۸	مولوی عبدالکریم کی شہادت کا حال
۳۹۶	میر نظام علیخان بہادر کا حال۔	،،	میر عالم بہادر کی قید کا حال۔	۴۳۲	عوت یار خان بہادر صدر الصدور کی شہادت کا حال۔
۳۹۷	مرہٹوں کی لڑائی کا حال		میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال۔		
۴۰۱	ملک میسور پر پہلی لڑائی کا حال۔			۴۳۴	نواب میر فرخندہ علیخان بہادر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳۴	ناصرالدولہ کا حال	۴۴۴	نواب مبشیت علیخان بہادر افضل الدولہ کا حال۔	۴۶۱	مختارالملک کے سفر لندن کا حال
۴۳۶	سکھ اور روہیلوں کی لڑائی کا حال۔			۴۶۲	دوسالہ قحط سالی اور اسکے انتظام کا حال
۴۳۷	جوانان لین ورد ہیلون اور عیبون کے مضافتہ کا حال	۴۴۵	عذر ہندوستان کا حال	۴۶۳	سفر ولیعہد اعلیحضرت اقدس اعلی کا حال
		۴۴۹	مختارالملک اور رزیڈنٹ	۴۶۶	حضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور کے ملاحظہ ملک کا حال۔
۴۳۸	اہل حدیث کے دکن مین آنے کا حال۔		پر قاتلانہ حملہ کا حال	۴۶۸	عظیم الشان نمایشگاہ کلکتہ مین بنفس نفیس اعلیحضرت اقدس اعلی کے جانیکا حال۔
		۴۵۳	اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور میر محبوب علیخان بہادر خلداللہ ملکہ و دولتہ کا حال		
۴۳۹	قلع و قمع قلعہ قمر نگر گونڈ کا حال۔			۴۷۶	حضرت بندگانعالی متعالی خلداللہ ملکہ و دولتہ کے دربار کا حال۔
۴۴۰	وزارت راجہ چندولعل کا حال۔	۴۵۵	مصاحبین اعلیحضرت کا حال۔	۴۹۱	شکارگاہ اعلیحضرت اقدس اعلی پر مستغیثین کی دادرسی کا حال
۴۴۱	شیعہ اور سنی کی لڑائیکا حال۔	״	مختارالملک کے پہلے دورہ کا حال۔	۴۹۳	سفر بلگیری اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کا حال۔
״	سراج الملک کی دلوانی کا حال	۴۵۶	جلوسی سواری مبارک اعلیحضرت کا حال	۴۹۵	سفر اعلیحضرت اقدس اعلی بجانب مدراس کا حال
۴۴۲	سرفرازی و وزارت نواب مختارالملک کا حال	״	افضل العلما مولوی محمد نفیس کی شہادت کا حال	۴۹۶	سرفرازی وزارت بنواب سراج الملک بہادر کا حال
				۴۹۹	انتظام ملک اور اسکی اصلاح و نگاہ حال۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

عالیجناب معلی القاب سرو فتران سخنوران روزگار مقرب الخاقان استاد السلطان ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان جہان استاد نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی مدظلہ العالے

حامداً و مصلیاً

آج چند جزو تاریخ **محبوب السلاطین** کے میری نظر سے گذرے دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے اور کوزہ سے دریا کو نکالا ہے ۔

ہر جگہ کا نشان ہی اسمین واقعی ایک جہان ہی دیکھو اسمین کتنے کام کی باتین ہین کیسی نام کی باتین ہین اسکے مطالعہ سے سیاست مدن کا طریقہ پہچان

اسکے سمجھنے سے جو نہین جانتے جان لو۔ نشیب و فراز عالم اس سے ظاہر ہوتا ہے
آدمی نیک و بد سے ماہر ہوتا ہی شان اولوالعزمی دل مین پیدا ہوتی ہے
چشم غفلت وا ہوتی ہے شجاعت سخاوت ہمت مروت فراست حکمت
لیاقت وغیرہ وغیرہ کا عمدہ ذخیرہ ہے اور کتنا ذخیرہ ہے بنی بنائی چیز کا
دیکھنا آسان ہے بنانے والے کے دل سے پوچھو کہ قوت دماغی کسقدر
صرف ہوئی بصارت کا کیا حال ہوا۔ انصاف شرط ہے کہ مولف نے بڑا
کام کیا ہے یہ قابل پرورش و انعام کیا ہے مُلک اور مَلِک دونون کو اس سے
فائدہ ہے۔ مملکت و سلطنت کا یہ گویا ایک آئین و قاعدہ ہی **بادشاہون**
کے پاس اسکا رہنا ضرور ہے اور ملاحظہ اسکا ضرور در ضرور تر۔ مینے جسقدر اسکو
دیکھا ہی اوسکی داد آنکھون سے دیتا ہون اور صد آفرین و تحسین کرتا ہون بعض
حک و اثبات کے بہت صحیح حال لکھا ہی۔ الٰہی مُلک و مَلِک اسکی قدر کرے اور
مولف کو اس محنت شاقہ کا صلہ ملے آمین ثم آمین ۔

تاریخ

مصنف نے جو محنت کی ہی ہم بھی داد دیتے ہین	صدائے آفرین ہی ہر طرف سے شور تحسین کا
یہ ہی **سال اتمام** اس تاریخی تاریخکا مصرع	جواب جام خسرو نور مجموع السلاطین ہے

بیای گستر اندفرزانگی و فرخندگی آئین سپهر

یہ تاریخ حسین سلاطین نامور و حکمای سلف کی حکایات و نصائح تمام عالم کی سلاطین کے واسطے مفید ہے

عالم التواریخ

المعروف

محبوب السلاطین

جسکو موٴرخ نامور فرزانہ روشن گہر جناب منشی محمد حسین خاں صاحب نصائحی نے تالیف فرمایا

بمطبع نامی رائل مطابع عرش اعزاز میں طبع گردید

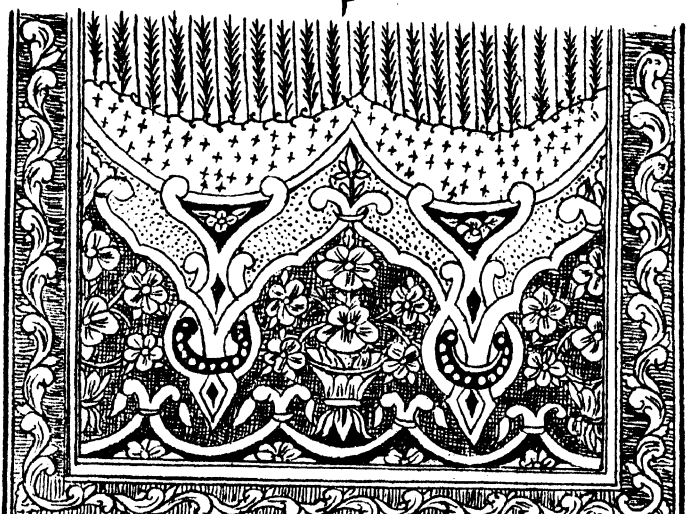

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

نتیجہ فکر روشن شاعر سامری فن یگانہ روزگار منتخب لیل و نہار رشک خاقانی و عمق ثانی
لبید و فرزدق خاقان قلمرو سخن ساسان بمشتم ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب
عرشی تاجپوری مدظلہ علی رؤس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخیں لبریز ہیں اور عجمی تازی
زبانیں ان نامورون کے واقعات سے مالا مال - مگر وہ چیز جسکو زمانہ کی آنکھیں
آج ڈھونڈھتی ہیں اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیون کی تلاش میں ہیں اُس
گوہر شبچراغ سے یہہ دونون صدف خالی ہیں - یا ان موتیون کی اون جوہریون کو

قدر ہی نہ تھی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینون کیلئے چھوڑ گئے یہہ کہنا کہ اسلامی مورخین اس کو یہ سے نابلد اور فن تاریخ مین کامل نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیون نے اگلے تاریخ نگارون کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے اسلئے اُن کی عہد حکومت مین اون کے عیوب پر نظر نہین پڑتی آیندہ نسلین ہمارے نگاہون سے دور ہین معلوم نہین کس لباس اور کس ہیئت مین آنے والی ہین - اور موجودہ تہذیب اور طرز تمدن کا کن ہتیارون سے مقابلہ کرنیوالی ہین -

تاریخ جسکی آنکھون کے سامنے حدوث و قدم اور وجوب و امکان کے سر اپردے کھلے ہین عبرت کی نگاہون سے تبلا رہی ہے کہ ہر زمانہ کے مورخ اگلون کے علمی اور عملی کارنامے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین اور اعتراضون کے سیلاب سے گذشتہ تہذیب کی عمارتون کو متزلزل کرتے رہے ہین -

صاحب السیف والقلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے اولوالعزم مامورونکا کارنامہ لکھہ گئے ہین اسی سیف و قلم کو پیش نظر رکھہ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور خانہ جنگیون سے لبریز پائیگا اور باقی حصہ مین ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے آئمہ ہر عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس مین دیکھ لینگے مگر اون کی معاشرت اونکی عادات اور اونکی پریوٹ زندگی کا کہین پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر مین دلچسپ اور قابل فخر واقعات ہین اون کے مبارک جانشینون (اہل یورپ) نے اس بار گران کو اپنے دوش ہمت پر اوٹھا لیا اور ہزا مورکی دو ورقی تصویر کھینچکر سلک کے سامنے رکھدی جس سے اوس تصویر کا عیب و ہنر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہہ اوس حالتمین ہے جب ایک ہی شخص کی تالیف لکہی جاتی ہے اور اوسیکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسیکے تکلف یا سادہ پن کا خاکہ کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا مرقعہ تنبیہا للناظرین پبلک مین پیش کرتے ہین بجز اسکے کہ اُنکی تاریخ ولادت اور سن وفات لکہکر خاموش ہو رہین کیا کر سکتے ہین - اسی گروہ کے ایک نامور موٴرخ ہین ہمارے معزز دوست منشی محمد حسین خانصاحب جنہون نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے متعلق ایک بسیط تاریخ لکہی ہے اور اوسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے -

پہلے حصہ مین بادشاہون کی ایسی دلچسپ حکایتین درج کی ہین جس سے اونکی سیرت اور سوشیل حالات کا مجملاً اندازہ ہوسکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر مین اوسی حکایت سے ایسا معنی خیز اور سود بخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کیطرح رگ و پے مین دوڑ جاتا ہے -

دوسرے حصہ مین حکمرانی کی تعریف اوسکے صرف کا موقع حاکم کے فرائض اوسکے مثالین عمدہ پیرایہ مین بیان کے ہین اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا ہے جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے -

تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتون سے لبریز ہے جو حقیقتاً لایق قدر اور قابل عمل ہے -

چوتھا حصہ ظلم کے صفات نکوہیدہ اور اوسکے بُرے نتایج سے متعلق ہے جسکو مولف نے معلوم کہان کہان سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہہ موجزن دریا زمین سخن پر بہایا ہے -

پانچوین حصہ مین سلاطین روی زمین کو ایک نقشہ مین اسطرح دکھایا ہے کہ یہہ کیب

پیدا ہوے اور کس کس مین سلطنت پائی اور کب اس سیمیا طلسم کو چھوڑنا پڑا -
بے چین طبیعتین جو ہمیشہ اشتغال کے متلاشی اور علمی مطلوب کی جویان رہتی ہین
کچھہ نہ کچھہ مشغلہ دل بہلانے کا ڈھونڈ لیتی ہین ہمارے معزز دوست جنہون نے
مدت سے اس سنگستانی اور ریتلی زمین مین قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ
دوش ہمت پر اوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوے تو اونکا حسن ظن متعالیف
اونکو میرے پاس کھینچ لایا تاکہ اس بحر مواج کو خار و خاشاک سے پاک کرکے زہر آگین
موجون کو شفاف اور شیرین لہرون سے جدا کردون اون کے جوش اور مکرمی مولوی
محمد عبد الخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس نا ظورہ دلفریب پر
نظر ڈالون اور اسکے خال و خط کو نقشہائے رنگا رنگ سے رشک نگارخانہ ارژنگ
بناؤن - مگر مجھکو شرمسارانہ کہنا پڑتا ہے کہ مین اوس بھاری سل کو جیسا اور جسطرح
چاہیے اوٹھانہ سکا نہ اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور فگار ہو جائیگا بلکہ وہ چشمہ
جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا از دحام آلام اور فراوانی افگار کی حدت سے تمام تر
خشک ہوکر رہگیا - اسمین شک نہین کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس شراب
تند اور رحیق عتیق کو دو آتشہ کرکے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم جربیس شیم
بیکسون کے والی غریبون کے مولا نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ ادام اللہ
اقبالہ و اجلالہ کے قدسی ملاحظہ مین نیازگسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح
قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلکی ہمت آبیاری کریگی اور چشمہ کرم کے
کنارون سے مثل ابر نیسان گہربار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرہ محنت کا غازہ مینگی

بلکہ قوم کی جیب و دامن کو گہرہائے شہوار سے بھر دے گی ۔

الرّاقم

ابو القاسم فضل رب عرشی تاجپوری ۔

شاعر خاص اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ

مثنوی

بنام خداوند گردان سپہر — فروزندۂ شعل ماہ و مہر
بیا اے خردمند پاکیزہ رائے — چو پاکان ز صورت بمعنی گرائے
غم ہر چہ داری فراموش کن — ازین میکدہ ساغری نوش کن
برآور سر دانش از گوشہ ہا — دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ہا
براین شمع گرد آی و پروانہ باش — درین میکدہ باش و دیوانہ باش
چو پروانہ میباش باساز و سوز — ازین شمع قندیل خود برفروز
چہ نازی بکالای پارینہ ہا — ازین خانہ بردار گنجینہ ہا
چگویم کہ چون ساحر نقشبند — پری را درین شیشہ کرد بند
بہ بینی درین بحر گوہر نثار — صدفہا پر از گوہر شاہوار
چو گوہر کشان زین گہر ریز ہا — پی گوش خود در کش آویز ہا
الٰہی شود گوش آفاق پر — از آوازۂ این گرانمایہ دُر

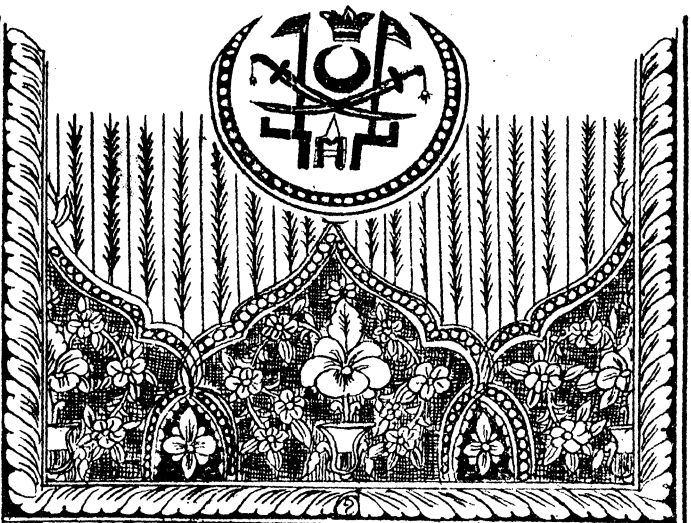

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جس نے انبیاء عظام کو بیّن معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیاء کرام کو بدیہی کرامات و خرق عادات مرحمت کئے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان شکوک کے ظلمات سے نکلکر نور یقین کو پہنچا اور مشعل ایمان اُس کے خانۂ دلمین روشن ہوئی

اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمان بردار بندوں کے واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نافرمان بندوں کیواسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایک دم گرم سے چھ مہینے تک روئے زمین پر تپش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھ مہینے ساری زمین آب افسردہ کا کام دیتی ہے اللہ پناہ دے اُس سے ہم سب مسلمان بھائیوں کو اور درود و سلام کا

تحفہ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے
ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکی ایسی صورۃ فرمائی جیسے شمع پر پروانہ گرتا ہو
اور کوئی بچاے - اس سے یہہ مراد ہوسکتی ہے کہ ہم سب صرف دنیا کے ناز و نعم دیکھکر
اپنے آپ کو قعر ہلاکت مین گراتے ہین اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہین
جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح وثنا چارون اصحاب کبار قامع بنیان
کفار کو لایق ہے جن حضرات بابرکات نے کمر سعی واخلاص باندھکر جان و دل سے
آپکے مدد کی اور آپکے بعد بھی ایسی جانفشانی وعرق ریزی اشاعت اسلام مین
کی کہ ستارۂ اسلام کو چرخ ہدایت وارشاد پر مثل آفتاب روشن ومنور کردیا اور دشمنان
خدا و حاسدان ملت بیضا کو ایسا تیغ کیا کہ نام کو بھی کہین نام کفر نہ چھوڑا ان چارون
حضرات کو اگر خانہ دین کا چار ستون تسلیم کرین تو حق ہے بلکہ اگر شخص اسلام کا چار عنصر مانین تو بجا ہے

- دین اور بادشاہ یہہ دونون توام ہین دین بنیاد اور بادشاہ
اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہو
وہ خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا
قایم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی حق کی رعایت کیواسطے ایک معتمد ہی کہ جس سے
انتظام کامل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہ مین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حایل
ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدعت وفتن کا آباد کرنا
مساجد کا قایم کرنا مدارس کا بنوانا سرکون کا سزا دینا مجرمون اور راہزنون کا انصاف
کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقداورون کی فریاد رسی کرنا فریادیون
کی بیاہ دینا یتیمون ولاوارثونکا کفن دفن کرنا غرباؤن کا بچانا رعایا کا دست متغلبین سے

حفاظت کرنا املاک و اوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تعزیرات کا اشاعت
کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون اور مفتیون اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھہ
واجبات و فرایض و حقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف و نہی منکرین جمع کرنا سپاہ
و لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکھنا سلاح کا حرب و ضرب کیلئے قہر کرنا
اعدائے دین پر بندوبست رکھنا بیت المال کا رد کنا مفسدین کا فساد و فتن سے رعب
اور ہیبت کے رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہوتا تو انتظام نہ رہتا اور سب خاص و عام برابر ہو جاتے
بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب و شور بہت ہوتا اور لوگ من مانے کرتے اور
مخالفت کرتے یہان تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہو جاتے
کیا خوب فرمایا خلیفہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک بسبب سلطان کے
ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے کلام نہین روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے
تو وہی لوگ ڈر کر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ و عارف بالحق ہین اور سلطان سے
سب خوف کرتے ہین اسلئے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت افعال محرم اور اعمال منکر سے
باز رکھتا ہے ۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتون مین فکر کرے
اور غور و تامل سے اُن کو دیکھے خداوند عالم نے رسولون کو علامتین دیکر بھیجا ہے
اور اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہین اور لوہا
اوتارا کہ اس مین سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اُس
خیال مین گذری کہ کتاب اور ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت ہی نہین نہ ہم شکل ہین
نہ ہم جنس پھر اُنکو اس کلام مین کیون جمع کیا آخر یہی ظاہر ہوا کہ قرآن قانون شریعت اور احکام
دین کا دستور العمل ہے جس مین راہ راست کا بیان اور فرایض مجمل کی تفصیل اور تن

طبع
در کرنال الحمد للہ وفیہ
بامر شمس بلند و رفیع
فلک اس ۱۲ سنہ
بمرور میر علی حسین خوشنویس

جان کی مصلحت ہو کہ زیادتی اور ستمگاری و سرکشی و خصومت سے باز رکھتا ہے اور جس
قانون ملک کو عقلائے سلطنت و ارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی اور طبیعت کی
چالاکی سے بناتے ہین اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہین اور جو قانون قواعد شرعیہ سے
لئے جاتے ہین اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے۔ پہلے قانون کا نفع دنیا ہی مین حاصل
ہے وہ بھی جبتک ٹھیک چلے ورنہ ہمیشہ اس قسم کے آئین و قانون کی ترمیم
ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع
دنیا و آخرت دونون مین حاصل ہے اس لئے کہ مقصود خلق سے نرہی دنیا ہی نہین ہے
چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو اُن سے قائم
رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے۔
اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیاء خلفاء علماء اولیا ان کی حکمرانی مین مصالح دینا
اور آخرت دونو ہوتے ہین پھر جو امیر اور رئیس بادشاہ والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو
وہ حقیقت مین اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دُنیا مین ایسے نائب کو عرف شرع
اور صطلاح اسلام مین خلیفہ اور امام کہتے ہین عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے کہ چار دانگ
عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے شیر اور بکری کو
ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا بندوبست دیکھو کسطرح سے
ہفت اقلیم مین اسلام کو پھیلا دیا اور کسطرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ
کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ و تدبیرات نبویہ
عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہین جو کچھہ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ
اور فتنہ کا گہر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلہ آج ملوک روے زمین کے ہین اونکا

اخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہو سکتا
ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام
کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کر دیا ہے کمال کے یہی معنی
ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزوی و کلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو
یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہو سکتا ہے فرمان روائی
ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم
قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت
تک برآمد ہو سکتے ہین ۔ اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے
رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی
محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے
مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بنا دین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ
آپس مین ظلم نہو نہین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام
ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے مین زیادتی
نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تا کم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے
اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی
درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا
اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا
خلیفہ اور اس کا امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے
جو خاندانی عزت اور وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم کا مصدر

ومخزن ہو اور اخلاق الٰہیہ وعلوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تو ہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتھہ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت ہین چھوٹی چھوٹی ریاستین وہ خود تنزع کی حالتمین
ہین صرف برائے نام بھوپال رام پور ٹونک جاورہ جوناگڈھہ وغیرہ یہہ دوچار
ریاستین ابھی سرزمین ہند مین باقی ہین جہان دوچار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکر اوٹھا سکتے
اور مسلمانون کی ساتھہ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل وکمال اوسکے دامن عاطفت
مین پرورش پاتے ہون رومی بومی زنگی فرنگی آفاقی قپچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دوچار دس بیس نہین بیسیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہند مین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دارالسلطنت حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
وہان کا دارائے روشن گہر فرمان روائے برجیس قدر جمال کمال وکمال جمال سرکشون کا سرکوب
جابرون کا خانہ روب امیرون کا امیر ومولی غریبون کا مربی واقا عدل وکرم مین ثالث حاتم
وکسری دولت وشوکت مین ثانی سکندر ودارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزارکاب سریر آرائے انجمن دولت وکامرانی صدرنشین
بزم جہانداری وجہان بانی ناظم ممالک تمدن وسیاست سالک مسالک نصفت ومعدلت
دارائے کشور فہم وگیاست دانائے کامل غوامض عقل وفراست صدر دادرگاہ امارت
وریاست پیشوائے عسکر ظفر پیکر شجاعت وبسالت مورد محاسن سنیہ مرجع معارف زکیہ
حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیحضرت نواب **میر محبوب علیخان بہادر** خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برکۃ و احسانہ ہین اللہ پاک اس مسند گاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان مین سلامت با کرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلاے حوادث دہور ۔ ؎

رایت دولت بجاہت جاودان منصور باد	تا ابد چشم بد از جاہ و جلالت دور باد
این دعاے بندگان تست ہر صبح و مسا	در پناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور اپنے قلم کو عزت دیتے ۔ ؎

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبۂ مخزن معدلت شاخ شجرۂ فاروق الاعظم و العدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رح امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا پائیگی نو بہار بہارستان گرانمائیگی دریا دل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم مہر علم کیوان خدم مریخ خشم عالیجناب سکندر جنگ قبال الدولہ اقتدار الملک و قمار الامرا لہوا ؎

محمد فضل الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب کر رکھا تھا جو مسند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اور اندھیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلکہ انمول جواہر ہین اور نگہبانی خلائق اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت و دریا دلی مین منتخب لیل و نہار ہین جنکی دہلیز فضل و کمال کی امید گاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت و اعیان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے ۔

واجب بر اہل مشرق و مغرب دعای او		باقی مباد ہر کہ نخواہد بقای او	

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مؤلف

اما بعد ہیچمدان اور زولیدہ بیان **محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر** صدیقی غفر اللہ لھما و ذنوبھما و ستر عیوبھما فی الدنیا والاخرہ نمک خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین زمانہ اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت و سلطنت سے چلے آتے ہین اُن کو اپنے کتابون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے یہہ ناچیز محض عمدہ **بادشاہون** کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہے ۔

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی و عربی زبانون مین تہین اسلئے اُسکا فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اُٹھا سکتے اسلئے مین اردو زبان مین اُنکو اُٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب و دامن بھر لین ۔

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نتھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک اگہی کا ذریعہ یا الہنا دون اور اُن مین تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان اُن حالون کو دریافت کرکے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات و انقلابات پر غور و تامل کرکے اُسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جن مین امم سابقہ مبتلا تھی یا جن سے انکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کر سکے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا ۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فروشتہ سہو و نسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھ غلطی و خطا اس سراپا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائین بقلم اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائین و ما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی **احکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین** رکھکر پانچ حصون پر منقسم کر کے ختم کیا **پہلا حصہ** بعض بادشاہون کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین **دوسرا حصہ** حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترسی و نیکی و بدی و دولت مندی و جہانداری وغیرہ کے بیان مین **تیسرا حصہ** قدیم زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصایح جو خلفا بنی اُمیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کئے اُسکی تشریح مین **چوتھا حصہ** ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین **پانچوان حصہ** تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم اور ہندو دکن صیانہ اللہ عن الشرور و الفتن سے متعلق ہے

حصہ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرے ۔ ۱۲

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگون کو افراد بشر سے بہ صفت فرمان
روائی و جہانداری منتخب کیا کہ افراد منتشر و وحشی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی
بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین مقید کرکے رکھے جائین کہ اپنے خیالات
نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام مین نہ لاسکین اور خلق خدا
پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کرین ۔ ہشام بن عروہ نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ
وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھہ اور بد بدی کے ساتھہ
تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے ۔ ۱۲

مورخین نے اپنی کتابون مین سارے دنیا کے ملوک اور رؤسا کا حال لکھا ہے
ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوسکتا ہے
کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جن مین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان
مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت آئین و قانون کی
پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھہ رہی مگر نفسانی خواہشون اور شہوانی ارادون کا
تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت مین مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کا
جو زندان خانہ مین بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہو اور اوسکا کوئی محافظ نہو غرض سلطنت نے
نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت
لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رانیکی باقی نرہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے خنان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان و آبرو سب کھو بیٹھے۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر سکندر نے بہت سے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران و ترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کو داغ عرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجا فوجین اور تھین۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک امیر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڈالا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہوگیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دلمین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کردیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہوسکا کیونکر ہوسکتا ہے۔ سکندر یہ بات سنکر وزیر کی انصاف پر بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کردیا۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

راز دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہیں

سکندر موسوی ملت کا پابند تھا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تھا نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اوسکی خانہ زاد تھی اور سخاوت خداداد اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین اُنمین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین

قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا **دوم** دوستان امانت و دیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبرگیری -

جس بادشاہ نے یہ چارون باتین بجا لائین سلطنت کا کوئی مزہ پایا -

پند اُستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہیے کیونکہ باپ اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور اُستاد اسکو زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے

نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون کا کام ہے -

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولاً** اہل شمشیر جن سے فوج اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مراد ہین **ثانیاً** اہل قلم جن پر آئین و قانون اور دیوانی دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا و معتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثاً** تاجر و بیوپاری **رابعاً** زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کائنات کے

ساتھہ نہایت مشابہت ہوسکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہین دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہین اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہین - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہین کل سلطنت کا دار و مدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کے بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھہ تجارت پیشہ کو تشبیہہ دیجاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب مین آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہین تجارت سے قالب روح مین جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھہ تشبیہہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھہ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہین گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

نہین کچھہ خوف دار السلطنت کو		رہین مضبوط گر یہہ چار ارکان	
نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر		کہ جن پر ہے مدار کار دوران	
ہین پھر اہل تجارت اور زمیندار		بہ جسم حکم و دولت صورت جان	

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور ممسک و بخیل ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

ہے سخی مقبول ذات کبریا		گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے	
گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل		ساری دنیا مین ذلیل اور خوار ہے	

نکتہ بادشاہی خزانہ خدائے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل مین ہے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ مال زندون کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق و ارباب احتیاج اور فوج و لشکر کو دے نہ کہ مردون کے پاس رکھے یعنی زمین مین دفن کرے ٭

در ملت ارباب سخا جرم صریح ہست	محبوس نمودن بہ نہان خانہ درم را

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چھوٹی نہرین جو اوسی دریا سے نکلی ہون بہرحال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت وانصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا اسکے بل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم وجور اور فسق وفجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے۔

شاہ عادل کی سبھی عامل بھی ہان انصاف مین	صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سکی صاف ہین

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازو بند سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوین تھین۔

نصائح اول لایعنہ کو دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا وقدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار وحسن خدمت باعث عزت ووقار ہے بدظنی باعث تکلیف ورنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرنا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان کو چاہیے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

بخشے کب جاتی گنہگاروں کے جرم	گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا
حق نے پانی کو بنایا اس لئے	تاکہ فوراً آگ کو دیوے بجھا

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب اور حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے خندق کھودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابین لکھوائین ایک سو بیس سال سلطنت کی۔ اسکا قول ہے **قول** کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین۔ **اوّل** بادشاہ کا حق شکر یہہ ہے کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھہ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑ دے **دوم** فوج کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا اُنکو پہنچاے جان بازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لایق خدمت نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاے اُسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے **سوم** امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین درخت بوئین رعایا کو خرم و شاد رکھین وحصول زمین رعایا کو تکلیف نہ دین زیادہ طلبی و زیادہ ستانی نکرین **چہارم** تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی **پنجم** بادشاہ کا حق رعایا پر یہہ ہے کہ وہ بدل و جان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجھین راست بازی اور سچائی سے پیش آئین زر تحصیل فصل بہ فصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد ظلم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی وسماوی آفتون کی نقصان پر لحاظ کرے تاجرون کے ساتھ بمہربانی پیش آئے ہرایک پیشہ ور اہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کرکے رعایا کو نہ لوٹے انکی قوت سے زیادہ بوجھ اونکی سرون پر نہ ڈالے ہرایک کام بسہولیت بے طرح طرح اور انواع واقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے ۔

فوج ولشکر بلکہ عام اور خاص پر		چاہیے ہو شاہ ہردم مہربان	
تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد		اور رہے آرام مین سارا جہان	
سارے نوکر اور رعیت شاہ کی		اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان	

نکتہ تین خصلتین بادشاہی کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین **اولاً** راستی اور وفا وخوش کلامی **ثانیاً** شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت **ثالثاً** کم خشمی اور تحمل وبردباری اور حلم ۔

زیب دیتے ہین بادشاہی کو		راستی و وفا وخوش خوئی	
بردباری وحلم وکم خشمی		اور عطا وسخا وخوش گوئی	

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہیے اور غصہ سے زیادہ تحمل ۔

چاہیے شاہنشہ ملک جہان		نیک گوئی ونیک روئی ونیک خو	
غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو		اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو	

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ اور آداب الجیوش** اسی کے تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑکر عیسوی مذہب اختیار کر لیا - اسکا قول ہے ؛

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف جھک پڑتی ہے ؛ -

ہوا گر دنیا مین عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سرنگون اُسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل و انصاف پر منحصر ہے

ہوا گر منصف شہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ جیسے پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین بادشاہون کو چاہیے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے پہننے کا لباس ایسا بناتے جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ؛

شاہ عادل نیک خو نے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہہ بادشاہ ہر شنبہ کے دربار عام کیا کرتا تھا جہان کل رعایا حاضر رہتی تھی دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اُسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر تخت شاہی سے اُتر کر عام لوگونمین کہڑا ہوجاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے حال کی تحقیقات ہو اگر دعوی مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا کہ دوسرونکو ایسی جرأت نہ پیدا ہو غرض جبتک مستغیث کا انصاف نہو لیتا بادشاہ تخت پر نہ بیٹھتا

ہرمز بن شاہ پور بن اردشیر

یہہ بادشاہ نیک نامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا۔ اوسکا قول ہے ؛ قول نیک بادشاہ مین پانچ صفتین ہوتی ہین۔ اول اذکا ثانیا سخا ثالثاً شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پرمزاجی پس جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُسنے حکومت کا مزا اُٹھایا ؛

بود بارعب گر شاہ نکو خو	ذکی و باسخا و باشجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاہ کے ندیمون کو چاہیے کہ اپنے اور اقا کے مراتب کا لحاظ رکھین اور حد اعتدال سے قدم باہر نرکھین عنایات شاہی پر مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین اور اگر بر خلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہین کہ بادشاہ کے مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیر خواہی اپنا فرض منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب کھین کبھی خلاف انکے کام نکرین شاہی خدام و حاضر باشون سے نرمی پیش آئین ؛

بہرام گور بن نیرد جرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل و سخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور خر مشہور ہو گیا - بہادر و دلاور بادشاہون مین یہہ شخص نامور گذرا ہے +

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے آگے سے بھاگ کر ایک گانو مین چلا گیا اور قیضہ نام ایک اعرابی کے گھر مین جو بنی طی مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا اس نے نہ دیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین اسکو اپنے ہاتھون اوسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ مار لیگا ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طی کے جمع ہو کر میرے عیوض تجھکو مار ڈالین گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے لے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جواب مردی اعرابی کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا - جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بلا کر سرفراز کیا -

فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آ گئے تھے ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر میں خزانہ جمع کرتا ہوں تو سیاہ اور دانایان روزگار جو میرے پاس جمع ہیں پریشان اور متفرق ہو جاتے ہیں اور اگر انکے جمع رکھنے کی فکر کرتا ہوں تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونوں امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جاے امراء دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھ سکتے ہیں اور ہر طبقے کے منتخب لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہیں بادشاہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قوی لا سکتے ہو امراء ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا اُسی وقت مکھیوں کا ہجوم ہو گیا - فرمایا کہ اسکا جواب رات کو دیا جائیگا غرض رات کو سب ارکان دولت بلاے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اُنکے روبرو رکھدیا ایک مکھی بھی نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیوں کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا یہہ جواب سنکر سب اُمراء لاجواب اور خاموش رہگئے +

فکر کار خویش پیش از وقت کن		فہم کن در ابتدا انجام کار	
خرج کن بر وقت گنج سیم و زر		باش بہر اختتام امیدوار	

نوشیران عادل بن قباد

داد گرتا جداروں کی انجمن شاہی مین ہمیشہ یہہ بادشاہ صدرنشین رہا ہے +

کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم کیا تھا **اول** خراسان وسجستان **دوم** عراق وعجم واذربایجان **سوم** فارس داہواز **چہارم** عراق عرب وسرحد روم - شہر رومہ اُسی نے آباد کیا - اور مداین کو تختگاہ بنایا بباطلہ کے شہرون کو فتح کیا ماوراالنہر مین جاکر خاقان پر نصرت پائی وبعد صلح واپس آیا دشت قبچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصر روم کو زیر کرکے دوستی قائم کی ہند مین ایلچی بھیجکر قنوج کے راجاؤن کو باج گزار کیا یمن اول ہی لے چکا تھا غرضکہ ماوراالنہر خراسان جرجان اذربایجان فارس کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان وجزیرہ عمان وعراقین وبحرین ویامہ وشام وسرحد روم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار مین تھے +

اس بادشاہ کی نصیحتین اور طرز عمل کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن مین سے چند اس مختصر مین ہدیہ ناظرین ہین +

اس بادشاہ کے ہاتھ مین تین انگشتریان تھین ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت کندہ تھی -

اول یہہ کہ صالح آدمی دوست ودشمن کے ساتھ صلح کرتا ہے کسی سے بخالفت پیش نہین آتا

دوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہے اور بے تدبیر مہین ابتر ہو جاتی ہین -

سوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بدنیا مرد صالح می کند صلح	بہر نیک وبد وبایار وبیگانہ		
کند ہردم رعایت بارعیت	نسازد درجہان بے مشورت کار		

نصایح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اوسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہنے ہوے کام کو کیا ہوا نسمجھو کی ہوئی عبادتون کو ناکردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو ماں باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کرو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ عورتون کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھکر نہ کھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخواندہ مہمان کسی کے نہ بنو آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ دولت مندون کے ساتھ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت مقدم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی وصحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر پہچانو دیر کرکے سوؤ جلد اٹھ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت رو کم ہنسو مرگ کو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو ٭

پند ہر ناصح شنوائے مہربان		تا شوی روشن باوج عز و جاہ	
کن عمل بر گفتۂ اہل عمل		نہ قدم اندر سلوک اہل راہ	

قول بہاری بوجھ کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کنکیو بوجہ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے ٭

بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس		حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم	

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا پاؤن توٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا باز پرس بادشاہ سے ہوگا ٭

انچہ اندر ملک می یابد ظہور		از نکوئی و بدی و خیر و شر	
باز پرس اوست پیش ذوالجلال		بیشک از فرمان روائے دادگر	

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیرونکی مشورت سے مستغنی ہے جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے - نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہا سکتا -

نباشد باوزیران احتیاجش		بود لایق اگر شاہ زمانہ	
زشوہر ہست مستغنی زخوب		خورد کے اسپ تازی تازیانہ	

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور زن بے عیش - جوان چارونمین سے کچھ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہے

مرد مفلس سر بسر بے آبروست		شخص بے اولاد نابینا بود	
بے برادر بیکس است اندر جہان		زن ندارد ہر کہ او تنہا بود	
آنکہ او دارد نہ زینان ہیچ چیز		بے غم و بے خوف بی پروا بود	

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنیکے لئے ٭

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے		اُس مین کرلو اپنی ساری کاروبار	
شب کو غیر از بندگی کچھ مت کر		تاکہ ہو راضی جناب کردگار	

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے - ٭

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی		کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے	
خوار کیون کرتا ہے اپنے آپ کو		ہوتا ہے بے آبرو کسواسطے	

نکتہ مصاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے ٭

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ		خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام	

بیقراری ہے فقط اُنکے نصیب		عیش و آرام اُن پہ رہتا ہے حرام	

فائدہ چار چیزون سے چار شخص ذلت اُٹھاتے ہین بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم و ستم سے عمّال +

مملکت گردد خراب و خستہ حال		بادشہ باشد اگر مرد بخیل	
اہل حکم از ظلم گردد شرمسار		قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل	
در صفِ مروان زنان بد خصال		می شود آخر خجل بے قال و قیل	

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھہ ہے اور لشکر مال کے ساتھہ مال خراج کے ساتھہ خراج ملک کے ساتھہ اور ملک آبادی کے ساتھہ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھہ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے		عدل ہے بیشک مدار انتظام	
لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے		ہو اگر دریش کار انتظام	

نکتہ قیصر روم نے سُنا کہ نوشیروان کے خزانہ مین روپیہ جمع نہین رہتا بوقت ضرورت قرض لینی کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی مقدار رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کیطرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے - نوشیروان نے اسکے جواب مین لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہین اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار ہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ +

ہست اموال رعیت مال شاہ		گر بود با ہم وفاق و اتفاق	
مال یاران است با ہم مشترک		گر نباشد در میان بغض و نفاق	

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ توٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑیکا پانون زمین مین دھنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا - اُسی دنسے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہرایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤن گا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہون گا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کرلی ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اوسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایک دن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنا حال زار بدیدہ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمت گار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین بے کم و کاست عرض کرے خادم وہان پہونچا اور بعد تحقیقات واپس آکر عرض کیا کہ دعوی مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور حویلی اوسکی بڑھیا کو دی اور خود متنبہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جاے بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اُس زنجیر کو ہلاے گھنٹہ کی آواز سُنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریادرس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہیے **اولاً** نئے آدمی کو بے امتحان خدمت نہ دے **ثانیاً** نوکر کرنیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے کامون مین دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً خطا بھی ہوجاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متنبہ ہوجاتا ہے **خامساً** قدیم الملکار کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہر گزندہ		تا نگردد امتحان دوستدار	
نوجوان ناآزمودہ کار را		کُن نہ در کار کلان با اختیار	

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس مین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہر طرح کے عیب سے پاک ہے صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑھیا کا پُرانا گھر ہے وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دھوان خاص محل مین جاتا ہے اور شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑھیا کو شہر مین مکان دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے لے اور کہین اپنے رہنے کیلئے مکان خرید لے اُس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانے سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوس نے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھدیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین انصاف نہین اسکے سوا حق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا	رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج
ہو اگر فرحت کے تم اُمیدوار	لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مدائن مین تھا لنگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا محروم نجاتا اس امتحان کیواسطے **نوشیروان** بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت **نوشیروان** نے اُس سے کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائے بلا توقف ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بھجوا دیجئے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمھارے خانہ باغ مین طرح طرح کے انگور موجود ہین کیون نہین توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہین مگر نوشیران سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہین بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہمانون کے کام آتے اب مین اپنے باغ مین کچھ تصرف نہین کر سکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائن نہ بنجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاے - **بادشاہ** یہہ بات سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم مین ہی ہون - اُس روز سے ہر ایک امر مین غفلت چھوڑ دی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے سترہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہین +

اوّل پیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے **دوم** عقل کے مشورے سے کام کرے **سوم** رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے **چہارم** مآل اندیش ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچ لے **پنجم** رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے **ششم** حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے **ہفتم** قدردان ہو
اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے **ہشتم** سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے **نہم** بہادر ہوئے
جب جنگ کا موقع آپڑے بروز شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو - **دہم** دلیر ہو سلطنت
کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے **یازدہم** بے تعصب ہو ایک کی دوستی کی
سبب سے دوسرے پر ظلم روا نرکھے **دوازدہم** عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر
مقدم سمجھے **سیزدہم** خودرائے و خودپرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت
بغیر نکرے **چہاردہم** علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو
عزیز سمجھے **پانزدہم** مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے **شانزدہم**
باذل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے **ہفدہم** منصف ہو رعایا کے فیصلہ کیطرف
بذات خود متوجہ ہو اُمور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑے +

شاہ با انصاف ایسا چاہیے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات
یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہو کر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار
درم انعام مین اسی وقت ملجاتے - کہین ایک روز **نوشیروان** جنگل مین
سیر کررہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بورہا تھا
بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہ سکیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خورد یم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھئے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور مین نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور مین آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہین اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہین نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھاکر نہال ہوگیا۔

تجھ سے پہلے جو گئے تھے جنکے لوگ		انکی محنت کا ثمر تجھکو ملا +	
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے		لوگ پائین تا قیامت فائدہ	

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک روز ایک آدمی جنگل مین کہین شکار کو جا نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کرکے الہ قتل اُس کے سینہ پر رکھدیا ہے اس واقعہ کو دیکھکر حیرت زدہ آلہ قتل اُٹھاکے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے اور اُس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کرلیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینیکے لئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھپر جاری کرنا چاہیے ملازمان شاہی نے اس نا کردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم اقبالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے لیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہیے پہلے یہہ قاتل تھا اب فدائی ہوچکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے +

از راہ راست سر مپیچ اید دوست	گردان راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جہان واہل جہان	ہر کہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بلے اجازت بہت سا روپیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا +

دولت و مال کی حفاظت مین	کیون اٹھاتا ہی تو مصیبت و رنج
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال	جمع کر عاقبت کی گھر مین گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھہ لیکر رعایا کی خبرگیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیرخواہ امیر نے بعد ادائے کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر مین گشت کرنا اچھا نہین ہے اندیشہ ہے کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچاے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نہین ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل از تنہائی چہ غم	زانکہ عدل اوست ہر دم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	درجہان ہر روز و ہر شب ہزران

حکایت

نوشیروان کے وقت مین ایک شخص بازار مین کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتون کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو مین اسکو بتلاؤن نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتون کو خرید لیا کہو وہ کون باتین ہین، وہ بولا کہ اوّل یہہ بات ہے کہ دنیا مین دوست نہین ملتا دوم ناچار دشمن سے بھی ملجانا چاہئے سوم اُنسے ملو جنسے ضرورت ملنا پڑجائے نوشیروان نے یہہ باتین سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو وحکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ مین اسبات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتون کا بھی کوئی خریدار دنیا مین باقی رہا ہے یا نہین +

دوست کوئی بھی گر نہو پیدا	کسی دشمن سے دوستی کرلے
کام اپنا چلالے دنیا مین	حاصل آرام زندگی کرلے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شر انگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد مستغیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا داد خواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہے بادشاہ ہنسا اور اسکی حق رسی فرمائی +

بندۂ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتین کرتا ہے برپا سیکڑون
شر اُٹھاتا ہے ہزارون وہ شریر	مخمصے کرتا ہے پیدا سیکڑون

نکتہ بہوکے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلوں کا کھانا کھانا اُنکے احسانکا بار اُٹھانا +

اہل ہمت گر نہ میرد از گرسنہ	دست پیش سفلہ نکے سازد دراز
زیر بار منت دون ہمتان	سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا مین جسکی زیست بامراد نہین دل اُسکا شاد نہین اسکو زندہ نجانو مردہ پہچانو

زیست کی راحت نہو جسکو نصیب	محض لاحاصل ہے اُسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جس زیست مین انسانکی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائین گے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارک باد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت وافسوس کا

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست	کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم و قرض خواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے ہین کہ کہ کوئی دادخواہ نہ آیا - اس بادشاہ عادل کے تابوت کی ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور ہر ایک یہہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اُٹھ گیا +

خسرو پرویز بادشاہ

یہہ شخص نام آور بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو - اسکے پاس آٹھ خزانے تھے اُنمین سے ایک کا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لاد کر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقًا دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملداروں نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا اُس خداداد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا +

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع پچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاص شاہی اسباب دنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کے تھے

دوسو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری
کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ مین پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی
سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بہی
سونیکے تہین جنمین اُسمین لکڑی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل بہت
جلد گر پڑین اور لوگ اُٹھا کر لیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین
فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام
اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا - بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین
رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن وخوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی
اسکی منکوحہ تھی - بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اُسکے پکانے
مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا - پہلے بزغالہ زرد رنگ ازرق چشم بھیڑ کے
دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی
لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کر کے
اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے
طشت مین رکھکر سونے کی چھری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور
بہت سا جواہرات قیمتی پسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پر ذائقہ انواع اقسام
کے اُسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور
وطشت طلائی ونقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کردئے جاتے اور آیندہ کیلئے ہر روز
نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا بےتکلف اور کریم تھا +

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال مین سے بہت روپیہ کھا گیا ہی بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امرائے دربار سے اسکی سزا دہی کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی رائے دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی رائے کے اُسکا رتبہ پہلے سے دوچند بڑھا دیا جاگیر و منصب اور زاید کر دیا یہ حال دیکھکر تمام امرا دربار حیرت مین آئے اور بادشاہ سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمھاری تجویز اسکے باب مین یہ تھی کہ مین اسکو قید کرون پس احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے اسلئے مین نے اُسپر احسان کیا اور ایسی زنجیر مروت کے اُسکے ہاتھ پاؤن مین ڈالی کہ تا دم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید اسکے صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اُسکی روح اور جان پر +

بند احسان است بند آہنین	کاندر آن ناریست احسان بند	بند فرزندش بین کو بند دوست		روح محبوست اہم جان بند

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح

یہہ آٹھوین خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب المثل ہی - سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے - انکی خلافت نے دفعۃً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف - علم و عمل - خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی حضرت علی علیہ السلام پر خطبون مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھون سے جاگیرین چھین لین - جہان جہان ظالم عمال تھے یکقلم معزول کر دے سب سے بڑھکر یہہ کہ علوم الہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے - امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوسکی نقلین بھجوائین مناقب آپکے بیشمار ہین اس مختصر مین انکی تحریر کی گنجایش نہین مگر تبرکاً و تیمناً اشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہین

فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رونا

شروع کیا فاطمہ اُنکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسوں سے تر تھے
جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لیے
ہے فرمایا مین اُمور امت مرحومہ کا ایک معتمد اور امانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہی
کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال و تباہی کے عالم مین مبتلا
ہون گے فردائے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھسے پوچھیگا کہ ان لوگونکی ساتھ تو نے کیا سلوک کیا
تو مین جانتا ہون کہ مجھے جواب بن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلیے مجھکو اپنے نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی

پند سونیکے لئے رات کو بستر پر جاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکلو کہ آج مین نے کون
کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچتاؤ توبہ کرکے
بخشواؤ نیک عمل پر خدا تعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آیندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

جس قدر تم روسکو چھپ چھپ کے رولو اتکو	چہرہ سے دنکی سیاہی دھولو اتکو

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی
پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب آپ تخت
نشین ہوے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکے نسبت فرماتے کہ کیا
عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین تنعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا
ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت خدا ے پاک کی
اوسکو دیکھ اوسپر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور اللہ پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش
ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے
مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی نعماے عقبیٰ وہ
بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی ✦

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے	تین چیزین چھوڑ دے اے نیکنام
زیب و زینت راسی و ریا سی ہوا	دل سے دنیا و دولت و اسلام

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات مین فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ اسطرح رونق افروز رہین گے تو ہیبت و سطوت و فر و شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سے کچھ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہو کر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہے فرعون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر بھروسہ نرکھنا ؛

کر و حق پر توکل بندگان حق اگر سمجھو	گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو زر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رح کی عیادت کو آیا دیکھا تو اُن کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونہون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپ کے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہین اونکو دھلوا دو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہنا پاک لوگون کے نزدیک منع ہے

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بد افعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سے نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہے اس تن خاکی کا دھونا
بھلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے لوگون سے براہ ظلم و جبر جو کچھ کیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو مسترد کر دیا جاے اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کے سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبد العزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر بتی درست کر دون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کر دیا مین نے عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب میں اوٹھکر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور درست کر کے آیا تب بھی عمر ہی ہون +

نکتہ فخر انسان کا اس مین ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لایق ہو اور افتخار نکرے باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت مین تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے +

دوستو فخر اپنا مت ظاہر کرو	گرچہ ہو تم صاحب عزو وقار
بندگی پر باندھلو اپنی کمر	پاؤ اپنے حق سے تاج افتخار

حکمت اپنے متعلقین اور خدمت گارون کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ نہون تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف نہ دینی چاہیے کوئی وقت اُن کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہیے +

بندہ از بندگان حق بود	گر ترا در بندگی خدمت گذار
دان غنیمت خاطرش خورسند دار	تا ترا خوشنود دارد کردگار

نکتہ نوکر کو چاہیے کہ وہ اپنے اقا کی خدمت گذاری وجانثاری مین ہمیشہ حاضر وسرگرم رہے ہر کام مین دیانت داری وخیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

ہین گے مستحکم دیانت پر مدام	بندگان اہل دین اہل یقین
ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ	فخر پاتا ہے امانت سے امین

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزین ہین **اوّل** کبر نفس یعنی مفلسی یا نوکری یا مدح یا مذمت کو یکسان جاننا **دوم** تقویت یعنی سخت مصیبت کیوقت نہ گھبرانا

قوی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت مین مستقل رہنا آجکا کام کل پر نچھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش مین نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جاننا اور سب سے بمدارات پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال واخلاق کی طرف راغب رہنا بدعادتون سے باز رہنا خداوند عالم کی راہ مین زر نثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی وغمگینی کی حالت دیکھکر خود پشیمان ہونا کسی کی بدحالت دیکھکر نسکنا اپنے گناہین یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر و سکون	ہین یہہ سب مردہا در کی نشان
اور تواضع غیرت و حلم و ثبات	ہین اسی کی واسطے اندر جہان
اپنی ہمت اور تحمل کی ہمیش	کام کرتا ہے وہ یکتاے زمان

حکایت

تقریب عید الفطر مین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپسے شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اوٹھایا اور مزہ نپایا دیکھو محلہ کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگے ہوے

کپڑے پہنتے ہین مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپ نے خزانہ دار بیت المال کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیجدو مہتمم بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہوسکتا ہی کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہین گے جسکا حق آپ آج چاہتے ہین آپ نے فرمایا یہہ سچ ہے اور آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکون کیواسطے جنت مین پوشاک لطیف تیار ہے یہان نئی پوشاک اور عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہین ہے

فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت مین حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زاید تھا اور عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اوس حق خلافت کو الضعاف کردیا تھا لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے نہین لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوے اپنا کل ذاتی مال بھی داخل بیت المال کردیا آپ کے فضایل اور کمالات جو ہورخین زمانہ نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہوسکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ خصلت تھے

نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ ہے جو خودی کے دام مین اسیر نہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھ برائی نکرے

نیک وہ ہی جو نہین کرتا بدی		دوست دشمن نیک بد بندہ و کہتھ	
شاہ کہتے ہین اُسے شاہ و گدا		جس نے لینے کو نہین پھیلاے ہاتھ	

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر مدے اپنے ملک کو تلف جانے اور ون کے مال کی حفاظت رکھے کسیکے نقصان کا روادار نہو +

بہ بخشد چون بمسکینان سخی مال	ندارد در عوض امید احسان
ہمیشہ مال خود را وقف داند	بمال دیگران باشد نگہبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک وزر اُنکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا تکلف پکوایا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز ور روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا باتونین لگایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکی گنجایش نہ رہی جب تکلف اور پرزایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب اور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہو گئے جس مین ایک ہی درہم کی خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدائے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمھارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور مسکینون کو کھلاتے تو آخرت مین تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسلمہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہا رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نرہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نرہے گھر ایسا بنانا کہ جس مین گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتون کا پینا قیمتی لباس کا پہننا اور اونچے وبلند محلون کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا مین بیشک	گذر دن جائین جس سے زندگی کے
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو	نہین یہہ کام اچھے آدمی کے

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** خیرات اسمین تین طرح کی رعایت چاہئے اول یہ کہ دل کی رضامندی سے دیوے دیکر افسوس نکرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکرسکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریا سے بچے دیکر احسان نرکھے دوم خرچ ضروری اسمین بھی تین قسم ہین اول اپنے زن فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے وذاتی خرچ مین صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی سیر دولت مند کی خدمت مین نذر پیش کرنا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آوے یا حرمت مین خلل پڑیگا اندیشہ ہو جاوے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول ودوم مین اپنی توفیق وحیثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم مین حیثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضائقہ نہین ہے کہ اُسکے خرچ کرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع واِنعام ومہمانداری ودوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین مگر حیثیت کا لحاظ اسمین بھی ضروری امر ہے ؛

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرسے	اُڑانا بیجا نہ ہرگز دولت و مال
نکر اسراف یا امساک اس مین	مگر رکھ اعتدال اسمین بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبدالعزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اُسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بہ سبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو فاطمہ اسکو لباس مکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اوتارے خلیفہ نے کہا اگے ہیٹا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال ومتاع ضبط کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجدیا اور مین کم عمر تھی عبدالملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اُس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا کہ اِیا اب اور کوئی اُسکی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک اوسکا

فرزندوہ بھی مفلس اور بڑے حال مین ہے آپنے اوس لونڈی سے مواصلت
کی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبدالحمید عامل کوفہ کے
نام حکم صادر فرمایا کہ نامبردہ کو بذریعہ برید جلد دارالخلافت مین بھیجدو جب وہ حضور
اعلیٰ مین باریاب ہوچکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمھارے باپکا کیا کیا
مال ضبط کیا تھا جو جو اُس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کردیا اور وہ لونڈی
بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھ صحبت سے شاید تمھارے
باپکے تصرف مین نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین مین نے یہہ لونڈی بخشی
آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیرالمومنین میری
نذر قبول نہین فرماتے ہین تو اسکو مجھ سے مول لے لین آپنے فرمایا اگر مین خرید
لونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون مین داخل نہونگا - وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہین ہوتا ہی بلکہ تمام زمانہ اسکا محکوم ہوتا ہے اور وہ سب پر حاکم

اگر حاکم شوی بر کشور دل		بملک جسم و جان باشی شہنشاہ	
کنی بر نفس نافرمان اگر حکم		باقلیم جہان باشی شہنشاہ	

پند تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو در نہ اُسکی خبرگیری کرو

نہ پوچھو حال زار تنگدستان		زبان تقریر مین انکی نہ کھلواؤ	
وگر پوچھو تو اُس حالت مین پوچھو		کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہونچاؤ	

حکایت

بنی اُمیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت بنوت جایز کر رکھا تھا یہانتک

کہ خطبون مین الفاظ سب و شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہؓ کے نسبت درج ہو گئے تھے
اور خطیب ممبرون پر اون الفاظ کو بقرات ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرا
خلافت ہوے تو آپنے اُس بدعت شنیعہ و طریقہ مذمومہ کو اس خوبی سے خارج کیا
کہ لوگون کی ہمتین پست ہو گئین اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر
یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایک دن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
مین جہان تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح فرما دیجئے کل امرا سلطنت اور خاندان بنی امیہ
یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہو کر افروختہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے ہنسی اُس سے
فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہو گا کہ مین مسلمان ہون اور تو یہودی ہماری شریعت اس امر کو
جایز نہین رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو اپنی صاحبزادی کا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑی عظما
ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبون مین
ایسے الفاظ نا ملایم کیون پڑھے جاتے ہین عمر بن عبد العزیز نے رو سے شام
و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
لوگون سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبون سے وہ الفاظ نا سزا بالکل نکال ڈالے جائین اور بجاے

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی ط
چنانچہ اتبک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبون مین جاری ہے ۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو غیبت سنکر کانون کو پلید نہ بناؤ غیر کی محبت دلمین رکھکر کافر نہ کہلاؤ +

خوار ہوگا مرد بدگفتار اگر		نیک بندون سے برابیش آئیگا	
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت		اور برا آخر برائی پائیگا	

تذکرہ مہر مین عمر بن عبد العزیز کے عمر یؤمن باللہ مخلصاً گذرہ تھا ۔ اور حاجب آپکے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات مکندمی اور کوتوال آپکے عہد مین یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبداللہ بن سعد الارملی قاضی تھے عمر بن عبد العزیز رح نے دیر سمعان جو حمص کی زمین ہے وہان پر ۱۰۱ ہجری مین وفات پائی کل اُنتالیس برس ایک مہینے کی عمر مین دو برس پانچ مہینے مسند آرائے خلافت رہے سیاک الذہب مین آپکو خلیفہ صالح خامس خلفاء راشدین لکھا ہے اور حضرت سفیان ثوری رح نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ مین پانچ ہین یعنی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اخراج کیا ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اپنے سنن مین کنیت آپکی ابوحفص تھی حلوان ایک قریہ ہے مصر مین وہان آپ تولد ہوے جب عبد العزیز بن مروان

آپ کے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ ہین اور مان آپکی اُم عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اور نانا اون کے عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رہ تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دُودھ پلاتے کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملادے تو اُس نے جواب دیا تھا کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً ممانعت فرمائی ہے مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی نے جواب دیا کہ قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رہ بھی کہین عنقریب انکے رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رہ کے ساتھ منگنی قرار دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے اُم عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئین

نکتہ چار وصفون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے **اولاً** منصف مزاجی اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خوری اور کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل ٭

درگذر کرتے نہین انصاف سے		بندگان منصف سینہ صفا	
باخبر رہتے ہین سب کے حال سے		مہربان سب پر ہین مردان خدا	

ابو جعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۷ ہجری مین خاتم خلافت پائی یہ شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علوم شرعیہ خاندانی میراث تھی لہو ولعب سے متنفر رہتا عدل وکرم دونو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی مین کرایا اور قانونی کتابین بھی روم وفارس سے منگوا کر ترجمہ کروائین اسکو مورخین نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے ؛

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا اور عرب کے ملکون مین مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین خصوص ہندیون مین بلفظ دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب سے دوانقی لقب پڑگیا ۔ اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہوگیا اور دوسری وجہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو دہان کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے عطا بغ ۔ الحاصل وہ مقام پرفضا دجلہ کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۱۴۵ھ ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ھ ہجری مین حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کروڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا ؛

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین اور وہ ایک منتظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین **اول** اشرکت ملک **ثانیاً** افشاء راز **ثالثاً** خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چارپایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشاء کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جو ان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کردی جعلناک قاضیا لا ساعیا ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہیے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہیے اور ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد نہونے پائے

بند کن لبہائے خویش از گفتگو	گر نداری بزربان تقریر نیک
در سخن گویا مشو چون ابلہان	تا نباشد در دلت تدبیر نیک

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھہ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا مجلس مین قید ہے منصور نے فوراً لوگون کو محبس مین بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کرین لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک حجرہ مین ایک شخص روبقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝ ترجمہ اور قریب ہے کہ جانین گے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹین گے اونہون نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین ایک بزرگ خاندان واشراف ہمدان سے ہون آپکے عامل نے جو ہمدان مین مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جس کا ہزار درہم محاصل تھا غصب کرلی ہے اور اس خوف سے کہ مین دارالخلافت مین فریاد کرون گا مجھکو محبس مین بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کرلیا تو ظلم وستم دہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوادین اور فرمایا کہ اے شیخ تمھارے ریاست مع زرچار سالہ خراج تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جاکر اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہوئی وہ تو مین نے قبول کی لیکن ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ مین نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد عتاب وخطاب کیا ٭

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو غصہ کی حالت مین منصور نے گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی اور آج مین اس بیکسی اور مظلومی کے حالت مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر مین بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہون گے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس سے ترک ملاقات کی ٭

نکتہ بدآدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کر چکا ہو تو نیک کو چاہیے کہ جسوقت وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھہ بھی فرق نرہیگا اور نیک و بد مساوی ہو جائین گے

مرد باطن گر نہ اپنے وقت پر	کر چکا ہو نیک بندون سے بدی		

نیکون کو لازم ہے وقت غنیمت	کچھہ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض ندمانے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ایک دولت مند امیر مرگیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط اور داخل سرکار کرلی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہوسکتا ہے منصور نے فرمایا کہ جو شخص خلافت روئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا یتیمون کے مال سے کب سیر چشم ہوگا ۔

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت طلب کرو جسپر زوال نہ آئے ٭

دائمی دولت کا کر حق سے سوال	بے بہا نعمت خدا سے مانگ لے
جسکے اخر مین نہو ذلت نصیب	اسقدر عزت خدا سے مانگ لے

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کوٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام مین مشغول دیکھا تو منصور نے اسکو بلاکر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولت مندون کی بڑی عمر نہین ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین حکمران اور اہل فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کرلیتے ہین اسلئے اُنکی عمر دراز نہین ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے اُنکا رزق مقسوم پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر نہایت تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگھہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہان ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپنے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پاچکا تو مرگیا ؛

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پانا + **دوم** اجل کے آنے سے پہلے مرجانا +

رزق بے مقسوم ملیگا نہین		مرگ آنیکی نہین قبل از اجل	
وقت پر انجام پاجاتے ہین کام		باتین ہوجاتی ہین پوری برمحل	

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطہیر وسعد ونحس کے طرف مایل تھی اور چندروز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

ابا جعفر جاءت وفاتک والفصت		سنوك وامر الله لا بد واقع	
ابا جعفر هل کاهن لک او منجم		لک الیوم من ضرب المنیہ مانع	

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمہاری وفات آپہونچی اور تمہارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خدائے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا پس ایا کوئی کاہن یا منجم تمہارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انہین دنون ارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اترا ۔ اور صبح کے وقت ایک ستارا ٹوٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلاکر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیر میمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ ۱۵۸ھ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منہ کھلا ہوا حجون کے باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک تردفتعلم) تھا حاجب اونکا عیسیٰ بن یحیح اور سلیمان بن مخلد اہوازی وزیر تھا۔

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رض

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس رض کا ہے اس شخص نے رد مظالم مین بہت کوشش کی اور ظالمون کے ظلم وستم سے لوگون کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدردانی اور جوہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کی اہل کمال بغداد مین جمع ہوگئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہے جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب مین کتابین علمار اسلام سے لکھوائین +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتے ہی پہلے حکم قیدیون کے رہائی کیلئے باستثنار خونیون کے نافذ کیا +

اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ چھ لاکھ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار جو خزانۂ دار الخلافت مین جمع تھا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزانہ دار نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ تمام صندوق خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی رہین تھوڑے ہی روز گذری تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھ ملکوں سے تحصیل کا روپیہ دارالخلافت مین آیا کہ خزانہ دار کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ مہدی کے دربار مین باریاب ہوسکے جب وہ فارغ ہوچکا تو حاضر ہوا۔ خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہمارے روبرو رکھنے سے ایا تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اولاً** خاموشی سے بے خوفی و ایمنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت و سرداری **ثالثاً** عبادت سے قبول و قرب **رابعاً** شجاعت سے مال و دولت +

چپ سے ہو جاتی ہی حاصل ایمنی	اور سخا سے عزت و فخر و کمال
یا وگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمنان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمد و رفت کے مصارف مرحمت فرمایا پانسو مہار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے۔ اگلے خلفا جب حج کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہوگیا تھا مہدی نے وہ کل غلاف اوتروا کر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرا دیا اور دیوار و سقف کو مشک و زعفران سے معطر کرا کے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے۔ پھر مدینہ منورہ کی نیت

کو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر مین خرچ ہوا +

نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے کہ اُس نے تمکو سخاوت
کرنے مین مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

ہی یہہ سائل کی مروت سر بسر	تیرے سر پر ای سخی حق کو ولی
لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال	جس سے تو دنیا مین کہلایا سخی

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دو امر کے ناقص ہے **اوّل** سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونون کی اصلاح بغیر ان کے نہین ہوسکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفتون سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ روی
زمین پر گردانتا ہے۔ قال اللہ تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ
انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا
وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وقال اللہ تعالی لَا یَسْتَوِیْ
مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا۔ ان آیتون سے بہت ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے۔ جب تک عدال کے ساتھ سخاوت اور سیاست اپنے اپنے
محل مین صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونون اپنے حالت پر قائم رہتے ہین
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہے جس مین

یہہ صفت بدرجۂ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور مستحکم ہوتی ہے
جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران
ہو جاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کرنیوالا ہے

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبدنے ماوراالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت
سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم
چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے
دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعرا اوکی زبان پر بہ ماہ نخشب مشہور ہے
خلیفہ مہدی نے یک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین
محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سر شام اندھیری
راتون مین یک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار
کر دیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے
دکھلاکر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ
مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنی
ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے خمون مین
ڈالکر گلا دین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھ کر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے
اُسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا معہ ہمراہیون
کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک لونڈی نے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب مین زہر ملاتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ شراب اوس نے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب وہ مرگیا تو اوس نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو اندر بلالیا سب حال کہہ سنایا مسلمانون نے وہ تیزاب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہوگیا مگر مدت تک چند سفید پوشون کا بیچ معدوم نہوا اون کا اعتقاد یہہ تھا کہ ابن مقنع آسمان پر عروج کرگیا ہے ایک وقت معہود مین پھر ظاہر ہوگا ۔

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت بہم نہ پہونچ سکے مدعی کے دروغ گوئی کی نشانی ہے ؛

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت	دعوے تو دعوے بے آگہی ست
گفتن ناراست پیش اہل عدل	عین نادانی وجہل مدعی ست

حکایت

ایکدن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انبار روانق بخش تھا ناگاہ اُس کے پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لئے ہوے آیا جس پر کوئلے سے کچھ لکھا ہوا تھا اور اُس پر مُہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے مین ملاکر کیگئی تھی ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ عجیب واقعہ ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان ہین جو یہہ کپڑے کا ٹکڑا مین اون کے پاس لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھ مین لیکر ہنسا اور کہا کہ یہہ حقیقت مین میرا ہی لکھا ہے

اور مہر بھی میری کی ہوی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین
کچھ رات باقی رہے شکارگاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برسنے لگا
اور سب خدم وحشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی
چونکہ تمام کپڑے آب باراں سے تر ہو گئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت
مجھے ایک دعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادا سے سُنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام وبگاہ یہہ دعا پڑھا کریگا جب کسی مصیبت
مین مبتلا ہو تو حرق وغرق ودب کرمرنے سے یا اور کسی بُری طرح کی موت سے اوسکو
اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے
بسم اللہ وباللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دعا شروع
کی تو مجھکو دور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک اعرابی
اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کر سکتے ہو
اوس نے کہا ہان کر سکتا ہون مین گھوڑے سے اوتر پڑا اعرابی نے اپنی جورو سے
کہا جو جو رکھے ہین اوسکو پیکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے
مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو عمر بھر کسی
شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین
اوڑھکے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب
میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کر رہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے
کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی
تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھ تم

تردد نکرو پھر مین نے بکریکا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بہن گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمھارے پاس کاغذ وغیرہ ہے جو مین اوس پر کچھ لکھون اوس نے مجھے یہہ کپڑا نکرا دیا تو مین نے کوئلے سے اوسپر یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کردی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھکر یہہ تحریر اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ سے لکھ گئے اب مین اوس سے کم نہین کرسکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسی وقت اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہوگیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہوگیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی حجاج اور مسافرین وہان آرام لیا کرتے تھے ؛

تذکرہ مسامرہ مین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل کرتے ہین کہ مہدی باللہ ۱۵۸ھ ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا اور ۱۶۹ھ ہجری مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس ڈیڑھ مہینہ اوس نے نیک نامی سے سلطنت کی اوسکے مہر مین حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوسکے ربیع بن یونس اور عبداللہ بن علامہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابوالجہم و فضل بن ربیع و سلامۃ الابرش منشی تھے ۔ مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین ہین بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب مین گھوڑا ڈالا جو ایک کنڈیر مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈیر مین مہدی کا گھوڑا لیگیا راستہ اچھا نتھا وہان پر کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کرگئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ٭

نکتہ اول شکار یکارون کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتون اور تکلیفون کو سوچ لینا چاہیئے نہ کہ صحرا مین جانے کے بعد غور کرنا چاہیئے ٭

ہے یہہ بہتر ابتدا سے کام مین		سوچ لو ہو جسطرح انجام کار
پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو		شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور ولیقی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباسؓ

یہہ پانچوان خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت مین بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے مملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ علما اور مشایخ کے ساتھ صحبت رکھتا اور ریاکارون کا دشمن تھا اور اپنے گناہون پر اکثر رویا کرتا اور شاعرون کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس مین یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد مین کھنچے آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت مین پرورش پانے لگے ٭

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید کی خلافت مین وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزرا اسکے آل برمک سے یحییٰ اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہین کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھین یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی ✤

سنہ ۱۸۶ ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین دس لاکھ درہم پچاس ہزار دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز و مصر تا باقصاے مغرب امین کے متعلق کیا اور اوسکا دار الخلافت شہر بغداد ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور ری و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی مہرین ہونیکے بعد سقف کعبتہ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی جرات نکرسکے ✤

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور تالیق عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے اونھون نے جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزندین

اونکو محروم نرکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد روم سے متصل تھے اون کے نام زد کرکے قاسم کا لقب مؤتمن قرار دیا اور حرمین شریفین مین عام لوگون کو انعامات وصلات سے خوش وخرم کیا +

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوے مجذوبانہ بڑبک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیرالمومنین کی سواری آرہی ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیرالمومنین کا اون کے سامنے ہوکر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیرالمومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا کہ قدامہ بن عبداللہ عامری نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم سلطان دوجہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تھا و نہ مذہب رنگین فضل بن ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح نے کہا یا امیرالمومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمائے آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا +

ھب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدا مصیرک جوف قبر	ولیس التراب ھذا ثم ھذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے - ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہوگئے

اور سارے خدا کے بندے تمھارے تابعدار ہوگئے پھر کل کے روز قبر کے پیٹ مین کیا نہین جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سُنایا کچھ اور بھی فرمائیے بہلول نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال اور جمال دونو عطا فرمائے پھر وہ اپنے جمال کے ساتھ یار سائی کرے اور مال سے لوگون کے ساتھ مواسات واحسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے جانا کہ اس کلام مین حُسن طلب ہے فرمایا مین نے حکم دیا ہے کہ تمھارا سب قرض ادا کردیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض لیکے ادا نہین ہوسکتا ہے بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔ ہارون الرشید نے کہا مین نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دوا کچھ مقرر کردیا جائے بہلول نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نفرمائیگا اور آپ کو میرے ساتھ برائی کرنی سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کیواسطے مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہین ہے ✦

پند خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق اور رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے ✦

خدا نے تجھپہ جو احسان کئی ہین		تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر	
سخاوت سے نروک اپنا کبھی تم		خدا کی خلق پر احسان کیا کر	

نکتہ دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے ہین اور انسان انکی جزا و سزا ایک دن پانے والا ہے ✦

جہان فانی ہی اور اہل جہان لیک	رہینگے یہ تیری اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکون کی نیکی	رہیگی ہر مہ و ہر سال باقی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سخت سی خلاف داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافانہ دیجیگا زاہد نے کہا فرمائیے ہارون الرشید نے پوچھا تمھارے نزدیک مین شریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعوی الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلی کہا پھر ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ اون سے بہتر ہین زاہد نے جواب دیا مجھکو اُن برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جسوقت خداوند عالم نے حضرت موسی و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ارشاد فرمایا فقولا له قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور مین تو بقدر طاقت بشری مامورات پر عمل کرتا ہون

اور منہیات سے بچتا رہتا ہون پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتے
اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا
کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون
کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے
کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم اون کے واسطے
منگائے زاہد نے کہا مین ایک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی احتیاج نہین ہے تب
ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے
ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل نہ دو انکا معاملہ میرے ساتھ ہے
نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو محتاج جانکر
نہین دیا بلکہ خلفاء کا یہہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ
اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے اسمین سے
لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھائے
گروہ سب روپیہ دارالخلافت کے دربانون پر تقسیم کرکے خالی ہاتھ چل دئے +

پند مابین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس سے
کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کرین

کرو مت بات اور ہرگز نہ بولو		نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر	
اگر بولوگے بیشک بے بلائے		کہان باقی رہیگی عزو توقیر	

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون
نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی ہتیلی مین سرخ مٹی ہے اور ایک آواز بھی آئی کہ مٹی

وس جگہہ کی ہے جہان تمہارا مدفن ہوگا مین نے پوچھا میرا مدفن کہان ہوگا اور یہہ
مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمھارا مدفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر
وہ ماتھہ غائب ہوگیا اور آواز بھی منقطع ہوگئی چند روز بعد ہارون الرشید دارالخلافت
بغداد مین آیا +

یحیٰی بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑکر دارالخلافت
بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا
موقع پاکر یحیٰی بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوس سے
آشنائی پیدا کرلی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند
ہوگئی کہ کسی طرح سے یحیٰی کے قید نکاح سے چھوٹ جاے اُسکو رافع نے سمجھادیا کہ
اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز و تدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہوجاتو
نکاح باطل ہوجائیگا اور بعد اسکے توبہ کرکے پھر مسلمان ہوجانا اس مکار کی عیاری
کارہ گر ہوگئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کرلیا اور چند روز بعد پھر دائرہ
اسلام مین داخل ہوگئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کرلیا +

یحیٰی بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دارالخلافت مین ہارون الرشید کے
حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت
نا عاقبت اندیش کو گرفتار کرکے اوسکا منہہ کالا کرو اور گدھے پر چڑھاکے شہر مین
پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سلیمان بن جنید حاکم سمرقند
تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کرکے اوس عورت کو اوس سے جدا کردیا
مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے نامور ی کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پا کر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسیٰ جو وہین تھا اوس کے
پاس پیغام بدرخواست معافی قصور پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے اوسکا
قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اُس عورت
کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھہ سکتا تھا چند مفسد اور عیارون کو جمع کر کے لڑ بھڑ
کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھہ علانیہ نکاح کر لیا ؛

علی بن عیسیٰ کو یہہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین
روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع
ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی اخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیون
کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے بزیمت پاکر بلخ واپس
آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب کو مار ڈالا
اور گھر بار لوٹ لیا تین کرور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لیگئے
وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ وقایع نگار نے کل کیفیت جو سمرقند اور بلخ مین گذری
اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہہ دارالخلافت مین لکھہ بھیجی اور یہہ بھی
لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کر رہا ہے نرمی کے ساتھہ اوسکو دارالخلافت
مین طلب کرلینا چاہیے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دارالخلافت مین اسکے پہلے اور سیکڑون عرضیان مظلومون کی بھی
آپہونچین تھین جن لوگون پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا ۔ خلیفہ ہارون الرشید
نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھہ خراسان کی طرف روانہ کر کے حکم دیا کہ راہ سے
تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھکو امیرالمومنین نے تمھارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجاے اوسکو قید کرلو اور اُسکی کُل مملوکات ضبط کرکے پابزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جاے ✣

ہرثمہ نے امیرالمومنین کے حکم موافق اثناء راہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکمنامہ معزولی کا سنادیا اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسی کو پابجولان بلواکر اشتہار عام دیا گیا کہ جس کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کُل مملوکات علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہوگئے لیکن ممالک ماوراالنہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور اُن ممالک پر اوسکا قبضہ و دخل ہوگیا تھا اسلئے اوسکے لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دارالخلافت مین بھیجی ✣

خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد و رد مظالم کیلئے خراسان کا ارادہ کیا امین کو دارالخلافت بغداد اور قاسم کو موصل مین قائم مقام مقرر کرکے روانہ ہوا۔ اُون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب کرمانشاہ پہنچا وہان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر رہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدہی کو دفع کرے جب ہارون الرشید گرگان داخل ہوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کریا اور علی بن عیسی کو بابز بحیر بغداد بھیجدیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی +

اور ہرثمہ بن اعین دریا جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوتر کر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیکر برسر مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کرکے مامون کے پاس بابجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کردیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانون مین زیادہ بگڑ گیا اور مرض کانکس کارو زہوگیا تھا اسلئے اطبا کی راے و تجویز کے موافق تبدل آب وہوا کی غرض سے طوس روانہ ہوچکا تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی اخر مجھکو حالت ضعف مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوے تو اوسکی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہوگیا تھا اوسکی راے اور جبرئیل بختیشوع طبیب ہمرائی کی راے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی راے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجئے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

پینتالیس ۴۵ برس کی عمر پائی تیس ۳۰ برس خلافت کی ۔ العظمۃ واللقدرۃ اللہ عزوجل نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کو توال اور اسمعیل بن صبح منشی اور مسرور ورشاد وحسن خدام اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا زبان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم مین آتا ہے اسیطرح حرص وہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے تو تمام گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین +

آتا ہے دل مین تیری جس راہ سے		حُب زن ہے زبان شیطان کا	
کر نہ مائل عورتون پر اپنا جی		مت بنا دل کو مکان شیطان کا	

حکمت دشمن جب اپنے فریب وعداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ مین دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے		بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن	
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا ڈھنگ		نئی صورت سے بیش آتا ہے دشمن	

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جانو حقیر		بلکہ رکھو اُس سے ڈر شام و سحر	
آگ جب تھوڑی سی ہو گئی مشتعل		ایک دم مین اس سے جل سکتا ہے گھر	

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

پہنچ گیا روان خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۲۴۷ھ ہجری مین بعد قتل اپنے باپ کے سریر آرائے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اوسکے احسانات کے ممنون تھے یہہ برگزیدہ گروہ بلا روک ٹوک آستان خلافت کا باریاب تھا۔ اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم مین نہین اور سب سے برا کام قدرت کے بعد انتقام ہے ٭

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر ٭ ٭

گنہگار کا عفو کرد و گناہ	کرو رحم ہرگز نہ انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرد	کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام

حکایت

ابو علی یحیی منجم کے ہمسایہ مین ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیع مین تھی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نرکھتا تھا اسی وجہہ سے رنج والم مین رہتا تھا ہر شخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد مین ابو جعفر المنتصر باللہ کی خدمت مین باریاب ہوا خلیفہ نے سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کر دیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کل قیمت کیا قرار دادہوئی ہے اور تم کسقدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہین جو دیسکتا ہون خلیفہ یہہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا دلیکن خلیفہ نے درخواست کے آگے مخفی طور پر کچھہ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم اوسی طرح مغموم استان

خلافت سے دلمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی نہوتی مگر میری تقدیر نے یاوری نکی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمھارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے منجم یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دہکنے لگا ٭

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھہ دیوے پھر اُسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو ٭

سخی یون مین بیشک سخی ہے وہی	جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے
کرہی صرف جب مال خورسند ہو	جسے دیوے اُسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابوعثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہمات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اُسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہوگی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابوعثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کررہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دارالخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہے ابوعثمان نے وہی اپنا قصۂ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیرلیا اور کچھہ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابوعثمان آستان

دار الخلافت مین باریاب ہوا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابوعثمان غلیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابوعثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوسی معشوقہ دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہوگیا اگر خلافت کا ادب مانع نہوتا تو حالت بے خودی مین بے تابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا بمجبوری اوس حالت اضطراری کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمھارا مزاج کیسا ہے عرض کیا حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آیا تم بھی کچھ فرمایش کرسکتے ہو جو وہ گائے ابوعثمان نے اوسی راگ کی فرمایش کی چونکہ خاطر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابوعثمان نے عرض کیا یا امیرالمومنین جب تک وہ آواز مین نے سنی تھی امید وصال منقطع نہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت مین داخل ہوچکی ہے اسلئے اپنی امید کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے صرف تمھاری ہی لئے خرید کرکے منگایا ہے اور جسوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے ابوعثمان کے گھر بھجوادیا۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون کی محبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جاتی ہون اول حسین ہو دوم باوفا سوم غم خوار چہارم شیرلفہ پنجم عفیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیر خواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کارگذار یازدہم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو مجرد ہی رہنا بہتر ہے ۔

خانہ دولت بہت آن خانہ		چون بود خانہ دار نیکو کار	
مرد را ہست باعث فرحت		زن خوش خوش لقا و خوش دیدار	
ور بود بد از و پناہ خدا		وقنا ربنا عذاب النار	

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھہ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا اخر ۲۴۸ھ ہجری مین انتقال کرگیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سیاک الذہب مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور مسامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہوگیا تھا چونکہ امرائے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا اونھون نے طیبہ بن طیفور کو ساتھہ ہزار درہم دئے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی ۔

یوتی الحذر من مانہ یا آنا من ال محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا ۔ وصیف اور مزبان وغیرہ حاجب اور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے ۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبداللہ تھی اور مسامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے ۲۵۵ھ ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا ۔ یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدہر تھا عدالت و انصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا ۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر پہنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی بادرچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کرکے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندوگزند جانور کٹہیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش اور سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے اُن سب کو چھوڑ دیا اور مطربون اور رامشگرون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہو گیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کر دیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ٭

حکمت شراب مفسد قوائی دماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے مضرت زیادہ ہے اسلئے اُم الخبایث سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گر اپنی خیر		دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب	
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے		دشمن ایمان ہے خانہ خراب	
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام		اس سے کیا حاصل بجز رنج و عذاب	

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازے تھے اُسکا نام قبتہ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رد مظالم اور فصل خصومات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جائے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان ومال سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے +

شاہ بیشک بندہ پرور چاہیے		سایہ گستر رحم دل بندہ نواز	
اور رعیت چاہیے خدمت گذار		صاحب صدق وصفا عجز ونیاز	

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ مین طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہون گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بہ تضرع تمام آہ ونالہ کرتا تھا +

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئین گے خوش روئی وخوش گوئی وخوش لباسی پر لحاظ نہو گا +

کام آئین گے ترے اعمال نیک		روز حشر ونشر ای نیکوشعار	
کچھ نہ دیگی کام تیرے جسم کی		خوبی وخوش خلقتی روز شمار	

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ وآشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امرا دولت کو بھی جرات مخالفت کی نہو سکتی تھی عام وخاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آگئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے سے زمانہ ایام خلافت مین جہان تک ممکن ہوسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے دشمن جان ہوگئے سیف وسنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین اور انصار تھے قتل ہوگئے اور خیربیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶ھ ہجری مین آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا +

المهتدی باللہ یتق نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا۔

ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد عباسی

یہہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۲۶۵ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک مین ظاہر ہوے صنعت وحرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی +

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع وسرود موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتون کو ایک لخت دارالخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہون یا عورت کوئی بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین ۔ اور کبوتر خانے سب برباد کر دئے گئے اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت بشترک نہ سوار ہوا کرین +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم وحیا ہو طبیعت مین حلم اور کلام مین شیرینی ہو +

سعادتمند وہ انسان ہے بیشک		کہ جسکی آنکھ مین شرم وحیا ہو	

	طبیعت مین ہو جسکے حاصل	بزرگون کی طرح صدق و صفا ہو	

نکتہ حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے +

	باحیا باشد ہمیشہ عذر خواہ	گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ	

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرارداد ہوئی اور ۴۸۰ ہجری مین ملکشاہ نے بہمرائی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دارالخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیبائے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر مہار شتر کھینچتے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلابے و نفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندے کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہاے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس اسی پر قیاس کر لینا چاہئے جب امرا سلجوقی معہ خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونچے دارالخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شکوہ کے

عروس کی ماں کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تودو الامانت الی اھلھا یعنی بتحقیق اللہ تعالی حکم فرماتا ہے تمہیں امانتوں کو پہنچادو اسکے مالک کے پاس - عروس کی ماں نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعۃ یعنے بسروچشم امانت ادا کی جائیگی - الغرض راتکو دولہن ایک جواہر خیز محافہ پر سوار ہوئی اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ تھین اور دو ہزار سوار جلو مین خواجہ سرا گرداگرد ہجوم کئے ہوے داخل شہر ہوے اوس رات نے کثرت چراغون سے روز روشن بلکہ مہر منیر سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی حق بجانب تھا - دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوی جس مین چالیس ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کرلینا چاہیے بعد اسکے عام دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت وامرائے سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتین اور انعامات سے سرفراز ہوے +

چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس وخلیفہ مین شکر رنجی ہوگئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوگئی اور اصفہان پہونچکر آغوش قرمین پادشاہ پہلا کر سو رہی +

پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسا نکرنا چاہیے کیونکہ صندل کا درخت اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم ٹکرانے سے فوراجل اُٹھتا ہے اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور اُسکی سلگون کی لپک سے درخت جلکر خاکستر ہوجاتے ہین

محض بے اصل ست حلم جاہلان		الفت جاہل ندارد اعتبار	
مہر زن قہر خدائے اکبرست		ہوش دار اے مرد دانا ہوش دار	

نکتہ غیور اور دولتمند عورت کے ساتھ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہین اُٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہوکر ہمرتبہ کے ساتھ بسر کرے ٭

مار دیگی تجھکو اپنے زہر سے	گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہو وے بے وفا سے دوستی

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتین ہین - سبایک الذہب مین انتالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری مین قضا کرنا لکھا ہے - اور مراۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار کے اور کوئی تنہا ساتھ نہ تھا دھوکے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف اسقدر کہکر چپ ہورہا ہاتھ پاؤن سرد اور بے قابو ہوگئے اور روح نے مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور پچیس برس آٹھ مہینے سات دنکی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ٭

ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ ٭

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور سنہ ۵۱۲ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگو یون کا بازار سرد ہوگیا - یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا - اسکا قول ہے -

قول آجکا کام کل پر نڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے یس ایسی جلدی و پیروی نیک کام کے کرنے مین چاہئے اور بد کام مین جسقدر توقف ہو مناسب ہے +

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہووین کل روبا	کام گر چھوڑوگے کل پر آجکا پچھتاؤگے

نکتہ بدنفس آدمی لوگون کی بدیون کا افشا اور نیکیون کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہین ہوتا +

نہ بیند دیدۂ بدبین بجز عیب		سخن چین جز سخن ہرگز نہ چیند	
ہمیشہ چون مگس جائیکہ مردار		لئیم الطبع بینی می نشیند	

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یاوہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے -

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر ابن عیسی منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سبعہ سیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اُسی برج مین چھہ سیارے جمع ہوے ہین مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہے مگر میری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع ہون گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بین اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھہ آدمی حج سے فراغت حاصل کر کے ایک خشک ندی پر اُترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتًا ایک سیل عظیم نے چار و نطرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نملا اس مجمع سے بہت تھوڑے لوگ جو اونچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھ گئے تھے بچے اور سب ہلاک ہو گئے خلیفہ مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت مستحکم بند بندھوا دیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس	بفضل و ہنر مردم دور بین
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر	وہ کہدیتے ہین حال عرش برین

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص ۵۰۰ھ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھہ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت کی اور اپنی آخر عمر مین دکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عطائے سلطنت پر دلالت کرتے ہین روانہ کرکے اوس کی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کرلیا اس بادشاہ کے خصائل مین مورخین لکھتے ہین کہ اہل علم اور دیندار لوگون کی اسکو بہت صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل جاتے تھے +

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہان تین شخص بیٹھے ہوے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے **ایک** شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجکو ملتے کہ تجارت کی تمنا قبر مین نہ لیجاتا **دوسرے** شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے **تیسرے** نے کہا مجھکو سلطان عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن راتین بسر ہوتین - یہہ سنکر یوسف بن یاسفین چلا گیا اور اُن تینون شخصون کو اپنے روبرو طلب کیا **اوّل** کو ہزار دینار اوسکے آرزو کے موافق عطا کرکے کہا جا تجارت کر **دوسرے** کو اُسکی خواہش کے موافق کسی شہر کی حکومت دی **تیسرے** سے کہا اے مرد جاہل تونے ایسی خواہش کی جو تجھے نصیب ہی نہین ہوسکتی یہہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو ایک خیمہ مین ملفظہ بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کھایا کہو کیسا تھا اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذایقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بے وقوف عورت سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تُو کیون ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا جو تجھکو نصیب ہی نہو سکے پھر اوسکو کچھ نقد و جنس دیکر رخصت کر دیا +

نکتہ انسان کو چاہیئے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھ سمجھائے جس سے وہ مطلب سمجھ جائے اور تسلی پائے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوش گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کر دیتا ہے +

یاد دار از وقت کلام و وعظ و پند		موم شو با جاہلان بے عقل	
نرم کن اول زمین ہنگام کشت		تا بر آید گل ازان ناکارہ گل	

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اُسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا نفس سرکش بداخلاقی و جہل کے پنجہ سے رہائی پائے سیدھی راہ پر نہ آئے ۔

کفر کب جاتا ہے اس کافر کشی سے مومنو		نفس یہ کافر نہ مر کر جب تلک مردا ہو	

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ تیئیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ مین بیمار ہو کر مر گیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد حلیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیز کا دشمن تھا ۔ اسکا قول ہے ۔

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلوری اور جھوٹھ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صدہا طرح کی شرارت +

ساری فساد جھوٹھ ہی سے ہوتے ہین آشکار	شر ہوتی ہین زنا نہ کہ پیدا شراب سے
بچا رہیگا جھوٹھ سے جو پائیگا نجات	بچ جائیگا وہی جو بچیگا شراب سے

فائدہ اس خلیفہ نے غمازون اور چغلخورون کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا۔ ایک شخص کو اسی جرم مین گرفتار کرکے قید کردیا اوسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہون اگر رہائی فرمائی جاے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اوس سے زیادہ بدنفس ہو کہین سے پیدا کرو کہ اوسکو قید کرکے اوسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤن اور اسکے صلہ مین دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرون +

نکتہ بدون کے ساتھ نیکی کرنا بدکام مین انکو یاری دینا نیکون کے ساتھ بدی کرنا ہے

کار بد مین گر مدد کرتے ہو تم	خوب بد سمجھو کہ بدکرتی ہو تم

حکایت

ایک روز رات کیوقت مستنجد باللہ نے ایک خواص کو بلوا کر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کرنیکی آواز آرہی ہے جو چھت کے نیچے کام کر رہا ہے خلیفہ نے فراست سے دریافت کرلیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہ یہہ آواز آتی ہو وہان کچھ لوگ تعین کردئے جائین جب دروازہ کھلے سنار کو معہ سامان صناعت حاضر کرین چونکہ حاذقہ کا تفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو معہ اُن روپون کے جو اُس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اوسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپے

جو اوس نے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب مین بنتے تھے سنار نے عرض کیا کہ حضور مین مفلسی کے سبب سے یہہ جرات کی مگر نفع اوسی قدر ہوتا ہے جسقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان مین کرتا تھا وہی کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جائے

حکمت انسان وہ ہے کہ دولت مندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی مین عبادت غصہ مین تحمل ہو

سر جھکاتا ہے تواضع مین مدام	ہے جو دولتمند مرد سرفراز
وقت قوت اسکو ہے ناقوتی	حلم غصہ مین جوانی مین نماز

ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن مستنجد بامر اللہ

مرۃ الجنان اور سبایک الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستیضی بامر اللہ لکھا ہے اور مسامرہ مین المستضی باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضئ بنور اللہ ہے۔

یہہ تینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۳۶ھ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۷۵ھ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھ مہینے خلافت کی مرد دیندار تھا۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع ایک لخت موقوف کر دیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایکدم موقوف ہو گئے اور سخاوت مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا۔ اس خلیفہ

نظر مین روپیہ کی کچھ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس وعظ قائم کرین جب مجلس وعظ قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت مین نیکون کے رہا کرتا مرد دین دار عادل وشجیع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید مین روح کی تسلی عبادت مین +

نر کھہ صحبت بغیر از صحبت نیک	کہ ہی نیکون کی صحبت نیک انجام
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	اکیلا ہو اگر چاہے ہی آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم وستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑکے قتل کرڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کردیا تھا ایک وزیر امیر الامرا نے ظہیر الدین خازن کی گرفتار کا حکم دیا وہ جان بچاکر دار الخلافت مین خلیفہ کے پاس چلاگیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگادی اور غصہ مین آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر لب بام برآمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑی ہین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اسی دم جاکر امیر الامرا کو قید کرلاؤ اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام وخاص دوڑ پڑے جاہی امیر الامرا کا گھر مسمار کرڈالا اور سب اوسکی ظلم کی کمائی دست برد کرلے ہجوم عام کے روبرو اوسکی کوئی تدبیر پیش رس نہوئی آخر جان بچاکر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصل اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا نا واقفیت سے
جنگل مے آب مین جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب مین اوسکی
لاش بے گور و کفن طعمہ زاغ و زغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے
یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی
ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آیندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔

موذی کو مارو عدو کے ہاتھ سے	آئین جب یہہ دونون موذی مرد
مخلص پاؤ گے بیشک ایک سے	موذی مر جائیگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے **اولاً** ظالم کے ظلم کو
ثانیاً مومن کے غضب کو غصہ **ثالثاً** عورت کی پیار اور محبت کو
رابعاً نا جنس اور نادان کے التفات و صحبت کو ۔

دار دنیا مین کبھی رہتا نہین	ظالمون کا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم پھر مین ہوا ہو جاتا ہے	دل یہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یا نعی زمرۃ الجان مین ۵۵۵ کے تاریخ مین لکھا کہ اسی سال مین سلطان صلاح الدین عبید

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی باﷲ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو دو سو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضی باﷲ نے دو بڑے بہادر خلعتین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تھے بھیجین مگر سلطان نور الدین کیواسطے منجملہ اور چیزوں کے دو تلوارین آبدار بھی تھین جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمھارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ طرفین سے بہادرون کی تلوارین میانون سے باہر نکل آئین۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالآخر طرفین مین صلح ہوگئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہے کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچتا۔

صلح ہے اصلاح کار دو جہان		صلح ہے جس پر ہے دنیا کا مدار	
ظلم اور سختی ہیں بد کام مین		جن سے ہے بدنام ظالم ناپکار	

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سوچنا چاہیے ہر امر کی ابتدا مین انتہا کا خیال رکھنا چاہیے +

ہر کسی کو ابتدائے کار مین		کچھہ نہین معلوم حال انجام کا	
پر ستور جاتا ہے کام اس کا مگر		ابتدا مین ہو خیال انجام کا	

حکمت اپنے ہم جنس بھائیون سے دوستی رکھنا خدا کے دوستون کا حق دوست خدا پرست اسکا نام ہے +

صلح گل دارد بہر جا صلح گل		خلق وزدا ہمہ خلق جہان	

	با بدان نیکی کند ہنگام کار	دوستی ظاہر کند با دشمنان	

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہئے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین ۔

	دوستان حق کی بُروئی دریا ہر یک کے ساتھ	دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی	

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضی باللہ عباسی

چوتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تیس سال کی عمر مین ۵۷۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخبر تھا ۔ شراب کا بیچوانا اور پینا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا یکقلم بند کر دیا ۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا ۔ دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیافتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کروائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا ۔ ہند و مصر وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اُسکا رعب چھا گیا تھا ۔ چھیالیس برس نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھ سلطنت کی اونہتر سال کی عمر پائی آخر ۶۲۲ھ ہجری مین انتقال کیا ۔

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون و ارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو ممالک مین مخفی مقرر کئے تھے کہ وہ رعایا اور حاکمونکے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا +

وہی پاتا ہی لذت سلطنت کی		جو عادل ہو وہی اہل دل شہنشاہ	
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن		رہین مغلوب سب دولت کے بدخواہ	
عزیزون کو ملے ہر وقت عزت		رہین خوشدل ہوا حامان درگاہ	
خبر گیری ہو مظلومون کی ہر دم		جو ہو محتاج پائے دولت و جاہ	

حکایت

سنہ ۶۱۴ ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کرکے حکومت کا تاج سید علاو الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سر پر دھرے یہہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے بار آنیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا اور بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ سنی اور تین لاکھہ پیادہ اور تین لاکھہ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ حلوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتداء موسم مین اسقدر بے موسم

برف کی بارش ہوی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہوگئے راستے بند ہوے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھ سلطانی علاقہ مین داخل ہوگیا ہے اسلئے یہہ بڑھتا پور بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا وعراق وخوارزم کی حفاظت کو بھیجدی پھر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون وعیال واطفال کو معہ خزانہ وجواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بھاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لے لیا ہے اور اہل وعیال وطفلان خورد سال معہ نقد وجنس مغلون کے قبضہ مین آگئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آگئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ واسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا +-

سبق بے نفع اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل ونادانی ہے -

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے	دوستو اس سے اکڑنا منع ہے
نار واہے دوستون سے دشمنی	صلح کے خواہان سے لڑنا منع ہے

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل وتوقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کھینچنے کا ارادہ ہو جاتا ہے ✦

نفس بد آرد ترا گر بر بدی	در توقف کن دمے چند انتظار
فکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگردی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود افشا مکن	تا نگردی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد طاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

یہ پینتیسواں[35] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۶۲۲ھ ہجری مین تخت نشین ہوا اس نے محاصل خلاف شرع معاف کر دیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت مین قید تھے اونکو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دار القضا رمین بھیجکر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض ماخوذ ہین اون کے مدعیون کو دیکر ماخوذین کو چھوڑ دین - اس نے کل نو مہینے پندرہ دن سلطنت کی اخر ۶۲۳ھ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور علما پرور تھا اس کا قول ہے ✦

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے ✦

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتین ہین **اولاً** اپنے عیب سے چشم پوشی کرکے غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے **ثانیاً** بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے **ثالثاً** بدخلقی کرتا ہے **رابعاً** خدا کی عبادت مین کاہل و سست رہتا ہے ✦

فی الحقیقت ہے کمینہ آدمی	بے ادب بدسیرت و بے آبرو
کاہل و بدخو و بدخلق و بخیل	دوستون کا عیب جوئی و عیب گو

پند انسان کو چاہیے کہ اخلاق الٰہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑ جائے

اوسکا پردہ پوش سینے نہ پردہ در تاکہ مقبول خالق و عزیز خلایق ہو ۔

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی	اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو رز نہار

نصیحت اپنے اور غیر کی عیب ظاہر کرنیوالا سے ڈرو کیونکہ جب وہ پیشہ پردہ دری کرتا ہے تو غیبی دغیر کی لذت سے وہ کب بچتا ہے

اپنی لذت کا نہو کبھی خیال	ایسے عزت سے بیشک خوف کر	بندہ بالا کل دربے باک ہے	خوف کر اسی بنا پر وخوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب بیان پر لائیگا یا چغلی کہائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا ۔

بدزبان جو آکے تیرے روبرو	عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیری بھی عیب	کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہہ چھتیسوان[۳۶] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے سنہ ۶۲۳ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آرائے حکومت رہا آخر سنہ ۶۴۰ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا ۔ عدالت پیشہ ورعایا پرور تھا ۔ اہل علم و دیانت دارون کی صحبت غنیمت جانتا ۔ اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا ۔ جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر ایثار کی گئین ۔ شعرا نے قصاید پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوے ۔ عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کردیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دارالضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو حاجتمندون اور واردین وصادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی معلمین اور علماے معقول ومنقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دارالقرات بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرات کیلئے مامور کئے گئے طلبا وعلما کے لئے کھانا شاہی مطبخ سے جاتا تھا اور ایک دارالشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا +

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھوکر سوکھنے کے لئے ڈالے ہین جب سوکھ جائینگے پہن کر عیدگاہ جائینگے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس ونادار ہو گئی ہے کہ دھوبی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر پھینکا کرین کہ وہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ اون سے آسودہ حال ہون +

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہے اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈھونڈ ڈھکر اسکے پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار کا صبر و استقلال اُسکا کمال

رزق مت ڈھونڈھو کہ وہ رزاق کریم	جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا
تم سے زیادہ تمپہ خود عاشق ہے رزق	تم کو خود وہ ڈھونڈھنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۶۰۸ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۶۴۰ھ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ۶۵۶ھ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تھا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہو گئے تھے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرک کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

۶۴۲ھ ہجری مین مؤید الدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا جو کہ شیعہ تھا

اسلئے خلیفہ کے فرزند محمد ابوبکر کو اسکے ساتھ مذہباً عداوت ہوگئی اور باہمی نزاع نے یہان تک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہوگیا اور اپنے تعصب مذہبی سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اس نے چاہا تھا کہ بجاے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اوس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش مین آب شمشیر سے اوسکی بیاس بجھائی اسی کا ایک دست نصیرالدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے ہین کہ یہہ طوسی خفتی تھا اور سید مجدالدین محمد بن حسن طاؤسی شیعی اور بدرالدین یوسف شیعی نے جو بڑے امیر تھے اونہون نے وزیر سے ملکر دارالخلافت بغداد کو برباد کرایا ۔

چنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ مین جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیتاً ذیل مین حوالہ قلم ہے ۔

فی مرثیۃ المستعصم

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک	سر برآور دین قیامت در میان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق نازنین	از آستان بگذشت و بازار خون دل از آستین
زینہار از دہر گیتی انقلاب روزگار	در خیال کس نگشتی کاینچنان گردد چنین
دیدہ بردار یکہ دیدی شوکت بیت الحرام	قیصران روم سر بر خاک خاقان برزمین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته — هم بران خاکی که سلطانان نهادندی جبین
وه که گر بر خون آن پاکان فرود آید مگس — تا قیامت تلخ گردد بر دهانش انگبین
بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت — مرد را انگشتری ماند چو برخیزد نگین
دجله خون آبست زین پس گر سد سر بر نشیب — خاک نخلستان را کند با خون عجین
روی دریا در هم آذرین حدیث هولناک — می تواند دانست بر ویش ز موج افتاده چین
گر نه بیهودست و بیحاصل بود شستن بآب — آدمی را حیرت از دل هست تا داغ چنین
نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان از نکوست — کمترین دولت مر ایشان را بهشت برترین
لیکن از روی سلمانی و راه مرحمت — مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین
باش تا فردا که بینی روزها و در رستخیز — کز لحد بار دیگر خون آلوده برخیزد دفین
در زمین خاک قدسشان تو طیا چشم بود — روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین
قالب مجروح گر در خاک و خون غلطد چه باک — روح پاکش اندر جوار لطف رب العالمین
تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بر وی نهاد — کاسمان گاهی بهرست ای برادر گه به کین
چرخ گردون بازمین گوئی دو سنگ آسیاست — در میان هر دو ز فرو شب دل مردم چو بین
زور بازوی شجاعت برنیاید با اجل — چون قضا آید نماند قوت رای رزین
تیغ هندی برنیاید روز هیجا از نیام — شیر مردی ماهر باشد مرگ پنهان کمین
تجربت بی فائده ستآنجا که برگردید بخت — حیله آوردن چه سود آنرا که بر گردید زین
گرگ سانند از پی مردار دنیا جنگجوئی — ای برادر گر خردمندی چو سیمرغان بنشین
ملک دنیا را چه قسمت حاجت آنست از خدای — کو نگهدارد بما بر ملک ایمان و یقین
یارب این رکن سلمانی بما آباد دار — در پناه شاه عادل پیشوائی ملک و دین

خسرو صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکہ خلافش سپند یدست داد صافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بین او	زیردستان را سخن گفتن نشاید جز چنین
لاجرم در بحر و برش داعیان دولت اند	کہ بہزاران آفرین بر عالش از جان آفرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی مدح گوی	رایتت منصور و بختت بادو اقبالت قرین

فائدہ بڑا فتنہ جس سے ملک مین تباہی اور قوم مین افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع و اقسام کے فتنہ اوٹھ کھڑے ہوتے ہین جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس سلطنت مین مختلف مذاہب اور مختلف خیالون کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہین وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزین تین شخصون کو مضرت رسان ہین **اولاً** امرار دولت اور ارکان سلطنت کا فساد **ثانیاً** علما کی طمع **ثالثاً** فقرا کی ریاکاری +

ملک مین گر ہو کہین پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر ریا	کرتے ہین بدنام اپنے نام کو

نکتہ پچیس آدمیون سے نفرت کرنا ضرور ہے **اول** ناشاکر **دوم** بدعہد **سوم** مفتری **چہارم** دروغ گو **پنجم** منافق **ششم** خائن **ہفتم** غابن **ہشتم** غاصب **نہم** فاسق و فاجر **دہم** شرابی **یازدہم** قمارباز **دوازدہم** چور **سیزدہم** فتنہ انگیز **چہاردہم** نمک حرام **پانزدہم** فریبی **شانزدہم** بیوفا **ہفدہم** دغاباز **ہژدہم** شہوت پرست **نوزدہم** بے علم و جاہل

بستم عالم بے عمل بست ویکم بے حیا و بے شرم بست و دوم زود رنج بست و سوم پر غصہ کینہ تور بست و چہارم بخیل بست و پنجم حاسد۔

نکوئی با بدت گر در زمانہ	تو در بزم نکو کاران قدم نہ
مہر ایا کن گریز از صحبت بد	نہ بر دوش خود بار الم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً حاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست و بباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہے۔

دشمنون سے چھوڑو بیشک دوستی	دیکھہ مت چہرہ کسی بد خواہ کا
دوست جتنے ہین تیرے اہل نفاق	دام مین انکے نہونا مبتلا
آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس	ورنہ غم کھائیگا اور پچھتائیگا

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم بادشاہون مین گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے کمال رونق پائی مملکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت استقبال کو آئی قانون الٰہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقرا کی خدمت مین بخلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تھا اسی خرقہ کے توسل سے اعدا دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تہا ابو العباس قادر باللہ بن اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بھیجا اور سیف الدین یمین الدولہ خطاب بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین۔

فائدہ سلطان محمود اوّل سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور روہان کے بادشاہ کو مغلوب کیا دوم راجہ بہٹیر کو جسکا قلعہ بھیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب مین تہا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتہہ بمقام پشاور ہوئی راجہ شکست کہاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح کرنے کے ارادہ پر قدم بڑہایا اور قلعہ بہنڈا تک جاکر اوسکو فتح کیا مال و دولت بہت سا لیا اور راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلکر مرگیا انگپال اپنے بیٹے کو جانشین کر گیا پنجم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی اوراالنہر کے ساتہہ ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے ان دونو پادشاہون مین کمال اتحاد تہا اور ایلک خان کی لڑکی محمود کے نکاح مین تہی مگر جن دنون مین کہ محمود ہندوستان گیا ایلک خان نے بیوفائی کرکے خراسان پر قبضہ کرلیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود بلعزم خراسان پہنچا اور ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکالدیا پھر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ مین شکست پاکر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا۔ ششم حملہ سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح ملد کو سیدہا کیا گذشتہ سالوں کا خراج اوس سے لیا ہفتم اس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال پسر راجہ جیپال سے ہوا وہ شکست کہاکر لاہور سے کشمیر کو بہاگ گیا ہشتم ۴۰۹ھ مین سلطان محمود نے پہر ہندوستان

کو کوچ کیا انگپال راجہ لاہور بمالغت پیش آیا اور راجہ اجمین و کالنجر و قنوج اور راجہ دہلی سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب نے باتفاق اپنی اپنی فوجین بیحد بین اور قوم کھکھڑ کو ہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھ سے زیادہ تھی اور کئی ہزار ہاتھی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندون پر حملہ کرنیکا حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوے تو قوم کھکھڑ کوہستانی چستی کے ساتھ اون کے مقابل ہوے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار اُنکی مدد کو بھیجے اونپر استد رہندو جمع ہوکر آئے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہہ حال دیکھکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑہنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی دفعتاً ایک تیر بحکم تقدیر انگپال کے ہاتھی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتھی کے مغز تک پہنچا ہاتھی تیر کہا کر چیختا ہوا الٹا بھاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بھاگتے ہوے دیکھا سب کے سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بھیم کوٹ لینے کا نگرکوٹ گیا وہان بھی نصرت و ظفر نے اسکا ساتھہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا رُخ کیا پجاریون نے فی الفور مندر کے دروازے کھول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہوکر مندر کے بڑے خزانہ پر متصرف ہوا ساتھہ لاکھہ دینار طلائی نقد سات سو من سونے و چاندی کی اینٹین دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بیش من جواہر اور موتی ہیرا لآل موتی نیلم زمرد سبزہ فیروزہ وغیرہ۔ جو بھیم سین کیوقت کا اوسمین تھا یہہ مال لیکر محمود غزنی کا راستہ لیا۔ نہم سنہ ۴۰۸ ہجری مین محمود پھر ملتان تک آیا اور ابوالفتح حاکم ملتان کو

قید کرکے لیگیا دہم ۱۰ سنہ ۴۰۱ھ مین سلطان محمود نے کوہ غور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر
محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کرلایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر چڑھائی
کی اور قوم ساڑ پر فتح پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدہم ۱۲ سنہ ۴۰۲ھ مین محمود پھر ہند کو
آیا اور شہر تہانیسر مین صدہا بت خانے گرادیے ہزار ہا اسیر ہوے بہت سا مال ملا
سیزدہم ۱۳ سنہ ۴۰۷ھ فتح خوارزم ہے پہلے وہان کا حاکم ابو علی بن مامون سلطان محمود
کا بہنوئی تھا جب وہ مرگیا اوسکا بھائی مامون بن مامون حاکم ہوا اوسنے بحکم سلطان
خوارزم مین خطبہ سوکہ سلطان کے نام کا جاری کیا اسپر اسکے درباری امرا اوسکے برخلاف ہوگئے اور اسکو
قتل کرڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنا تسکین سپہ سالار کو
شکست دیکر محبوس و مقتول کیا چہاردہم ۱۴ حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا اس سفر مین سلطان نے
سنہ ۴۰۸ھ کے آغاز مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشاور پہونچا پھر بھاٹی
راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطان کے ہمراہ رہبر کردے سلطان
بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند ٹیہا پر جا پہنچا وہان مستحکم قلعہ بنا ہوا
تھا وہان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی سے
توبہ کی پھر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ سندکیا سنتو کہہ پر پہنچا راجہ وہان کا کلیچند
نام تھا وہ بمقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے
بھی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تھا دو بت اوسمین سونیکے تھے ایک بت کے
آنکھون مین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تھے دوسرے
بت کے ایک آنکھ مین یاقوت ازرق چار سو مثقال وزن کا تھا اور سونا دونون بتون کا
آٹھ ہزار آٹھ سو مثقال چار سو بت اوسمین چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کردی اور بہت خانہ گراد یا وہان سے نکل کر سوم شعبان ۴۰۰ھ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریاے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوے تھے وہ سا تون سات روز مین فتح ہوے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈیال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالا مال ہوکر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی ۱۵ سنہ ۴۱۲ھ ہجری
حملہ سلطان کا پھر ہند پر ۴۱۳ھ مین راجہ انند کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یورش
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہوکر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا - سولھوان ۱۶ حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر انگپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا سترھوان ۱۷ حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندؤن کا حد جزیرۂ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاند رات ہو د
وہان ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوین دن پچاس لاکھ آدمی تک

اجتماع ہوجاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ
کے خزانہ مین نہوگا دو ہزار برہمن پوجاری اور دو ہزار گانون اوسکے مصارف
کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سر پر دو سو من وزنی
سونے کی زنجیر جڑاؤ لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سو من سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
حجام اور تین سو گوئے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندر کا
مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کروڑون روپیکا جواہرات
بت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیارہ
مین بڑے بڑے شہر فتح کئے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا پڑی گھمسان
کی لڑائی ہوئی اور ہر ہندو سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا
مانگتے تھے ادہر شکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر تھی - آخرش سلطان محمود
مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانے لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے
کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات لے لے مگر اسکو بدستور رہنے دین سلطان نے
ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پہوٹا تو اوسکے پیٹ سے
اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر موجود تھا - دو
ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پانداز کرنیکے لئے بھیجا اور
دو دار السلطنت غزنین کو بھجوادیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
دروازے پر ڈالدین بیس لاکھ درہم طلائی سکوک بیشمار سونا مسکوک اور چہہ طلائی ستون

بت خانہ کے جن مین الماس دیا قوت وزمرد کے نگینے جڑے ہوے کئی سو مہاشتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا ۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے		ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی	
رشتۂ الفت خدا اپنے سے جوڑ		توڑ دے بیشک بتون کو توڑ دے	

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے ۔

بتون کی نہ جور وجفا سے ڈرو		نہ کفار زور آزما سے ڈرو	
بتون سے ہر ڈر تمکو کس بات کا		خدا کے ہو بندے خدا سے ڈرو	

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے ۔

یہہ ممکن ہے کہ ہو حاصل عزیزو		محبت بت پرستی مین خدا کی	

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہے اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سے باز آؤ ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چھوڑ دو		رشتہ یک رنگی سے اپنا جوڑ دو	
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا		اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو	

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سر بمہر امانتاً قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجاے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سر بہر تھیلی تیری حوالہ کردی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تہانا چار قاضی سے
نا امید ہو کر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہین اور پھر تانبے
کے دینار بہر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر مین معلوم
نہین ہو سکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ
تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پھاڑ ڈالا اور خود
علی الصباح سوار ہو کر شکارگاہ چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی
پھٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہے
آخر رفوگر کی تلاش مین نکلا اتفاقاً اوسی استاد رفوگر سے جس نے وہ دینار و نکلی
تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے
سے پیشتر وہ مسند بچھادی رات کو جب بادشاہ شکارگاہ سے واپس آیا مسند کو درست
پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
و کاست بیان کردی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا
اس نے عرض کی کہ ہان اسی سال مین نے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اوسوقت
اسمین تانبے کے دینار بھرے ہوے تھے یہہ حال تحقیق کرکے بادشاہ نے
قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا
اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت سے معزول کردیا -

قاضی و ملا و مفتی و فقیہہ		ہین یہہ چارون چار ارکان جہان	
اُنسے گر ہو جاے سرزد کاربد		الامان ہی الامان ہی الامان	

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت مین آیا اور دادخواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد نکیا سوداگر بحالت یاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین برجبین ہوگیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو مین کیا کرون سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھ نہین کرسکتا تو مجھسے کیا ہوسکتا ہی فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نامنے تو دادخواہ سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہی سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہئیے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو وہی پروانہ جسکی تعمیل اُسنے نہین کی تھی اسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کرکے شہر مین تشہیر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گذار		اطاعت مین حاضر سدا چاہئیے	
نامنے جو محکوم حاکم کا حکم		اُسے فی الحقیقت سزا چاہئیے	

پند انسان کو چاہئیے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نکرلے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہو جب خدمت پائے اسکے انجام مین بدل ہو جان مصروف ہو جاہی مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اُسکی عزت بڑھائے

یہہ نیچر و نیاز پیش آئے اسکے غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے ٭

مہربانی جسقدر مالک کی ہو	چاہیو تو کرے عجز و نیاز	نکرے اسکی عنایت پر غرور	گرچہ بجائے امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترک ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہوگیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میرے گھر آتا ہے اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہین دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مارڈالونگا مین اپنی جانکی خوف سے اب تک خاموش رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہہ سنکر غضبناک ہوگیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اوسی وقت کوتوال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ مامور ہوگا خبر کردینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کوتوال کو بلاکر مستغیث کے گھر کا نشان بتلا دیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہونچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اُسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کرکے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سے جاکر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھہ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کردو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سے سیراب کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے ہڈی کی سوکھی روٹی

دسترکہ پیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر رو دیا نہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے رو دیا نہ پڑھنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تو نے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوسوقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین تیرا انصاف نکرونگا کھانا نہ کھاؤنگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس لئے ابتدا قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور مین اسے دیکھکر انصاف نکرسکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلئے رو دیا نہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا +

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل		اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار	
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ		سدا آزار پاتا ہے دل آزار	

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تا بعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہی بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے +

جو ہووے حرص کا پابند بندہ		وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا	
جہان مین اسکی ہی صورت سی بیزار		ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا	

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رے کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس دادخواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کردی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقع ہے اُس مستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ اسقدر ملک اپنے قبضہ مین رکھے جسکی خبرگیری کرسکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب اونٹون پر لد واکر اُنکی ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہر آلود کرو اور بار اوتار کر اونٹون کو جنگل مین چھوڑ دو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ رہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگین تو اُن کے مزاحم نہونا یہہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھ ہولیا اور دو روز اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہر آلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتار دیئے اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پُر ذائقہ کھانے شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے بادشاہ نے رہزنون کے مال ومتاع کی ضبطی کرکے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے بڑھیا مالا مال اور دولت سے نہال ہوگئی ✣

مرد با انصاف ہی انصاف دوست		شاہ عادل ہی خبرگیر جہان	
کانپتے ہین چور اسکے رعب سے		راہ پر آتی ہے قوم رہزنان	

عبرت سنہ ۴۲۱ ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی فرمایا کہ تمام جواہر خانے اور دولت کے خزانے دربار مین لائین شائستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین خیمے کھڑے ہو گئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس فرنگی
دیباے رومی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کروڑون لاکھون
روپیہ کے توڑے اور شہر نیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان
جواہر آبدار و گوہر شہوار، تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور جڑاؤ تخت
اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان
ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی
کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے
سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ اُمرا دولت دار کان سلطنت کہ خون ریزون
کی مصیبتون مین جان و تن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکائے ہوے
کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے
پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان بند ہندی و اشتران
بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار رجھولون و مرصع نگار زیورون
سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت
آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھ بند کر لیتا تھا اسی حالت مین اوسکی
روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی +

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان و تن ہوتی ہے
پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پھر آخری وقت اسکی چھوڑ جانیکا غم اپنے
ساتھ لیجاتا ہے +

ابتدا سے انتہا تک ہے مدام		طالب دنیا گرفتار بلا	

زندہ ہے جب تک ہی اسکی فکر مین		دل مین لیجاتا ہی پھر خار بلا	

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہین ہوتا کیونکہ یہہ بڑی ہی مکار اور دغا شعار ہے طالبین کے نظر مین اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہین اُسی پر پڑتی ہین قلوب ناقص کے شیفتہ ہین اور جانین اوسکی فریفتہ اس مین جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب مین ہے اور حکم قضا اوسکے دنبال مین - نشہ پندار سے بیدار ہو اور بیہوشی سے ہوشیار پیشتر اس سے کہ لوگ کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کچھ دوا بتاؤ یا حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمھارے لئے آئین اور امید شفا نہ پائین پھر یہہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا تھا اُس سے لیا پھر کہین کہ لو صاحب انکی زبان بند ہوگئی نہ بہائیون سے بولتے ہین نہ ہمسایون کو پہچانتے ہین ونہ لب کھولتے ہین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطر اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریۂ وزاری ہون کوئی کہے ارے یہ تیرا فلان برادر اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو - اسوقت تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جاے عیادت والے گھر بیٹھ رہین اور حاسد خوب شاد کہین تمہارے گھر والون کو تمہارا مال مدنظر ہو اور تم پر جو ابدی اعمال لازم ہو *

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رح نے نظم فرمایا ہی ہدیتاً حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

ق

روزیکه زیر خاک تن ما نهان شود — وآنها که کرده ایم یکا یک عیان شود
یارب بفضل خویش به بخشای بنده را — آندم که عازم سفر آنجهان شود
بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال — مهلت بیابد از اجل و کامران شود
هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد — با صد هزار حسرت ازان جا دوان شود
فریاد ازان زمان که تن نازنین ما — بر بستر هوا فتد و ناتوان شود
اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند — هر دم کسی برسم عیادت روان شود
وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان ماست — در جستن دوا بهر این و آن شود
وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب — در حال ما چو فکر کند بدگمان شود
گوید فلان شراب طلب کن که سودمند ست — ما را بدان امید بسی در زیان شود
شاید که یک دو روز دگر ماند و عمر ما — وآن یک دو روز بر سر سود و زیان شود
یاران و دوستان همه در فکر عافیت — کاحوال بر چگونه و حال از چه سان شود
تا آنزمان که چهره بگردد ز حال خویش — وآن رنگ ارغوانی ما زعفران شود
وان رنج در وجود بنوعی اثر کند — کز لاغری بسان یکی ریسمان شود
در ورطهٔ هلاک فتد کشتی وجود — نیز از عمل بماند و بی بادبان شود
آمد شد ملائکه در وقت قبض روح — چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود
باید که در چشیدن آن جام زهرناک — شیرینی شهادت ما در زبان شود
یارب بد و بخش که ما را در آن زمان — قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاه دار — تا از عذاب چشم تو در نیکنامان شود
فی الجمله روح و جسم رهم منفرق شوند — مرغ از قفس برآید و در آشیان شود
جان ار بود پلید شود در زمین فرو — در پاک باشد او ز بر آسمان شود
آوازه در سرائے بیفتد که خواجه مرد — وز هم ز زیر خانه پر آه و فغان شود
از یک طرف غلام بگرید بهائے بهائے — وز یکطرف کنیز بزاری کنان شود
در یتیم گوهر یک دانه راز اشک — جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود
تا بوت و پنبه و کفن آرند و مرده شود — اورا دو ذکر آن ز گران تا گران شود
آرند نعش تا بلب گور و هر که هست — بعد از نماز باز سر خان و مان شود
هر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما — مجوس و مستمند دران خاکدان شود
پس منکر و نکیر بپرسند حال ما — وین جمله حکمها ز پئے امتحان شود
گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس — آن خاکدان تیره بما گلستان شود
ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما — آتش در و فتد بلحد هم دخان شود
یکهفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام — با گریه دوست هم دم و همداستان شود
حلوا سه صحن شب جمعه چند بار — بهر ریا بخانهٔ هر گورخان شود
وان همسر عزیز که از وعده وفات — خواهد که باز بسته عقد فلان شود
میراث گیر کم خرد آید بجستجوئے — بس گفتگوے بر سر باغ دکان شود
نامی ز ما بماند و اجزاے ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نهان شود
وانگه که چند سال برین حال بگذرد — آن نام نیز گم شود و بے نشان شود
وآن صورت لطیف شود جمله زیر خاک — وآن جسم زور مند کفے استخوان شود

از خاک گور خانهٔ ما خشتها پزند
وآن خاک و خشت دستکش گل گیران شود

دوران روزگار ما بگذرد بسے
گاہے شود بہار و دگر گہ خزان شود

کار و زر ستیز کہ اضاف خلق را
تنہا ز بہر عرض قرین روان شود

حکم خدائے عز و جل کائنات را
در فصل ہر فصلہ بگلی روان شود

از گفتن و شنیدن و از کردہا پدید
در موقف محاسبہ یک بیک عیان شود

میزان عدل نصب کنند از برائے خلق
یکسر سبک برآید و یکسر گران شود

ہر کس نگہ کند بہ بد و نیک خویشتن
آنجا یکے غمگین و یکی شادمان شود

بندند باز بر سر دوزخ پل صراط
ہر کس از و گذشت مقیم جنان شود

وآنکس کہ از صراط بلرزید پائے او
در خواری و عذاب ابد جاودان شود

اشرار را حرارت دوزخ کند قبول
واحرار را عنایت حق سائبان شود

بس روئے ہچو ماہ ز خجلت شود سیاہ
بس قد ہچو تیر ز ہیبت کمان شود

بس شخص بینوا کہ درا از علو قدر
عشرت سرائے جنت اعلی مکان شود

بس پیر ہشتصد کہ در گلشن مراد
بوئے بہشت بشنود و نوجوان شود

مسکین اسیر نفس و ہوا کاندران مقام
با صد ہزار غصہ قرین ہوان شود

برگو کہ از برائے مطیعان کشتہ خدائے
عاصی چگونہ بر سر آن برگ خوان شود

خرم دلی کہ در حرم آباد امن و عیش
حق را بخوان لطف و کرم میہمان شود

این کار و ولتست نداند کسے یقین
سعدی یقین بجنت خلدت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی سنہ ۶۹۹ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا - بڑا اولوالعزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کردیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد وجنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کرکے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کرلیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروانے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف مین آیا تو علاوہ مال واسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان سنہ ۷۲۶ ہجری مین دنیا واہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت وحامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین تحفین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت ستعار سے غافل نہونا - ملک مین جور وتعدی جایز نرکھنا - عدل وانصاف سے شیوہ سلاطین عادل ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب کرنا چاہیے جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا وکرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین یہ

عدل و کرم نہین وہ بادشا نہین - جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین
ہم کو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح و نصرت دی جہان تک ممکن ہو امارت سے
پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہئے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا
اور اوسکی راہ مین جان و مال سے حاضر رہنا -

پند دُنیا کا مال تم اپنا نجانو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے
عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

اہل دل دنیا پہ مائل اپنا جی کرتے نہین	یار ہرجائی ہے اس سے دوستی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتی ہین وہ بہاگ اُس مال سے	سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتی نہین

نکتہ خدا کا خوف انسان کے دل کا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا طلسم ظلمت
مین اسیر ہے +

کرو خوف اور رہو خالف ہمیشہ	عذاب قبر اور روز جزا سے
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن	ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت ظلم باعث زوال مملکت ہے اور عورت کی محبت سبب فنا ملت بدون کی
صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

باز نان اُلفت مکن اے مرد حق	با بدان اے نیکخو صحبت مدار
از سر جور و ستم پرہیز کن	تا بماند محکم ذ دولت پائیدار

حکمت شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مطیع ہو کر اُسکو خوف
و خطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہوکر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسمین دخل نہ ہو اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہ ہے کہ سب قوتین متفق ہوکر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہر ایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نکرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کشمکش سے محفوظ رہکر عدل وانصاف پر قائم رہے۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین	اُنسے اے مرد دانا کام لے
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے نہ دے	بنکے اک افسر برابر کام لے

سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے ۶۹۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور ہمت واولوالعزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھ پچھتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب رہتے تھے۔ جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد ودہش کے ساتھ عیش وعشرت کی محفلین گرم کین +

فائدہ بادشاہ کے عیش وعشرت کی وجہہ سے بہت برا اثر امور سلطنت مین پڑنے لگا اور ہر چار طرف فتنہ وفساد نے رود کھلایا ایک روز بادشاہ نے یہان دولت کو جمع کرکے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش وعشرت وشراب خواری اور امرا دولت کی آپس مین شادی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہورہا ہے بادشاہ

یہہ سنکر متنبہ ہوا اور اُسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بھرے ہوئے خم پھوٹ ہی جس سے ایک نالہ جاری ہوگیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع بادشاہ کے امرا آپس مین شادی نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا بادشاہ نے اپنی مرض پر رکھا مورخین لکھتے ہین اس بادشاہ کے عہد مین امن و ارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی صاحب اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بُت دہلی مین لایا اور زمین مین داب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رنتھوڑ کو گرفتار کرکے قتل کیا اور راجہ رتن سین والی چتوڑ مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکہن سمندر کے کنارے تک سمت بندر راسیو تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کرکے بڑے بڑے بت خانہ گرائے بیشمار سونیکی مورتین غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر تاتاری و مغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا - پادشاہی شان و شکوکت کو بہت بڑھایا ہاتی پر عماری پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خدا پرست شاعر حکیم غرض ہر فن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ اکثر علما کی کتابین اور حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الٰہی رح کے نصائح اور حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین ؛

نکتہ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر ثانیاً تائب نہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کی امید پر	ہو کے وحشی مت گنہ کر بار بار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہو کے خطا	توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کلہہ پر نہ رکھنا منحصر	زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار رہو عملاً فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوی سوداگرون اور عامہ رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی رکھے رعایا و ام دولت کو گستاخ ہونیکا موقع نہ دے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے محبت پیش آئے فوج کی پرورس عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نہ رکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستباز	راستی را در جہان دارد شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را	دایم اندر قرب خود بخشد وقار
پاسبانی خلق باشد روز و شب	حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان	پنجہ اش پُرزور و بازو استوار

نکتہ چھ چیزین مملکت کو نقصان پہنچاتے ہین **اول** نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** پادشاہ کی شراب خواری و غفلت و بے خبری **چہارم** دشمنونکی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عالمون کا ظلم

کس طرح قایم رہے وہ سلطنت	جبکہ سلطان بے خبر ہو کام سے
جس کے دشمن ہون بہت اور کم ہون دوست	بیٹھ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیسرے سال سلطان علاء الدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عمدہ انتظام رہا آخر

۹۲۳ھ ہجری مین کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا ہو۔

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر اگرہ اسی کا بنا کیا ہوا یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود داد رسی مستغیثین کی کرتا تھا ضعیف کو کسان رکھتا سرکاہ میں انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی رعایت کرتا حق گو دین پسند تھا ہرگز نہوے نفس عمل نکرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخاوت مین مشہور گزرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین۔ عورتون کو زیارت قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال بہرائچ لیجاتے تھے اسکی ممانعت کی احکام شریعت کو رونق اور ظلم کو ترقی ہی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی۔ پت پرستی کا بازار سرد کیا اٹھائیس سال یہہ کمال استقلال سلطنت کی آخر ۹۲۳ ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان ہمرائی لشکر چلے گئے تھے کہین انکو لوٹ مین یاقوت رمانی اور کچھ سامان ملا انمین سے ایک نے کہا کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالی نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو اسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حوالہ کیا [illegible] دیدیا مگر یاقوت نہین دیا تھوڑے دن بعد جب بڑا بھائی لوٹکر آیا اور [illegible] مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لاکر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہان ہے عورت نے کہا مین کیا جانون
نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ مین نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمھارے
سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اُسی اسباب کے ساتھ یاقوت بھی
دیکھا ہون کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید کروگے تو بتا دیگی اُس نے
جب اپنے جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی مہلت
چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا مین نے یاقوت اس عورت
کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلاکر ادائی شہادت مین پیش کیا وزیر نے اُس کے
خاوند سے کہا کہ جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہ حال دیکھا۔
سلطان کی خدمت مین داد خواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہون کے روبرو طلب
کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
بنائین ان دو بھائیون نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہون نے برعکس ایک دوسرے کی
بنائے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہین دیکھی ہے اسکی صورت
کیونکر بناؤن۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہون کو سخت تہدید کرکے کہا کہ
سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاوگے ہیبت سلطانی نے اصل حال جھوٹی گواہی دینے کا
عرض کرادیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کرکے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
ہوا اور پارچہ لعل بھائی کی خدمت مین پیش کیا عورت بادشاہ عادل کے انصاف سے
اپنی شوہر کی نظر مین اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست مین
آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل بیشک	کز و بے خوف نیکو کار باشند
بعدل و داد انصافش ہمیشہ	تہ تیغ ستم بدکار باشند

نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مال اندیشی کو ایین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کر سکتا ہے۔

عقل کو فرمان روائے جسم و جان	دانش و تدبیر دانا و وزیر
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر	تا بملک جسم بن جائے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سوائے حرص کے اسکو کچھہ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دلکی آنکھہ بھی نیکی و نیکوکارون کے دیکھنے سے بند ہو جاتی ہین۔

صاف ہو جاتا ہے بے بس آدمی	ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ زور
دلپہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر	چشم بینا جس سے ہو جاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جمکھہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اُسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہو جاوے آیندہ بڑھنے نہ پائے۔

تیرے دل مین کہتا ہی مضبوط بیخ	یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑھنے دے اُسکو اگر مرد ہے	نکل گر سکے اُسکو جڑ سے نکال

نکتہ ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہی اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمۂ حرام سے رابعاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکھ	بعد ازان وہ کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بھر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و غر و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار و گیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگار خانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تیموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش و دست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کر دے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے تعصبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کرور اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا ۱۰۴۸ ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۱۰۵۸ ہجری کو کرور روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما بسانین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو وہ شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سمامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزارون گز کشمیری اور گجراتی مخمل جسپر زرکار عدیم النفیس کام بنا ہوا تھا اون خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما شامیانے اطلسی و زربافی سنہری روپھری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی جسطرح طلائی چھت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کنجوابون سے بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر پائداز تک در و دیوار تک مخمل زربافت بادلہ کنخواب پردہ ہائے فرنگی۔ دیبائے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کردیا تھا صدر مین تخت طاؤسی بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کرور درہم صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر جڑاؤ میناکاری کی چھت رکھی ہوی تھی چھت سے پایہ تک زرا حمر اور جواہر آبدار کی لمعانیت اور فروریش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا چبوترہ پر یہ عالم تھا گویا سنگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر ایک درخت طلائی رکھا تھا جس نے سبزہ والماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ کیا تھا ادھر اودھر اسکے دو مورر نگارنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون کی تسبیح لیے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین چار چترزرنگار ایسے تھے جسمین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھون کو خیرہ کر رہے تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیون سے دریاے نور کی طرح لہرا رہا تھا جو ایک لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرداس کے کرسیان و چوکیان فرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیلئے گئی گز تک حاشیہ چھوڑکر چاندی کا کٹہرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی مینا کار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ الحقصہ دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدایا دآتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول مین دیسی
شاہزادگان والا تبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف واعیان دولت
وارکین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمانبردارون کی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان روا کے حکم پر لگے تھے ہر ایک درمین دو دو خاص بردار
مخمل کی غلافدار بندوقین کھندون پر بادلہ کی جھنڈیان ہاتھون مین لئے بت بنکر کھڑے تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین
حبشی غولان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیارون مین ایچی بنگر زرہائی فولادی
کندھون پر دہرے باولیکی برچھین ہاتھون مین لئے استادہ تھے تیسرے درجہ مین اہلکار
اور رہرکارخانہ کے کاردار منشی ومتصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قدآدم چاندی کے کٹہرے سے لگے خاموش استادہ تھے باہر تیس تیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بہادر سپاہی خاص
بادشاہی جن مین دائین پر ترک بائین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سنہری روپہری برچھین ہاتھون مین لئے جمے تھے یہان سے دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
آتا پہرے پر اپنے نام ونشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تھا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تھے جب دربار مین پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ آداب
بجالاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دل سینون

ہل جاتا تھا غرض اول شاہزادون کی ندرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سُنائے گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا ؎۔

عبرت دربار مین یہہ شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعتہً **بادشاہ** آبدیدہ ہوا اور دونون ہاتھہ فاتحہ کیلئے اوٹھائی ساتھہ ہی سب اہل دربار نے ہاتھہ اوٹھائے مگر پاس ادب سے کوئی شخص جرأت سوال کی نکر سکا۔ فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزرا ہے اُسکا اظہار مین تم پر بھی واجب سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ **فرعون** نے ایک آبنوس اور ہاتی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُس نے وہ دعوے کیا تھا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت الٰہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت الٰہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہوگیا۔ سب کے دل آب ہوگئے اور سینون کے ولولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی **بادشاہ** سجدہ سے اٹھکر دوبارا مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی باکمال نے گیت سُنائی۔ کوئی آشیرواد مین تُلا کسی کا منہہ موتیون سے بھرا گیا اتنے مین خدا مان خاص۔ جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے ہوے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جھالر لٹکتی تھی۔ میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھہ ہی سونے روپے کے پھول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا ؎۔

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمردار جسوقت پھل لاتا ہے

جھک پڑتا ہے۔ اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہو جاتا ہے غرور سے اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا

چون بدولت رسد شریف و نجیب	بسوئی اصل خویش بر گردد
به نکوخوئی و رضا جوئی	سر خرد ہمچو روئے زر گردد
سفله حاصل کند چو دولت و مال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سروز سعدی	سگ چو تر شد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کاردان دائیان اور باہر حکمائے حاذق جمع تھے دفعتہً پیٹ مین سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب سنکر حیران و ہراسان ہو گئے بیگم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے مین دو وصیتین کرتی ہون سن لیجئے وہ یہہ ہین کہ بعد میرے آور شادی نکرنا تاکہ سوتیلے بھائی یون مین بگاڑ ہو اور جائین تلف ہو جائین دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم مین یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز مین بال سفید ہو گئے عمارت جو بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت مین سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہین رکھتی چنانچہ تاج گنج کا روضہ شہر آگرہ مین مشہور و معروف ہے ؎

آخر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چار دن بیٹے ملک گیری اور ملکداری کرتے تھے۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور دارا شکوہ جو سب مین بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اور رنگ زیب برخلاف ان

سب کے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑ ون کے سوا دوسرا
خیال نرکہتا تھا جا بجا پرچہ نویس معین تھے اور ہر بات کی پیش بندی برسون پہلے
سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتھ آگئے
چونکہ یہہ نازپروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تہا باپ کی چراغ سحری
اور تخت کو زیر قدم پاکر بہائیون کے نام ایسے احکام جاری کیے کہ انہین پڑھکر
اور باپ کو بیمار سُنکر گھبرا اُٹھے۔ ساتھ ہی اُنکے وکیلون کو نظربند کرلیا اور دربار
کی خبرون کے بند کرنیکے لئے اُدہر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک
دیا یہہ حال دیکھکر تینون بہائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھا دئے مگر اورنگ زیب نے
یہان بھی اپنی متانت خرچ کی در پردہ تو پورے سامان کرلئے اور ظاہر مین مراد
چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اُسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
ساتھہ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ
کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہو نا
حق جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجایز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔
چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور
جان و جگر سے رفیق ہوکر دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی
دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبہالنے بیٹون کے نام فرمان
جاری کیا مگر اُدہر تو انھین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایک دفعہ
شجاع کو شکست بھی دے چکا تھا مقابلہ کو تیار ہوگیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اِس

نازپروردہ کی حقیقت کو بھی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو بھی خوب پہچانتا تھا اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونوں تمھارے چھوٹے بھائی ہین ہم صفائی کردینگے دارا شکوہ نے نمانا اور ان دونوں بھائیون سے بھی جا اڑا چونکہ میدان جنگ کا مشاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ مین بھاگ گیا تھا آخر گرفتار ہوکر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ مین داخل ہوے ۔ مگر مراد اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چھرا زخمون سے گلرنگ ہوگیا ۔ عالمگیر نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ ابتک بظاہر سلطنت کا دعویدار نہتا اسلئے بھائین کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پدری سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منہ تو دکھاؤ اس نے عذر کیا اور بیٹے کو بھیجا آپ باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سنا تو دفعتہً یہی سنا کہ تمام دروازون اور چوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہین غرض باپ کو قید اور آگرہ کو مسخر کرلیا ۔ اوسی قید مین شاہ جہان آخر ۱۰۷۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا تیس برس سلطنت کی چھہتر سال کی عمر پائی ۔

ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے		مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے	
خار بن جائینگے آخر اسکے پھول		گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے	

نکتہ تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت ۔

مرد میدان را بمیدان آزما		دوست را کن وقت حاجت امتحان	
امتحان حلم کن وقت غضب		تا شوی واقف ز اسرار نهان	

نکتہ لاخیر فی کثرۃ الرؤسا یعنے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین	سرنگون رہتے ہین حکام زمان
کارفرما اسمین گر ہوتے بہت	رہتے کب قائم زمین و آسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب یمین الدولہ

یہہ بانی خاندان آصفیہ ہین جنہون نے اپنے حسن تدبیر اور رائے صائب سے ممالک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بناڈالی ہت بڑے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمانروا تھے ہت سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے - تین لاکھ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی البرلیوں یومہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق و ارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تھے اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا - اس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعرا و علما سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیہ ناظرین ہین - ؎

تا شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند	سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نیست وفا آب	ای باغ وفا آب ہوائی کہ تو داری

ولہ

	در خیابان باغ نظاره	آصف خسته را نهال کنید	

وله

	از خصایم نبود مطلب دیگر بخیال	این قدر هست که آهو نگهان رم نکنند	

اِس رئیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتین فرمائین تہین منجملہ اون کے ذیل مین چند نقل کئے جاتے مین ؛ -

نصایح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا - اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکہنا - اور بعد ادائے فرایض اور واجبات ہمیشہ معظات امور کیطرف متوجہ رہنا - ادنی آدمی کو عدہ کام پر اور عدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا - اپنے چھوٹے بھائیون کو فرزندون کے برابر پرورش کرنا - زنار داران دکہن مثل مردمان ہجاپور و مدراس اور کشمیر لایق اعتبار نہین ان لوگون کا کبہی اور کسی زمانہ مین اعتبار نکرنا - اور حتی الامکان جنگ نہونیکی کوشش عمل مین لانا اور جنگ و جدال مین سبقت نکرنا - رو بقبلہ جنگ نکرنا جو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا - یقین جانو کہ بناء دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے مین تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینون کی زیادہ کرتا تہا اور اون سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تہا - تمکو بہی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکہنا - ریاست دکہن جو چھ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات دکن مین ایک ایک پادشاہ تہا اب کُل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا مین نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا مین کوشش کی اب تم کو بہی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکہنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر و تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس ہدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہین اور انتظام

مین فرق نہو اپنا ہی حق جانکر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جایز سے محروم نکرنا - ؏ -

پند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ بے سوال اسکو اسکا حق پہونچانا چاہیے - ؏ -

مستحق کا حق ادا فوراً کرو		جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال	

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی بہلے ظاہر نہو لے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے - ؏-

جب تلک کے بس اپنا چل سکے		دشمنی سے صاف نفرت چاہیے	
ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا		اُس سے پہر جنگ و خصومت چاہیے	

تذکرہ سنہ وفات ۱۱۶۱ھ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہوگئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہاکر کابل کا رستہ لیا اسی اثنار مین آصف جاہ کا مزاج ناساز ہوگیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا - ؏-

آخر اوسی بیماری مین چوتھی جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم برپا تھا اُمراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیگئے اور پائین مزار گوہر

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رح
کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی - ۱۲ -

نواب میر تہنیت علیخان فضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین ۱۲۷۳ ہجری چوبیس رمضان کو بعد وفات
نواب صمصام الدولہ غفر اللہ تخت حکومت پر متمکن ہوے اونکی عالی ہمتی اور بذل وعطا
آجتک ضرب المثل ہے - ۱۲ -

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشان اندازی مین بھی شہرۂ آفاق تھے فقرا کے ساتھہ
اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر اونکے خوان کرم
سے مالا مال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہر خانہ
مصنوعی اور ریاکار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز
ہوے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا - ہر عشرہ محرم مین تین لاکھہ روپیہ خیرات
کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف و گیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ
سے مسجدون اور درگاہون مین بھیجی جاتین چنانچہ ابتک وہی قاعدہ جاری ہے
اور رفاہ عام کے لئے شہر مین ایک بہت بڑا دارالشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو
کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل
اضلاع و تعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قایم
فرمائے اور خاص شہر مین بھی مدرسۂ دارالعلوم و مدرسۂ اعزہ و دیگر مدارس
کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دارالعلم بنگیا ہے
اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قران شریف اور پچیس آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف وحصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی بھی مامور فرماے اور خود بدولت بھی بعد از نماز فجر مجلس ختم قران شریف مین شریک رہتے۔ ؏۔

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندھی شراب کی خرید و فروخت نکرے اور کل دوکانین سیندھی و شراب کی شہر بدر کروادین۔ ؏۔

نکتہ سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہو جانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہو جاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے۔ ؏۔

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی	بنادیتی ہے سیندھی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی	گنوادیتی ہے بھنگ اور پوست افیون

نکتہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

نکردہ کام تو جس سے گنہگار	گرفتار غم و رنج و بلا ہے ؏
بدون کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ	بھلا ہے تیرے حق مین یہ بھلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم ۱۲۷۳ ہجری مین راجہ شنبو پرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہو کر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہ ارد کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جسکا نام غلام رسول رکھا گیا۔ ؏۔

وہی دل ہے غریزو کام کا دل	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر
نہو مائل بتون کی بندگی کا	بہروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار ہین پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھہ اپنے خالق کو پہچانے دلکے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز رہے آنکھون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اُسکا ذکر کرے کانون سے اُسکے کلام کو سُنے سر کو عبادت حق مین جھکائے بدی کے راستے سے قدم اُٹھائے سوال کا ہاتھہ بتون کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچھتائیگا وقت گذر جائیگا تو پھر ہاتھہ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھون کی بینائی زایل ہوجائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بھاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔ ؎

آج آنکھین دیکھتی گویائی زبان سُنتے ہین کان	عقل ہر جا پانون چلتے ہین کہلے دو ہاتھہ ہین
مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	ساتھہ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتھہ ہین

فایدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتھہ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو اُنکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائیگئے جب وہ اور آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چھوٹی چھوٹی گولیان بھرے ہوئے تھین آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین
بعد گرفتاری دریاے شور بہیجا گیا۔ ؛

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان	تازہ بر پا فساد ہوتا ہے
عقلمندون کو دوستو منظور	ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نرکہتا ہو
بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نروک سکے بے اختیار ہو کر لڑنے
و مرنے پر مستعد ہو جائے۔ ؛

اُٹھاتے کس لئے صدمے ہم اپنے دلکے ہاتھون سے	غریزہ اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ ہجری مین نواب افضل الدولہ
کا مزاج ناساز ہوا بخار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوے حکیم شفائی خان اور حکیم
نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی
ابراہیم بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کی
قہرمانی فرمان نے اِس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔
تیرہوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ ہجری بروز جمعہ رہگراے عالم آخرت ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ بیس روز
فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرشاد دیوان رہے نیک نامی
اور بذل و عطا کے سات سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکہی ہے

ع افضل الدولہ شد بملک جنان۔ ؛

پند ۱۲ اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھہ بسر کرنا چاہئے کہ

مرنیکے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بھی اپنے آپ کو زندہ سمجھنا چاہئے - ؎

زندہ دل ہین جتنے مردان خدا	رکھتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے	زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

نکتہ تونگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سامال اور بیشمار دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور نادارون کی جیب پُر ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے - ؎

کہو مت اسکو دولتمند بیشک	کہ مال و ملک دولت عام رکھے
وہی ہے مرد جو بذل و سخا مین	ہمیشہ اپنا روشن نام رکھے

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی تلمیذ جیپوری شاعر خاص علیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مسمط پر ختم کرتا ہون جس مین مولانے بہاریہ تمہید کے بعد علیحضرت کے ستایش مین ایک ریاضی اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کھینچکر ناظرین کے سامنے رکھدیا ہے -

مسمط

رشحہ خامہ اعجاز ہنگامہ نقاب غنچہ خاقانی و انوری صاحب آئینہ معنی گستری حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا محمد فضل رب صاحب عرشی تلمیذ جیپوری شاعر خاص علیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام دولتہ و حشمتہ -

بازیرخ برکشید ابر کبودی نقاب	گالبد خاک را نزل رسید ز آسمان	لالہ حمرا نمد جمعہ لعل خوشاب	جلوہ عنبر کشاد باد بدامان غاب
	ابر سیہ برکشید خنجر برق از قراب		

موکب اردی نمود کوکبه چتر سران	سبزه دمید گلها تعزا زطرف بوستان	هارون دشتلمیه یاسین افغان
	بیرق زرین نمود خیمهٔ مشکین طناب	
لاله زژاله گرفت خم شراب عنبری	زاره بلاله فشاند خرده لعل و عقیق	خرگه سیاره شد تل زخس شقایق
	ازچه در و بام و دشت گشت چو لعل مذاب	
سبزه چو پیرزن ستاد اسپرم آمد چو آب	لاله چو رستم نشست گل چو اشکبوس	غنچه چو بهمن فروخت نقل زارجوس
	سبزه بر و بوم گرفت افسر افراسیاب	
ابر جواهر فروش بازرکان برکشاد	گوهر غلطان نهاد بر بدامان باد	باد بارد می بهشت هیزم سامان بداد
	تا که بر و بر سخان پیش امیر قتاب	
آصف کسری جلال جعفر یحیی نوال	موسی یوسف جمال شیث مسیحا مثال	خضر سکندر سهال احمد حیدر شمال
	ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب	
ای تو فخر طالب نسق سلیمان زمین	ای تو زنهار خواه رایت خاقان چین	خسته تیر تو گشت شهر روح الامین
	نرگس تیر تو گشت نسترن افراسیاب	
عون تو در ملک بخت توام در دول	قهر تو نار جحیم لطف تو نور عسل	روی تو صبح ازل رای تو حسن عمل
	قصر تو کیوان محل جاه تو گردون جناب	

زنده زلالت مرغ شب خاست بیع	گشته ز ظلمت طالع خورشید بی ضیا	خم شده بهر رکوع و سپهر سپهر خضوع
	تا بخضوع و خشوع بوسه دهد بر رکاب	
گر پی نخجیر صید رو به بیابان نهی	غالب غلان دشت بر تو شیران نهی	گاه کرم بر زمین حاصل عمان نهی
	حیصه نه چرخ را عزم تو برگ و طناب	
یک سر سن محشرست خیام تو از گرد راه	یک شجر اخضرست رمح تو از آب و ماه	زان سن سر سبز حشر خلق پشیمان شناس
	تا که بشوید بخون عارض خود آفتاب	
جاه تو کرسی نهاد بر فلک آسمان	گشت ببرگاه تو هشت فلک پاسبان	فرق تو اسفندیار هفت فلک هفتوان
	ملک جهان آشیان حکم تو صید عقاب	
گرز تو خاکیان چون فلک منفک شود	صفحه روی زمین نظم جهان فاش شود	گر تو روی زمین ترک کنی حک شود
	جام چو بر کف نهی ابر ببارد شراب	
ای تو بصولت فروش چرخ بدین و بدان	خانه زاد جهات بنده فرمان تو	از تو زگردون برند گر تو دون پرورند
	از کرمت مشکبیز شد چمن و تیه و غاب	
تیغ تو خان و کن شاه فریدون توئی	خسرو کاوس فر رستم دستان توئی	تخت سلیمان بگیر کاصف کیهان توئی
	بر سر گیتی بتاب زانکه توئی آفتاب	

خصم ترا روز کین تیغ برشته بهشت | تخم زخون عدو گل بر رشته بهشت | تخم سی سیهان حاصل تو رشته بهشت

تیغ تو از خون خصم کرد بهاموون خضاب

رومی و حبشی را شهما هیبت تو زده کرد | نام تو را آسمان دارد و هر دو کرد | آتش کین ترا ابر سطوت تو سرد کرد

کز رعونت کلنگ شانه زچنگ عقاب

تو هیبت آسمان نصرت تو زبار گیر | حکم ترا چرخ پیر بنده چو حر زکیر | خنجر و میدان شتاب تیغ بهرام گیر

وحمله آتش بیار بر شیران غاب

حاتم جاه ترا ست در سخن و رنگین | قصر جلال ترا ست قدر سلیمان مکین | همچو سکندر بگیر بر در و علاء چین

چند نشینی بکش تیغ جلال از قراب

خضر و سکندر ترا بلق و روان گیر | آئینه وین لبا زچشمه حیوان بگیر | شاه نشان قیصری از خاقان بگیر

از سر پیکان بشکن حلقه دروع سحاب

عیش بدر راه جم جام عدیل مذور | خنجر چون چرخ ازل رخ زعدو چون فلک | بال عقابی کشا گر کس غم ها بتوز

ملک سلیمان بگیر زال طعان و ضراب

تو که بزرگی ز هوش خود تو بحکم سپاس | بود تو را دزل خشم کژ بکاس | تو که غلام تو بود ترک ز بنجان شناس

قدر شبانی بسنج بر سر گیتی بتاب

در پس عدل ملک منهی بیاسا نگذار	تا نکند شاه ظلوم بر تو شود آشکار	خیز چو ما رون بتند بگو بسر و کار
	تا تو نه بینی که چیست حال جهان خراب	
مادر فرزند کش ما شکنه خاکیان	از کرم مادری هیچ ندارد نشان	دولت دارا گرفت فطرت نوشیروان
	کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب	
دلق نشاهی فروش اطلس مخمت قبا	گام چو مردان بنه نام چو مردان بر آر	هر چه بیاری بیار هر چه بیاری بیار
	زانکه ندارد بقا کار جهان خراب	
ایکه بدولت بلند خسرو تاج و نگین	داد خدایت نژاد وصف عدالت چنین	لشکر خدای جهان کن تو شاهنشهی
	ملک نصاب ترا لشکر گند بجیاب	
تو که بجاه و حشم خسرو داراوری	اندکه ام سوی تو تا نهم بنگری	بود چو من شاعری فرخ و غمزی
	ملک سخن را منم داور مالک رقاب	
عاشقی افتنه را وصف جمالین چنین	تشنه لب چیست یار آب خضر آتشین	بخت بدش در تقاضا چرخ مدد کرین
	لطف کن ای شهریار خسرو مالک نصاب	
تا که بود وه چمن شکله نو بهار	تا که بود بر زمین قبه گوهر نگار	با د به تخت شهی زنده دهشت چهار
اختتام حصه اول	پای ترا زیر دست صولت افراسیاب	دست ترا زیر پا سلطت اسفندیار

مطبوعه مطبع عزیز دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت خود اختیاری خدا ترسی نیکی مدد کے ذکر مین

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھہ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہوجاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہوسکتا ہی اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھہ دین ہی کے لیئے بکار آمد نہین بلکہ سیاست فرمانروائی طریقہ ملک داری آئین سیاست و ریاست رانی کا جزء اعظم ہی اور سلطنت

وحکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔

اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہئے کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہانمین کس لیئے بھیجا ہے اور اسکی قرارگاہ کہان ہوسکتی ہے یہہ دنیا اسکی منزل گاہ ہے کچھ قرارگاہ نہین ہوسکتی ہے کیونکہ وہ یہان پر مسافرانہ وار دہی ہے رحم ماہ راسکی منزل کی ابتدا ہی اور قبر اسکی منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے۔ جو برس اور مہینا اور دن اسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہی جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سے نزدیک تر ہوجاتا ہے پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ کو بھول جائے تو عقلمندی اور دانائی سے دور رہوتا ہے بلکہ دانشمند وہی شخص کہلاتا ہے جو منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھہ طلب نہ کرے اور دنیا مین اسیقدر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل ہوتا ہی اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری تمامی خزانونمین خاک ہی بھری ہوتی سونا چاندی کچھ بھی نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اسمین سے بقدر کفایت اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوس پر جان کنی دشوار ہوگی اور یہہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ مال حلال ہوا گر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بلا رنج انتہا کے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن ہی نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چندروزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اسکی وجہہ سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہی اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائیگی تو چندروزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جائے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی مخل صحبت کے ہزار راتون
کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان ہوگا۔
اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزارون حصہ بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ اس سے
کچھ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال ہی مین
نہین آسکتی ولو فرضاً اگر سا توان آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیون
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھا جائے تو وہ سب
رائی کے دانہ ختم ہو جائینگے لیکن ابد مین سے کچھ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شرقاً وغرباً تمام ملک روئے زمین پر قابض اور متصرف ہو جائے
تب بھی آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہوسکتی
ہے پھر جس کسی کو دنیا مین سے تھوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجائے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ اپنی جی جان سے
ایسی باتین کیا کرین اور دل وجان پر اس مضمون کو تازہ کر لیا کرین تاکہ چند روزہ
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خدائے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل وعلا کی خلافت بجا لانا اوس پر آسان ہو جائے۔
پس جب انسان نے یہہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیسا کہ احکم الحاکمین
کا حکم ہے نہ کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل وانصاف کے ساتھہ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین اسلیئے
کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھہ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پر لیجاتے ہین جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کہلاتا ہے جتنے رعایا
کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہین ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نمازونکے
برابر ہوتی ہے ٭

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہوسکتا ہے
احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت وسلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت
وحق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہوکر ظلم اور خواہشات
نفسانی مین مشغول ہوجائے تو وہ دانا انسان نہین کہلاتا ہے چونکہ حکومت نہایت
خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہین جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کرنیکی اور خدا ترسی کی توفیق پاسکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کرسکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہین ٭

خدا ترسی

یہہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو بہمہ صفت موصوف بناسکتا ہے
اور اس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیون سے انسان
اپنا دامن چھڑا سکتا ہے حقیقت مین جو انسان خدائے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کرسکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
بھی خوب سمجھتا ہے کہ کون کون اچھی باتین اس ذریعے سے حاصل ہوسکتی ہین اور کون
کون بُرائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہوسکتی ہین
یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین
لاابالی اور بے سروپا خیالات بھرے ہوے ہین وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کرسکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی
رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مُفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
جس سے اسکی قدرت مدرکہ ترقی کے منزل کو طے کرسکے ؛

پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور
نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور
انجام نہین خیال کرتے بادۂ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہوجاتے ہین
کہ اونکی نظرون مین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے منیانی زعم
پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ؛

پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب سے ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
سے دیکھتا ہے تو فرمائی وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر
کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ؛

یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص و عام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اس امر
کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس
شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اس مزاج کے تو ہزار ہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چھوٹے لوگون کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجھتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خدا ترسی کے معنے سے واقفیت رکھتے ہین اور نہ اس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کم زورون اور غریبون اور بیکسون کو ہم اپنا زور دیکھاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور و سختی کی فریاد نکرین جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دعائین اور التجائین قبول نہون گے جسکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاظت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کیفر کردار کو نہ پہونچین گے ؛

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بھروسا کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کبھی کم زور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غصبی مین یہان تک بدحواس ہو جاتے ہین کہ اونکا اکثر نا اونہین کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہے اور اس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کم زور تھا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹھائے ۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کمزور کو نہایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی فریاد کو پہونچکر ضرور اوسکو سزا دے سکے اور اگر کسی وجہ سے وہ زبردست شخص اپنے افعال بد کی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظرون سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بھروسا ہو سکتا ہی کہ وہ شخص اپنے جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہی کہ خدا ترسی کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کمزور بھائی جنس پر جبر و زیادتی نہ کرے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ؛

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہر قسم کی نیکیان شامل ہو سکتی ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہی ؛ اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت ہی نہین معلوم ہوتی ؛

نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو بآسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتی ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہتیرے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہین اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؛

یہہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھہ نیکی ہی کا برتاؤ واجب ہوسکتا ہے یا انتظاماً بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہوسکتا ہے ؟

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ بھلائی کرنا اور اوسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ سے فائدہ پہونچانا ۔ اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی بُرائی چاہنا اور اوسکے ساتھہ ایسا سُلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوس کا نقصان ہو ؛

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی بانیوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہی کہ ملزم کا تدارک بھی اوسکی آیندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بدنفس شخص کے آیندہ حملون سے محفوظ رکھنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے ۔ پس عُقلا کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت نقصان و ضرر عامۂ خلایق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر بھی داخل امور نیکی ہی ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اون کے فعل کو اچھا کہنا بھی ظلم ہوسکتا ہی اور اوسپر جور و جفا پیشہ آنا عین صواب ؛

مدد دینا بدون کو کار بد مین		بُرا ہے فی الحقیقت یہہ بُرا ہے	
بھلائی ہے بُرا کرنا برون سے		ستم گر پر ستم کرنا بھلا ہے	

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچاکر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند آدمیون کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا ہے

بدی کو دنیا مین جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھہ بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور ناجایز برتاؤ کر سکتا ہے

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار	بھری ہے اسکی طینت مین برائی

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہو سکتا - ہر وقت ہر محل و موقع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گی - آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت مین بدی کے پھندے مین پھنس کر اپنا رنگ جمانیکے لئے کوئی کارنمایان نہین کر سکتی - بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور نہ یہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جسکا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا و سوسۂ ننگ و ناموس و خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان و مال کے مضبوط اور وزنی پتھر کی ٹھیس سے چور چور ہوتا ہوا اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے - ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدی کی عملداری مین رہنے والون کی مردم شماری کا نمبر نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور اونکی قوتین ایسے زور پکڑے رہین کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے والے کوششون کو وسعت دینے مین بھی ناکامیابی کے ساتھہ اپنے ضعف پر تاسف پائی گئی -

تاریخی دنیا مین بھی بمقابلہ نیکی - بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین ہمارے حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھہ سکا جن عہد و نین زوال مملکت و انتزاع سلطنت کی دہائی پھرے ہے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ لکھے جانے

جانیکا زمانہ ہین ؛

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن بادشاہ معزالدین کیقباد خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اور نگ زیب سلطنت مغلیہ کے عہد شباب کا آخری کجکلاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن نتہا کہ ان خاندانون کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کچہہ بھی ہاتہہ پانون مارتا سیاسات شرعیہ وتدبیرات بنویہ اصلاح امور دینیہ ودنویہ صرف بدی کے استیصال کیواسطے جلوہ ظہور دکھا رہے ہین ۔ اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو تو اُن کے مولفین و مصنفین کو کوئی پہلوان کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؛ نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح ہر جائی نہین اور نہ اسکو ناقص العقل اور بد باطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تھر تھر کانپتے ہین اور رضائے آلہی کو کل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف بھولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؛ نیکی کرنے والون کو بدی کرنے والون کے طرح دفعتہً اظہار لیاقت کا موقع نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جد وجہد اور سعی وکوشش سے نیکی کے اوصاف دکھانیکی ساعت سعید انشاش کرتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ موجود ہے اوسکی رگ رگ کو بہہ صفت موصوف ہونے کا دعوے ہوتا ہی اور اوسکی نس نس مین نیکی سے بھرے ہوے خون کا جوش موجین مارتا نظر آتا ہے ۔ اوصاف دینی اور دنیاوی مین اگر ایک صفت کے ساتھہ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنہ اور خیر صواب اپنی جانکی خیر سنانے لگتے ہین - نیکیون کے عادی اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیر خواہون دوستون واعزہ کے ساتھ مسلوک ہونیکی جرأت نہین دیتے بلکہ اپنی دشمنون اور رقیبونکو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاب کرنے کے ساعی رہتے ہین ؛

جو انسان نو نہین ہین انسان نکو نام	برون سے بھی دہ کرتے ہین بھلائی

اگر صرف شاہی تاریخ پر کفایت کیجائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی چقلش مین پہنسنے سے باز رکھے جائین تب بھی مطلب ہذا کو بہت کچھہ طوالت کے ہاتھہ نیکیون کے اثبات مین مدد مل سکتی ہے ؛

جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھون کرورون بندگان خدا کے مشکل کشا اور ولی نعمت تھے بعہد شمر و یزید پلید اپنی امامت و اشاعت اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اوسی زمانہ مین یہہ دونون حاکم ظالم زبردست خلقت خدا کے بالادست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر بڑہانے اور بدی نے اون ظالمون کی وقعت گھٹانے مین جو کام کیا وہ صفحہ روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچھہ کار نمایان کر سکتا ہے ؛

جسطرح زاون اور کنس کی جفائین - نمرود مردود کے ظلم اور فرعون کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار رہکر اونکی خاک کو انگشت نما بنا رہی ہے ؛

اسی طرح امیر المومنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت ابابکر الصدیق رضہ کا صدق و امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض کی عدالت گستری اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم وبخشش اور امیرالمومنین سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضے اللہ تعالی عنہ کا علم وعدل کا سراپا کنجکر ہمارے لئے راہ نجات کا خضر ہم پہونچاتی ہین ۔

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنی سے یہی انحراف کر جاتے ہین اور بے موقع استعمال ہوکر اپنے مطلب کو خلاف موقع ثابت کرتے ہین ؛

بدی جسکا پہلے ذکر ہوچکا ہے عام طور سے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور واقعی اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی بُری چیز ہی نہین مگر عقلمندان سلف ودانایان خلف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کرلیا ہے مثلاً کوئی ظالم بندگان خداوند عالم کا جانی دشمن وخونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات سے صدہا قسم کے نقصان متصور ہین تو یہہ ضرور نہین کہ اوس پر رحم کیا جائے اوسکا تدارک ہو ؛

اگر اوسکے ساتھہ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بھی ہوسکتا ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ہاتھہ بڑھہ جاسکتی ہے اور نیک آدمی کو بدون کی جماعت مین شامل کردیتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کھا کر بخیال نیکی اوسکی مدد کرنا صدہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے ۔ ایسی نیکی کو یا اوسکی

سوائے اسی قسم کی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجایز قرار دیا ہے اور اس شعر
مین اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے ۔

نکوئی با بدان کردن چنان ست	سعدی	کہ بد کردن بجائے نیک مردان	

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری
روک نہین سکتی لحظہ بھر مین اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بھر مین پہونچ جاتی
ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہین ۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت
آہستہ روئی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستون مین سیکڑون قسم کے
رہزن اسکے قطع منازل مین تاراج ہوتے ہین ۔ وہ نیک لوگ جو صرف دینی
عاقبت کی غرض سے خوے نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین
ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کرکے
کسی کو کانو کان خبر نہین ہونے دیتے مگر انکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین
پانی نہین پچتا اور یہ اپنی بدیون ہی کو فخریہ بیان کرکے فرعون بیسامان بنتے ہین
حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت و حکومت
تھی پھر جو کچھ انجام انکا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریا نیل مین غرقاب ہوکر جہنم مین
جا پڑا اور دوسرا زمین مین دھنس کر تحت الثرے پہونچا ؎

علم داد ند بادریس و بہ قارون زر سیم		شد یکے فوق سماک و دگری تحت سمک	

جہان تک اہل تجربہ سے بظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے
کے واسطے انسان کو جسقدر نیکی کی مدد درکار ہے اُس قدر اور کسی چیز کی حاجت
نہین اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف صرف

خاک ہی نہین بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے ؛
مبارک ہین وہی لوگ جونیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے
سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پر تادم زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے
دام مین گرفتار نہین رہتے ۔

خودی

دنیا کی بُرائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے
زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہرا چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی
اثر کی دراز رسی کُل افعال قبیحہ کی وسعی دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے
کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہو دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین ادنین اس خودی
کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتون پر موثر ہونے
مقناطیسی قوت حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسانکے ہاتھون سے وہ فعل سرزد
ہوتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے
سے باز رکھہ رہے ہین اور جن کا نام مہذب زمانون پر بھی نفرت کے ساتھہ
اتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی
کے ساتھہ لیجانے کے درپے ہوئے ہین اون کی خوبو پر خودی ہی کا زیادہ اثر
پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہہ سے
راندۂ درگاہ آہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی انکو عزت کی جگہہ
ملنے نہین پائی ؛

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع و ماوا سمجھنے
کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہے جس عقل
کا ہو اور جسقدر قوت ادراک اوسکے دماغ مین بھری گئی ہو بخوبی سمجھ سکتا ہی
کہ اگر خودی کا لگا وُنہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عادلانہ
نصایح ہادیان دین کو بھلاکر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پر نجانتے
اور اپنی عقل و فہم کی آنکھون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر نہ دوڑتے
ہر شخص خوب جانتا ہی کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا و رسول اور قوانین
حضروانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین
مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچھہ نہین صرف خودی ہے۔
اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کی اشتراک کی
کونسی بات ہے۔ مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی
انکار نہین کرسکتا کہ چور چوری کو بُرا نہ سمجھتے ہون اور قوانین سرکاری کے
داب و رُعب کے قائل نہون مال چُراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے
افشائے راز ہونے پر سزا پہنچنے کا خوف دلمین نہو ولیکن اونمین خودی کا وہ
زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظر و نمین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی
معلوم ہوتی ہین اور سمجھتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچاکر انہین
کامیاب و بامراد کردیگی یہہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر موسنے اور
احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد
ہوے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹھاکر شتہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلانے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمع خراشی ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودیکی باثر نتایج کو بخوبی سمجھا ہے ؛

اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور پاک پروردگار عالم کا حکم نماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا سزاوار ہی نہوتا بلکہ فرشتونمین افضل گنا جاتا۔ اگر راون مین خودیکا جوش نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و بدعتون کے قصے مشہور ہین۔ اسی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام ہین اسی خودی کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر ہوا یہی خودی جسکی وجہ سے مغرور نمرود خوراک پشہ ناچیز ہوکر حکومت کھو بیٹھا اور یہی خودی تہی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کھو کر زندگی سے ہاتھہ دہو بیٹھا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتایج مین درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو انہین کا حصہ سمجھے گئے ہین۔ اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر رہے تو ممکن نہین کہ اُسکی خوارق بدی کیطرف بھولے سے بھی اُٹھا سکین یا دنیا مین بُرائیون کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آسکے ؛

عام افعال قبیحہ کے ذکر مین اونکے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے ؛

مثلاً بدیکی ضد نیکی بے عقلی کی ضد عقل "بے انصافی" کی "ضد- انصاف علی ہذا- ولیکن خودی کی بات دینا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے	

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو "بے عقلی" "بے امنی" بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھہ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظ بیخودی نکلا جسکے معانی ہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل پائے گئے پس اس موقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب اور روشت بدنام دہبون سے بدنا ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عذابون سے پاک وصاف ہو کر فرشتون سے افضل ہو جائین اور دنیا کارخانہ افعال قبیحہ نرہے۔

اور نیک ہین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھہ حفاظت کرتے ہین

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی گر اختیار مین	نام خزان کا خوف نہو پھر بہار مین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جایزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری مستقل مزاجی و راستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہ اس دولت عظمیٰ کو بیجا نمایش مین صرف کریگا۔ یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون تصور کریگا۔ یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی و معدومی کا باعث ہوجائیگا۔

تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسرے کے قبضۂ اقتدار مین اکر اوسی بے اختیار بنا دی گی اور اوسکی بدنظمی و بدلیاقتی کا نشان رُو زمین پر گا دیگی جسطرح طاقت خود اختیار یکا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسیطرح اس طاقت خود اختیاری کے عمل مین لانیکی لیاقت حاصل کرنیمین بھی بڑی محنت و تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے ؎

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے

اب یہہ امر ظاہر ہوسکتا ہے کہ جب ایک اوسط درجہ کا کام بغیر محنت کثیر و وقت کثیر کے اچھی طرح انجام نہین ہوسکتا تو پھر ایک مشکل کام کی سرپرستی - (جسکی عالم مین داری بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو) کہانتک لیاقت ذاتی و قوت انتظامیہ کی محتاج نہین -

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہین	ہے کنوان اندھا جو سوتا ہی نہین

جن دانایان روزگار نے زمانیکے نشیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جنکا بیش بہا وقت انجام کار و بار اہم مین صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب سمجھ سکتے ہونگے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسایل سے وسعت و پختگی حاصل ہوسکتی ہے -

جس نے کہ قدر وقت و انہائی اُسنے کچھ پایا نہ	وقت کے بیکار جانے سے نہ ہا تھ آیا نہ

انسان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے کہٹنے بڑہنے نہ دے کیونکہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا کے نزدیک دریافت ہوچکا ہے ؎

جو شخص اپنی حد اختیار سے قدم باہر نہین بڑہا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنون اور رہزنون کی خوفناک اور دل شکن کرتوتون کے نتیجون سے محفوظ رہ سکتا ہی

اپنی حد پر ہے جو قایم اوسکا قایم ہی وقار	شاخ جو حد سی بڑہے اوسپر تبر کرتا ہی وار

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی کی دلیل سمجہتا ہے اوسکے دشمنو نکی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور وہی لوگ اوس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کیلئے تہہ دل سے آمادہ ہو جاتے ہین اور آخر کو ایک روز اپنی ارادے مین کامیاب ہی جاتے ہین۔

ہو جو تعداد دشمنان کثیر	ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر

دیکہو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کیجائے تو اوسی شخص کو محتاج انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثرون کا قول ہے کہ افسری کا کام نہایت ہی آسان ہی کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کہڑے رہتے ہین اور اونکی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رہنے کی ایک اچھی اور مستحکم سبیل ہی۔ مگر عقلا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا ہی اور کہا گیا ہے کہ یہہ وہ کام ہے جو نرے لایق ہی لوگونسے اچھی طرح انجام پذیر ہو سکتا ہی

نہین بازیچہ طفلان حکومت کا سبق پڑہنا	مگر قانون شریعت کا ہی دل سی ہر ورق پڑہنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اوسکے متحقین کی جماعت اوسکی حکومت کی ایک بہولی بہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ درخت وہی مضبوط کہلاتا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنے افسر لایق منصف مزاج متحمل - عادی محنت ہوسکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لایق اور محنتی بنا سکتا ہے -

شانِ آفاق ہے حاکم کا وقار		تابع حکم ہین فرمان بردار	

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہون اوس کو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھون تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بدانتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑھ لینا ہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکھنا اور اون پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے - اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسرون کو سابقہ پڑ گیا ہے - اور ایسی پیچیدگیان پیش آئی ہین جنکا سمجھنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا - مگر اونمین سے جن لوگون مین تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرنے مین کوئی سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آیندہ پیچیدگیون سے بھی محفوظ ہوگئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع		صفائی کا دکھا دیتا ہے موقع	

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکرون کا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس مین کشتم خرابی تو عاید نہین ہوسکتی ہے۔ یا اوس اختیار کی وجہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف طبقون کے لوگون سے کام لینا ہے عام نارضامندی کا باعث تو نہین ہی۔

افسردگی دل سے پوچھو کیا تمہارا کام ہے	فکر کیا ہی پیش کیا کیا کار صبح و شام ہے

اختیار وہ صفت ہی جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہی اور اوس اختیاری کا نقشہ دکھا دیتی ہی چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہوسکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سے کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقے و ملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنا دئے جاتی ہین ؛

اب غور کرنا چاہئے کہ افسری۔ سرداری۔ جہانداری ان سب کامون مین کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہی۔ یہہ کام کیسا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کامون کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی متحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہی چونکہ طاقت انشطاسیہ کی عملی کارروائی دیکھا چاہئے لئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہی۔ اگر یہی صفتین انسان مین نہونگی تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیاری کو خاک مین ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی امیزش سے بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہوجائیگی ؛

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ بے اختیاری و فرمان برداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہی۔ اسمین سوائے مصیبت اور بے بسی کسی قسم کی آزادی و آسودہ حالی نہین ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہی۔ ہر دم خوف

عتاب کلیجے کو پاش پاش رکھتا ہی۔ مگر اونمین سے جو لوگ مال اندیش اور دولت
خود اختیاری کے تلاشی ہوتی ہین وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو مدبے اختیاری
مین داخل کیا گیا ہی اس خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتی مین کہ آخرش وہی حسن
خدمات کے صلہ مین امنہ بنا دے جاتے ہین۔ اس مثال اور عملدرآمد سے بخوبی
ثابت ہوسکتا ہے کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد
دے سکتا ہی اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حمایت اپنے اوپر فرض
سمجھتا ہی۔ تجربہ ایک ایسے چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کے لئے
ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مگر تجربہ سے انسان اسوقت تک مستفید نہین ہوسکتا
جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انشطامون و مشغلون سے سابقہ
نہ پڑا ہو۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کر لینا۔ اور نہ اوسکو ایک اپنا فالتو
خیالی تجربہ سمجھ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین جایا سکتا کیونکہ فقط
انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار کیوقت
طبیعت کو انیا زینک وبد سے معذور کر دیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کا سکے
کے بالکل خلاف کہا جا سکتا ہے۔

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکی
لئے موزون و مناسب ہو۔ کام کی وقعت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام
واجبات و فرایضات انسانی سے ہے۔ بہرکیف اپنے اختیار کو اوس حد تک
اوسکی وسعت اسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہی یا جہان تک اوسکی
خوش انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے جو شخص دولت خود اختیاری کی قدر

کرتا ہے وہی اسکو صرف کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہی صفت اعتدال الفاظ کمی وزیادتی کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت خود اختیاری کو ضعف خودسری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادونا مین کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اوسکے دشمن اوسکے مقابلہ سے عاجز رہے ہین

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری ہی وہ چیز	جسکو مردِ نیک خود دل سی سمجھتا ہی عزیز
قوتِ خود اختیاری پر جو اترایا بشر	ہی حقیقت مین وہ مردِ بے شعور بے تمیز

دولت مندی و ملک داری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہٖ کوئی بُری چیز نہین ہو سکتی ہے اگر موافق حق ہو چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاؤن مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاؤن مین خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ عشرت مین آئمہ مین شرفائے ملکہ مقلد مالک آور آسودہ تھے جتنی بُرائی اوسمین خیال کی جا سکتی ہے وہ اونہین مفاسد کے ہو سکتی ہے جو قہر اور ظلم تتبع لذات اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہین یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت۔ مال و مال سے ظاہر ہوتے ہین۔ مگر آنحالیکہ سلطنت و ریاست آن آفتون سے پاک و صاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خدا پرستی اور دینداری ہو جاتی ہی جیسے سلطنت بعض انبیاء کی پھر اون کے بعد خلفاء کی پھر اہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ

واطیعوالرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے امرا، سلاطین و
ملوک ہین بعض کے نزدیک علما، بھی داخل ہین اون دونون قولون کے سوا
کوئی تیسرا قول اس آیت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکھا ہے۔ اور وہ
جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہان تک کہ جس نے
دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکے بھی مشکین باندھ کر پاک
پروردگار عالم کے روبرو لاوینگے اس قسم کی حدثین جو وارد ہین مراد اون سے
وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل و انصاف نہین کرتے حمایت قوم
و تعصب مذہب و رعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سے برات ہر قصور پر درگذر ہے
اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر ریخش و گرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک و روسائے بنی اسرائیل
اسی طرح ہلاک ہوگئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے ترک کر دیا تھا سزا کو اشراف
سے بالکل اوٹھا دیا غریبون پر جاری رکھا انصاف چھوڑ دیا جب کوئی ضعیف
آدمی زنا کرتا تھا اوس پر حد جاری ہوتی تھی اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چھوڑ دیتے
آخر ہلاک ہوگئے خلق مین فساد پڑ گیا۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے
لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ ۔ یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
کو کچھ فائدہ نہین دیگی تمہاری کام نہ آویگی سو مراد اس سے باطل طرف داری
ہی ہوسکتی ہے جو بسبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچھ نفع آخرت مین
نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون
کی دنیا کے پیچھے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلہ رحیم وہین تک ٹھیک ہوسکتا
ہے جتنا حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کرے اولاً دورشتہ دار کس گنتی وشمار مین خیال کئے جاسکتے ہین جب یہ امر انسے نہین ہوسکتا ہے تو اسی لیئے سخت وعید جزائے شدید انکے حقین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کرے یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی نہین خیال کیجا سکتی ہے حضرت **سلیمان** علیہ السلام نے کہا تھا رب اغفر لی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ اور حضرت **یوسف** علیہ السلام نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزاین الارض انی حفیظ علیم یہہ سلئے فرمایا کہ انکو اپنی جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدۂ خزانچی گریمین کوئی امر باطل نکرینگی ہر معاملہ مین انصاف فرمائین گے نہ کسی یگانیکی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سے نفرت کا کام کا تلا ہوا انصاف ہوگا۔ قوی ضعیف برابر رکھا جائیگا کوئی مستثنیٰ نہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جو واقعات حضرت **داؤد** علیہ السلام کے عہد مین حضرت **سلیمان** علیہ السلام کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین۔

حکایت

ایک روز دو ہقانی محکمۂ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک **ایلیا** صاحب کشت یا باغ دوسرا **یوحنا** مالک غنم سو **ایلیا** نے کہا ئے خلیفہ **یوحنا** میرے اڑوسی رات کے وقت بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑگئین اور کھیت کھا گئین حضرت داؤد علیہ السلام نے **یوحنا** سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنّا بکریان ایلیا کو سپرد کرے یوحنّا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے حقین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اس تجویز کے مناسب تھا۔ حضرت داؤد نے یہ بات سُنکر حضرت سلیمان کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ جو کچھہ حکم فریقین کے حقین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اوسکی اولاد اوسکے دودھ اور پشم سے بہرہ مند ہوئے اور کھیت یوحنّا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کرکے حالت اصلیہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کھیت یوحنّا سے لے لیوے اور یوحنّا اپنے بکریان لے دے۔ چنانچہ یہہ حکم سُنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور داؤد علیہ السلام نے اسیطرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تہین اونکے ساتھ اونکے دو بیٹے تھے بہیڑیا ایا ایک عورت کے بیٹے کو اوٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بہیڑیا لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلے کو آئین حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور اونسے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے کہا ایک چہری لاؤ تو مین لڑکے کو آدہا کردون تب چہوٹی عورت نے عرض کیا

ایسا نہین یہ میٹا بڑی عورت کا ہے اور اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجئے یہی پرورش کریگی اور بڑی عورت چہرہی سے کاٹنے پر راضی تہی حضرت سلیمان نے اس چہوٹی عورتکی شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔ نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قرائین وقیاس پر عمل کرسکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے پاس ہوا پر داد خواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ من عیالدار ہون تہوڑا آٹا جو کا سر پر لئے جاتی تھی ہوا نے برباد کردیا میری اولاد فاقے سے مری جاتی ہے میرے حقمین فیصلہ حق فرمائے حضرت داؤد علیہ السّلام نے فرمایا میرا حکم ہوا پر جاری نہین ہے مگر آٹا میرے گہر سے لیجا سو اُس ضعیفہ نے آٹا لیا اور روحا دیکر اپنے گہر چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السّلام ملے اُنہون نے پوچہا تو کہان آئی تہی نالشی یا مُحتاج اُس نے کہا داد خواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر حاضر ہو کر داد خواہ ہوا اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پہر محکمہ داؤدی مین آئی اور حضرت داؤد علیہ السّلام کہنے لگی کہ عطائے تو بلقائے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد علیہ السّلام نے فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور وس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑہیا نہایت خوش ہو کر چلی جب حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملاقی ہوئی تو انہون نے پہر واپس کیا تب حضرت داؤد علیہ السّلام نے کہا تجہکو کون شخص بار بار پہیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السّلام وہ یہ وقت

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ نے آمین کہا دفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا۔ تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اوسمین سوراخ ہوگیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر اس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو دے ڈالون۔ لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑہیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی مین بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بوڑہیا کو پھر اس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالی نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو معلوم نہین مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور بہت بھوکا ہون میرے پاس ایک روٹی تہی مین نے اسکو کھلائی مگر اوس نے کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹہہر جا تو مین تیرے لیے آٹا پیس کر روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدولت مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہوگیا اور پیغام نکاح پیش کیا آخر انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہوکر صاحب شرط پاس التجا کی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے دل شکستہ ہوکر صاحب شوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہوگیا ناچار خلیفہ وقت کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بہیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہوکر دعوے سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے بہالنا چاہئے تب بزور گواہان لیا اسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے پاس رہتی ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے اُنمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا اُن چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے پہر اون چارون کو الگ الگ بہٹلایا اسطرح کہ ایک دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر پاتہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بہلا کر سوال کیا اُن سب نے کُتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی ۔

فائدہ سالم بن محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السّلام سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس مین انسان اور پچیس مین حیوان دواب اور پچیس مین جنات اور پچیس مین وحش و طیور اور تین سو مکوکہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین تہین اور سب کے لئے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السّلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیون پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی ۔ اور معالم التنزیل مین مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان علیہ السّلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیان طلائی و نقروی بچھائی جاتی تہین طلائی پر اولاد پیغمبران علما و فضلاے دوران اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پرون سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط کو اوٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسیقدر طے کرتی تھی سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تہین اوسپر انسان

وجنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی - اور تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بامین جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تہین اور یمین و یسار پینتیس ۳۵ پینتیس ۳۵ منبر رکھے جاتے تھے اونپر علما و فضلا و اتقیا و صلحاے انس و جن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اوس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی - اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر و نقصان نہ پہونچتا تھا اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے - وقال ایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ان ہذا لہو الفضل المبین - یعنی حضرت سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا ہمکو ہر چیز مین بیشک و شبہہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار ہین جسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین -

اور **ذخیرۃ الملوک** مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ اوتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے - اور **قصص** مین لکھا ہے کہ اسکی خوراک ہر روز باورچیخانہ مین صرف اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زنبیل بنتی اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر گورستان مین کمل اوڑھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین بھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اُسکو بھی شریک فرما لیتے تھے۔

غرضکہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابوالبشر ہوئے یہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہوگئی ایک دین مین قایم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ بنی جتنے نبی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے اونکا کہنا مانا سُنا یا نمانا نہ سُنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملکون حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گردانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا۔ ادھر شریعت اور ادھر سیاست چکی ان دونون وظایف کے ساتھہ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر		من وجهك المنير لقد نور القمر	
لا یمکن الثناء کما کان حقه		بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر	

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اُس ذات بابرکات مین فراہم کئے اور کمالات اپنے کا ایک نکتہ

بنا دیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزم کو فضایل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ - چنانچہ اسموقع پر ایک تضمین مندرجہ تصریح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے -

تضمین

تجھی اللہ نے بخشی تھین کمالات سبھی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا حلت ابراہیمی	صوت داؤد و نصاحت ہی سلیمانی کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تجھے ہارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق ضیا عصمت حضرت یحیی	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی اور اسکے سوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجھہ مین اوصاف پسندیدہ ہین بیحد یکجا	سب ہین یکجا متفرق تھے جو اوروں کے پاس	جمع تھے شمع کا جہاد اور وقار الیاس	کیا فقط یہ ہے کہ اے بادشہ دین و ناصر
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تو نے جو پائے ہین عطایا جلیل	سخن وقت موسی لغت اسمعیل	قرب ایسا کہ پہونچ سکتی نہین اسمین عقل	الغرض کہہ نہین کیا کیا ترے اوصاف جمیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان رحمت و محبوبی حق ہی شامل ہے	اصطفا اور قضا جو صفتین بحق ہین	خاص ہین یہ کسی کو کوئی شریک نہین ہے	پھر تجھی اور تو نکے وصف مین ہے شرکت بعید
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو سرچہ و کمر	پھر ختم رسالت کی بفران قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہو کر	بولے قدسی کہ آب آدو نون ہیں ہمسر
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہر ہو پہونچا	سنکے پریون کہو ہی آپ سے الفت پیدا	عشق مین ساتھی آیا جو خیالی نقشا	دیکھکر کہو نگین صل علی صل علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجھمین جو اوصافکی مین ہے	مشترک وصف تجھے سر چند بڑہی دور سے ہے	نہین تشبیہ حقیقت مین کسی سے ہی تجھے	پر کہا کرتی ہین مہمانے سمجھنے کے لیے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس سے تجھے یون نے تیری مدح کی ہے	مرزا پنے لیے تحصیل سعادت کی ہے	قل دل ایک سخن پاکے فنا عالم کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی طرح کی ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

اور آنحضرت کے بعد جو انکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم وعالمیان کے جب حضرت **ابوبکر الصدیق** رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو انجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین۔

فضیلت انجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع وغروب نہین کیا بعد انبیاء ومرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین وانصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی وفضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضایل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگر یہہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اسلیے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا وآخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی وخاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کہا ولسوف یرضی یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور یہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم پس مقتضاے

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین ٭

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع ترمال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ٭

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ سزا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن عیسیٰ نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا اور طلحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تائب ہوکر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہوگئی تھین دوبارہ زور شمشیر مسلمان کی گئین۔

اور زمانہ خلافت انجناب مین حضرت عمر فاروقؓ قاضی اور حضرت عثمان بن عفانؓ اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسید عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابوعبیدہ جراح و سرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبرؓ خالد محاصرۂ دمشق مین مصروف تھے۔

الغرض دس تین مہینے مسند آرائے خلافت رہے آخر بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ مین مدفون ہوئے ۔ ملہ
اور آپکے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت عہد مین
اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور مین آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال
کو آتی چنانچہ چار ہزار چشمس شہر بانوبع و لواحق فتح ہوئے از انجملہ دمشق و حمص و بعلبک
سنہ ۱۴ ہجری مین بصلح فتح ہوئے اور بصری و ایلہ و انطاکیہ و کوفہ و اہواز و موصل
و طوس و شستر و مہرواذر بایجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب
و اصفہان روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوے اور نو کروڑ کافر مشرف
باسلام ہوئے چار ہزار کنیسہ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدین بنا ہوین ایک
ہزار نو سو منبر خطبہ کے لیے رکھے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لئے
انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار دادہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہادر
وصاحب رعب سخی عامل تھے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہی
عدالت کا درّہ ایجاد فرمایا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ
واوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابین بھری ہوئی ہین۔ انقا یہان تک تہا کہ
یہ اپنے دست مزدسے کہانا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف مین نہ لاتے
وہی فقیرانہ گودڑی پیوندکی ہوئی وہ بہی اپنے ہاتھہ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی
کام کے انجام کے لیے کسیکو تکلیف ندیتے شجاعت وجوانمردی کا یہہ حال تہا
کہ اگر شیر ولیر روبرو آنا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تھی کہ آپ تمام دن دادرہی
اور فریادرسی مظلومون اور حاجت براری ہر حاجتمند و نکی فرماتے تہے اور سب

کام مالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً کھلا نرہگیا ہو اور کسی کا جانور کھل کے گم نہو جائے اور کوئی چوکیدار غافل نہوا سکے سوا اور ہزارون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے لیے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اماالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ آپکے بعد پہر اسطرح کون حفاظت مخلوق الٰہی مین جانکاہی کرے گا آپ اور سردارون و تابعدارون سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور سردارون کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجھہ سے باز پرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دودہ پانی سے اور پانی دودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ مین ایام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہان تک کہ ایک گائی کسی بڑہیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑہیا زور سے دودہ دہوتی اور مجھکو ایذا دیتی تہی باوجودیکہ دودہ آسانی سے بھی نکل سکتا تھا اس پر مجھہ سے باز پرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔

آثار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت اچھا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیرخواہی کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہے۔ پس جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم وجہل سے بڑی نہیں اور یہہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بھی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے +

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری رض کے نام پرنامہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخدلی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چوپائے کی ہوگی جو گھاس دیکھکر بہت سی کہا جائے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جائے +

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور نیز قرابتدارون کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرحکی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو مدنظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو +

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے چرواہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیون کسی کو زیادہ سزاوی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت سے

للکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم منادی وعرض کرینگے یا الٰہ العالمین ہم نے اُسپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھ سے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی اُن دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اُن سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بابت کان لگاکر سُنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے۔

غرضکہ نیک نیتی وعمل صالح کے ہمراہ کوئی امر بُرا نہین ہوسکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام کالج حق مین ظالم فاسق کے بُرا ہوجاتا ہے جس صورتمین کہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق کیا کرتا ہے۔

چنانچہ خلیفہ فاروق اعظم رض شام مین تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رض کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے ہے آپ نے بُرا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسریٰ کی ہے امیر معاویہ رض نے کہا کہ مین جاسوس دشمن خدا وعدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہے کہ زینت حرب وضرب وشوکت اسلام اُنپر ظاہر کرون اور رواب ورعب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تحقیقہ نظر آیا اسلیئے کہ امیر معاویہ رض نے مقصد صالح کا پتا بمنجملہ مصالح حق ومنافع دین کے دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ ورسم شاہانہ سے ہزارون کوس بھاگتے تھے خلفاے اربعہ کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہے کہ یہ سب افاضل امت واہدترین خلق تھے اپنی انکی تنگی ترشی غریبانہ چال ڈھال پر قایم رہے احوال دنیا واعمال ملوک سے کچھہ بھی واسطہ نہ رکھا یہانتک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر مجتمع ہوگئی اللہ پاک نے اپنے رسول کو پورا فرمایا ملک فارس اور روم وغیرہ ہاتھہ پر اسلام کے فتح ہوگئی تب بھی یہ حضرات اوسی خشونت معیشت پر باقی رہے۔

الغرض ہر نیک و بد کا تمیز نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تمہاری صورت دل کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اعمال کو دیکھتا ہے۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے اور عورت شوہر کے گھر میں اور باپ بیٹے کے مال میں راعی ہیں ان سب سے انکی رعیت کے باب میں سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہیں جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس پر بو رجنت۔ رواہ مسلم۔

المختصر واقعۂ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد خلافت مہد میں مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کارحدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ میں بھیجا جائے تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ میں آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھ سے لئے جاتے ہیں وہ مجھپر گران ہیں کچھ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہے وہ مردود مجوسی علیہ العنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید کیا اور اسکو زہر آلود کر کے گھات میں لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کرون اور امیر المومنین کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو

جگاتے تھے چنانچہ بروز چہارشنبہ لست وہفتم ماہ ذی الحجہ سال بیسری مین بوقت صبح مسجد
مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو وطہارت
وغیرہ سے فارغ ہوے تو حضرت عمر امامت پر قایم ہوے اور قبل احرام بنابر تسویہ
صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابولولو مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے
ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیرالمومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بھی
مجروح ہوے کہ اونمین چھ مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی
پر ڈالدی اور گرفتار کرلیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مارلیا اور خودکشی کرلی اور
حضرت امیرالمومنین کو اٹھاکر گھر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تہا اور نماز
فجر کسی نے نہ پڑہی تہی آخر کار عبدالرحمن ابن عوف نے نماز پڑہائی اور جب حضرت
عمر گھر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودہ پلایا کہ وہ دودہ زخمون کی راہ سے
نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور عرصہ عمر
سال بست وچہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوے عمر شریف آنجناب
بروایت صحیحہ ترسٹھ برس کی ہوئی۔

سال انتقالش خرد بحسرت خواند		واے صد واے عدل بیکس ماند	

اور بعض کہتے ہین عمر چیاسٹھ اور بعض اکسٹھ اور بعض ساٹھ ہی بیان کرتے ہین اور
وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبداللہ خزاعی اور طایف مین نافع
بن عبداللہ اور بصرہ مین ابوموسی اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین
عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمیر بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

صد و نظامی و اعزاز اول ۲۰۱۰ء سن سنہ ۱۲۱۰ء

اور یمین بن علی بن امیہ اور بجز بن عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور دار وغیرہ بیت المال
زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید
بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین مناقب
آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
اکیس جگہہ مطابق رائے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی رضہ نے ان فی القران
رایا من رای عمر یعنے ہر آئینہ قرآن مین رائے عمر سے ۱۰ بخاری و مسلم مین حضرت
حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
کو مصلی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ۱
نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے
حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ
واذا سالتموہن متاعا فاسلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز
و طبرانی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہمپر
وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی ۔
تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک وغیرت کی گفتگو
کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تہا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے
تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کریگا اسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیر

امکن آلایۃ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار
مین الحاح بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنے برابر ہے انکے واسطے استغفار
اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم
تستغفر لہم۔ اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے انہون
نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اوسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر
پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ
وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین۔ بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جب آیۃ ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین آکر روئے اور عرض کیا یا
نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات
پائینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین آنحضرت صلعم
نے فرمایا اے ابن خطاب ہر آئینہ نازل ہوئی آیت اُس باب مین جس مین تجھکو تردد
تھا اور اللہ پاک نے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین فرمادیا حضرت عمر نے کہا
رضینا من ربنا وقنابہ بنینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک
ایک ثلثہ اور مجھ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی
تفسیرون مین بتفصیل بیان فرمایا ہے۔ اور احمد وترمذی وحاکم نے عقبہ ابن عامر سے
اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لو کان

لعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت
کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ
وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور
عمر رضی اللہ عنہ انمین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
اسی وقت سے اُنہون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکہا مین نے لوگون کو
کہ میرے سامنے کئے گئے اور اونپر کرتے ہین انمین سے بعض کا کرتہ تو چہاتی تک پہونچتا ہے
اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب رضؓ میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اُسکو
زمین مین گہسیٹتا جاتا تہا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔
فائدہ۔ دین سے یہہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چہپاتا ہے اور سردی
گرمی سے بچاتا ہے ویسا ہی دین بہی روح و دل کو محفوظ و مصئون رکہتا ہے کہ
کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین
حد سے زیادہ کامل تہا۔ اور بخاری مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکہا
اُسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر
اوسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا اُسنے ایک ڈول نکالا انکے کہینچنے
مین کچہہ سستی و آہستگی تہی خدا اسکو معاف کرے گا پہر ڈول بڑا ہو گیا عمر ابن خطابؓ نے

لیا سو مین نے تو اوسمین سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہین دیکھا جو
عمر ہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے
اونٹون کو آسودہ کرکے انکی نشست گاہ مین بٹھلایا۔ سو ڈول کھینچنے سے دین کی سرداری
مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخرالزمان سلطان دوجہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تھوڑے دن رہیگی
اسلام خوب نہین پھیلیگا چنانچہ کل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسیلمہ
کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بدیں بلغ تہ صمصام خون آشام کرکے عرب کا
اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد
عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک
کام کیا اس مدت خلافت مہد مین شرقاً وغرباً اسلام تمام عالم مین پھیلا اور بیشمار
خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل وانصاف سے بھر گئی
لوگ غنی اور مالدار ہوگئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار
گھوڑے اور ہزار لونڈیان تھین۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے ابن ہزار دینار اور ناحیہ سراۃ
کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی +

اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گھوڑے اور اسی
قدر اونٹ تھے دس ہزار بکریان تھین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی
چھوڑ مرگئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑکر رحلت فرمائی کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اسکے سوا تھی اسکی آمدنی ایک لاکھ دینار تھی +

اور حضرت یعلی منبہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھ درہم تھی۔

اور حضرت زبیر رض نے بصرہ مین پھر مصر وکوفہ اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہ رض نے کوفہ مین ایک محل بنافرمایا جسپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رض کا محل عقیق مین نہایت خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تھے اور حضرت مقداد رض نے مدینہ طیبہ مین گھر بنافرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جائداد و پیداوار اس قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر تھی یہہ سب اموال حلال طیب تھے غنیمت (۱) وفئی سے ماتہہ لگے تھے انکا تصرف اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا مین خرچ کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب بٹہاتے اسلام کی قوت ورونق جتاتے اس لئے کچھہ قدح اُنپر نہین ہے۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مال دار دولت مند تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونہون نے جواب مین کہا کہ صحبت مار کسی را زیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکھتا ہے تو ہم کو اوسکا منتر بھی آتا ہے۔

	چلیست دُنیا از خدا غافل بودن	رومی مولانا	نے تماش و نقره و فرزند و زن		

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہو سکتی ہے جسکے سُن نے سے کسی کا دل خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

اچھی دولت اچھی قوت ہو وہی		راہ حق پر صرف جو للہ ہو۔	
بات اچھی ہو وہی جسبات سے		سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

المختصر بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے امیر المومنین حضرت **عثمان ابن عفان** رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الٰہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مہد مین ہی شہر ہمدان و دینور و بلاد طبرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمّال اسقدر تھے۔

عبداللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربیعہ طایف مین۔ مُعلّی بن اُمیہ یمن مین۔ عبداللہ عامر بصرہ مین ابوموسی اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابوسفیان دمشق مین عبداللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ملک رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابو ہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو درداء قاضی شام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مروان کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد بھی تھے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی تھی اور وہ نہایت تسلط ہوگیا تھا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت و بدچلنی سے ناراض رہتے تھے اور اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دارالخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکھہ بھیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل مصر کے استغاثہ آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضی و ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت عثمان رض نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رض نے فرمان امارت و حکومت اُنکے نام لکھدیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بھی انکی ہمراہ فرماکے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار اون لوگون کو ملا اور اُسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچھا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون پھر پوچھا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو سطہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکھا ہوا تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کرکے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا تھا من عثمان الی عبد اللہ ابی الشرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کرکے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام و شتر بلاشبہ میرا ہے لیکن یہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکھا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کرین
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تھا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ
اور بنی مخزوم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گھیر لیا یہان تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اسقدر فرصت ندی کہ مسجد مین نماز ادا کرین
چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہون اور پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوائے بیر رُومہ کے آب شیرین کہین نہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رُومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو لاکھہ درہم مین خرید کر کے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے
پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کر کے اسمین ملا دے تو

اسکو اس سے بہتر دار جنت مین ملے سو مین نے اُس گہر کو دس ہزار درہم مین
خرید کر کے مسجد مین داخل کیا اور تم مجھکو اس مسجد مین نماز پڑہنے کو روکتے ہو بولے
تم راست و درست ہی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابوبکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے دفعتہً پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتھر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دہک کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہدان یعنے ٹہر جا کوہ ثبیر کہ تجہپر پیغمبر
اور صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو باواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوے تو مین
بھی گہر کے اندر تھا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال
نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق ولیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجھ مین پایا نہین جاتا ہے پھر کیونکر مارینگے ۔ الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چھت پر برآمد ہوکر پوچھا کہ کیا علی المرتضیٰ ہین بلوائیون نے کہا نہین پھر
فرمایا سعد بن ابی وقاص ہین کہا نہین ناچار آپ ساکت ہوے یہہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہوگئی آنجناب نے ایک مشکیزہ و برداتی تن سبوچے آب شیرین لطیف سے
بھروا کر بھیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان محاصرہ میں ہیں اور بلوائیوں کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو سمع قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد وزبیر یعنی عبداللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹوں کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ پر بھیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے پائیں۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیر المومنین عثمان سے کہا یا امیر المومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو کہ ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میں ہوں اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ میں نصف عذاب عالم کا اسپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور تیسری بات کا یہہ جواب ادا فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ دار ہجرت ومجاورت رسول خدا ترک کرکے شام کیطرف جاؤں۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون نے بلوائیون کو درآمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ روے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوے اور قنبر مولائے شیر خدا نے بھی سپر پر چوٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکھا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
انصار کے گھر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے
آنجناب وسوقت کلام اللہ پڑھتے تھے جب آیتہ کریمہ فسیکفیکم اللہ پر پہونچے
تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تھا کہ جو لوگ آپ
کے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی بی بی نے ہر چند شور وغل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت
مین ایک شور وہنگامہ اور مقابلہ ہورہا تھا کسی نے آواز انکی نہ سُنی آخر کار چھت
پر چڑھین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اطلاع ہوئی وہ بھی معہ طلحہ اور زبیر بن ابی وقاص
وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور تجہیز کرکے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؓ کے منھ
پر مکا حضرت امام حسینؓ کے چھاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ وعبداللہ ابن زبیر کو سخت
سُست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوے پہر کیونکر گھر مین داخل
ہوے پہر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور
کہا کہ ہم تمسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتھہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت
کرون قاتلان عثمان ؓ سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور
حضرت عثمان دفن نہین ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جسپر
اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سریر آرائے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا ورغبت
اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شریر معہ اپنے
بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمانؓ کو شہید کیا اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو مین نہین جانتی ہون گھر مین آے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمانؓ کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہین واللہ مین دار حضرت عثمانؓ مین گیا تھا مگر جب عثمانؓ نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی واللہ مین نے نہین مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمانؓ نے بھی کی اور دو شخص سودان بن حمران اور قتیر تھے انہین نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمانؓ نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ باذان عباس و سودان ابن حمران اور بعضی عمرو بن الحمق و عمیر بن ضابی اور بعض کہتے ہین کہ وہ دونون مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہین اور کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہجدہم ذیحجہ بعد العصر روز جمعہ سال سے وپنج ہجری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشۂ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہیم بن حذیفہ اصحاب بدری اور یسار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدر ہی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا لنعم المولی تھا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیڑھ لاکھ دینار اور ایک کروڑ درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری و حنین وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکھ اشرفی ہوتی ہی اور اونٹ

گھوڑے بے گنتی تھے +

حضرت عثمان خلیفۂ برحق		از جہان شد بجنت اعظم	
سال تاریخ آن سراپا عدل		۳۶ ای بگو رفت عادل از عالم	

اور بعد شہادت آنجناب کے بعیوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آرائے خلافت ہوئے مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سرور اولیائین حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منحصر بر فیض اقدس روح پاک علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ایمہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت ہین از انجملہ متواترات یہہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی و انا منہ یعنے علی مجھہ سے ہے اور مین علی سے ہون شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجھہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پھر فرمایا اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ یعنی جو اوسنے محبت رکھتے ہو اُس سے محبت رکھنا اور جو اون سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اُسنے موالات نہین ہے اسکو مجھہ سے بھی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون ولا سے مرتضوی بھی وہ ولایت نہین حاصل ہوسکتی از انجملہ
فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ
کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہین مگر مجھ کو اور علی
مرتضی کو یعنی طہارت حقیقہ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام
مغلوب ہوگئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا یعنے
میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل نہوگا۔ اور علی میری امت
کا کینچ لانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین وسید المومنین ہے اور علم میرا
جسکے پیچھے قیامت کو آدم و اولاد آدم ہوگی علی المرتضیٰ کے ہاتھہ مین ہوگا۔ از انجملہ
یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی ایسا
نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی
مرتضی رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکالا گیا ہے
جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور آسد اللہ یعنے راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور
اُنسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت و بہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق
اور اُحد مین دیکھنی چاہیئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خداداد دکھلائی
اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمعیت اعداد درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کھٹے
ہوگئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت
کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضی نے دکھلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور روح اللہ

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی کہتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آتی تھی لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک کروڑ تیئس ہزار درہم سالیانہ سے کہین زاید ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غربا نہ چال ڈھال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور واسطہ نہ رکھا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پھر اوٹھنا ہے اور اپنے اعمال پر وقوف پاکر انکی جزا کو پہنچنا۔ پس دنیا کی زندگی پر نہ بھولو اور ان باتون کو نہ بھولو۔ دنیا ایک مصیبت کا گھر ہے فنا ہونا اسکا معروف ہے اور دھوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصئون جب آدمی کو اس مین راحت و سرور پہنچتا ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہمدگر ہین اور مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے ہدف مین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکھنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ کے بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تھا جو تم سے عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تھے مگر دنیا کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہین نکلتی انکے جسم مٹ گئے اور شہر اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاؤتکیے عمدہ فرش

فروش تھا یا آب پتہر انٹین خاک گوشۂ لحد ہے جگہہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور
مشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے مونسنت ہے نہ بہائی
بندون وہمسایون کیطرح آپسین میل جول اور رغبت ۔ ہرچند مکان قریب مین مگر
میل کے صورت نہین اسلئے کہ انکو کُھنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے اُنکا کچومر
نکالدیا زندگی کے بعد اسیر پنجۂ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے نگار ہوئے ۔ خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر
کبھی نہ پھیرے پھر نیکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون پھ تا وہ بدزبان
برائی والون کو انکی کہے گا اور بدلہ دے بھلائی والون کو بھلائی ۔ اب تم بھی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خواب گاہ مین سونا اور اسی ٹھکانے رہنا ۔ علاوہ ازین تم پر کیسے بنے گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گے کہ قبرون مین سے نکالے جاؤگے جبکی
باتین تحقیق کی جائیگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تہراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائے گا
ہر عمل اجری و ہر کردہ جزائے وار دکا مضمون درپیش ہوگا ۔ چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے لیجزی الذین اساؤ وما عملوا والخیری الذین احسنوا بالحسنیٰ
اور دوسری جگہہ ارشاد رب العالمین ہے ووضع الکتاب فترالمجرمین مشفقین

مما فیہ ویقولون ماوویلنا مالیھذا الکتاب للغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصا
سھا ووجدوا الما عملوا حاضرا۔ اور کہلا جائیگا کا غذ پہر تو دیکھے گنا ہگار ڈرتے
ہین اسکے بیچ لکھے سے اور کہتے ہین اے خرابی کیسا ہی یہ لکھا نہ چہوڑی چہوٹی
بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین کہڑے اور پائینگے جو کیا ہے سامنے انکے
المختصر مناقب ومناصب اور عجایب وغرایب وکثرت علم وورع اور زہد وتقوی
اور وفور شجاعت وسخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
بیان نہین ہے آپ اوّل خلیفۂ ہاشمی ہین۔

اور قصۂ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبدالرحمن مرد ود کہ درحقیقت
عبدالشیطان تہا ایکو عورت مسماۃ قطام خلدیہ کوفیہ پر جو کہ حسن صورت وخبث
سیرت مین فتنۂ روزگار تہی عاشق ہوا اور باپ اوس قحبہ کا جنگ نہروان
در او یتے بہائی بہی جناب ولایت مآب کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے اسکو
یہ داغ تہا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ وفریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال
کا ہونے لگا اسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو پرچشمۂ وصال سے
سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی
خارجی کو بہی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب
ابن بجرہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا قصد
ہے اور کون ایسا دل وجگر رکہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتہہ ڈالے
انکی ہیبت وجلال سے شجعان عرب کانپتے ہین۔ ابن ملجم نے کہا وقہ تمیسون کی

طرح رہا کرتے ہین اور نہ میرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے ہین اور اُنکے حضور مین درو
دربان چوکی پہرہ نگہبان کچھہ بھی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص سے پوچھا یہ کسواسطے اُس نے وسط
غیظ مین کہدیا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجھہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود ہی مژدۂ وصال کے شوق مین پوچھہ بھیجا کہ
تو نے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اُسنے کہلا بھیجا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کو
مارنے پہر آنجناب سے کچھہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہان اور
ایک روز عبداللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ رحلت کی
آپکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبھی کبھی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہوکر بیت المال سے کچھہ مانگ بھی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تھے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھہ مانگ لے چلا
اُسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین پہونچتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈاڑہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا ہین اور گاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے
جو کہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتمدہ حدیث مین وارد ہی اور مسند امام احمد اور مستدرک
حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہی اور ابو یعلی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب دمی
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہ جناب
رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتون سے بڑا بدبخت مرد
سرخ رنگ قدار ابن سالف تھا جسنے ناقہ صالح علیہ السلام کو پے پر کیا کوچے اُسنے
کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰؓ کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف
آنجناب بار بار اُٹھ اُٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ
نہین کہا اور نہ مجھ سے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب
ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
فرمایا حسن علیہ السلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور جو
کچھ اُمت سے مجھے پونچا تھا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللھم
ابدلنی بھم خیرا لی منھم وابدلھم لی شرا لھم یعنے بار خدایا بدل دے اُنسے بہتر مجھکو
اور بدل دے اپنے ایسا شخص جو مجھ سے بدتر ہو انکی نسبت اور جب صبح صادق

یا کاذب ہمنوا رہوئی تو جناب سلطان الولایت گھر سے باہر تشریف لانے لگے
وہان بطین تہین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
مین چلاتی ہین پس جون ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل
عہدۂ شہادت الصلوٰۃ فرماتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوئے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون
پر پڑی توٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد نبی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی
ستون کے آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اسنے تلوار چلائی کہ سر
مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیر خدا نے
بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین نجدا اپنی مراد کو پہونچا - اور بعض روایات مین
ہے کہ حین نماز مین اسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اوٹہا لائے اور مسجد
کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
و تکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من
ینعرکذا فی اخبار الدول - اور آنجناب جب مجروح گہر مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
حسنین علیہما السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق
بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت بہی فرمایا کہ تمہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان
دونون بہائیون کی تعظیم و توقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ معروف بہ تہلیل
و تسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان سنہ
شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے خطیرۃ القدس ہوئے +

اور علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم کیا تہا عبدالرحمن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور بکرخواہ برک ابن عبداللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو ماری درک مین لگی اور عرق نخاع کٹ گئی کہ پہرا ولا دنہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تمیم نے نماز پڑہائی عمرو ابن بکر نے اسی کو مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔

غرضکہ حکومت اہل اسلام کی یورپ سے پچھم تک پہونچگئی۔ باوصف اسکے کہ مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور اسپر بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بھی بکثرت نہ تہی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب وضوابط جہانگیری سے اور انکی قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون کروڑون حصہ تہے اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور انکی دولت اور اہل روم وایران کی جاہ وحشمت وعلم وحکمت وقواعد حرب وضرب وجہانگیری کی مہارت کے سوا اوس بغض وعداوت کو دہیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے کہ ایک رزیل بہی جان دینے اور گہربار لٹا دینے کو موجود ہوجاتا ہے چہ جا کہ ملوک اور اشجعہ اب دیکہنا چاہیئے کہ باوصف ان باتون کے اسلامی حکومت اسلام کس دھوم دہام سے عرصہ ظہور مین آئی کہ تیس[۳۰] تینتیس[۳۳] برس کے اندر عرض مین دس بارہ درجہ سے کہین تینالیس[۴۳] چوالیس[۴۴] درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول مین نصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک جو زمانۂ اقتدار خلفائے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتون کا نام و نشان بھی باقی نرہا اور باوجود لااکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل گیا پھر لحاظ کرو اسبات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزایر خالدات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی بھی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین مینیالیس اور کہین پچاس اور کہین پچپن ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہہ کچھہ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہوگا جہان نہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت نہین ہوئی ہو اور ایسے نہین جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کتنے کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہوگی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانچہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ باتین تو تواریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہوسکتی ہین اور اسی کا اشارہ کلام مجید مین ہے ۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو بھیجا تاکہ اوپر کردے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہوا اور

یہ تو پر ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھیرا ہے اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ سکن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے بدلایل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہین خیال کرلیا جائے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے ثنویت زردشتونکے پاس اور سکن و پاشنہ ہندؤن اور چینیون مین اور تثلیث عیسایئون مین ضروریات التزانیہ مین داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بدو فراوانی نوع انسانی سے ابتک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام مین خلافت تھی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے اور بعد امیر معاویہؓ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑدی اور خواہش نفس و دنیا طلبی اختیار کرلی تو لوگ ناخوش ہوگئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش کرتے رہے گو خود کیسے ہی تہے اللہ پاک پروردگار عالم نے انمین برکت بخشی کل روے زمین کے بادشاہ ہوگئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض و عداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور ناانصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی نہ رہا نہ ی سلطنت رہگئی مشرق مین شاہان عجم تبرکاً مطیع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے ہوئے تھے انکی اور انکی اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور و شور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستان فتح کئے اور قرطبہ دار السلطنت اوایل مین مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھ سو برس کے بڑی قوت و شوکت سے رہی یورپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعدد کے ممالک جمع کر کے وہ سلطنت کی بنا قایم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول اور پرتگال۔ و فرانسس و اطالیا و صقالیا وغیرہ کے کچھ کچھ ممالک شامل دار السلطنت اسلام ہو گئے +

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علماء محدث و فقہاء و اہل سلوک پیدا ہو گئے عموماً علوم و فنون و صنعت و حرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی ولیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شقاق سے مشیت ایزدی نے اوس سلطنت کو ایسا مٹایا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام و نشان نہیں اس نفاق و شقاق و خود پرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور اس آسایش و آرام و عزت و شوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے و نام و سلطنت اسلام سے حاصل ہو گیا تھا اسکا شکر نعمت بھول گئے ناعاقبت اندیشی سے آخر اون ملکون مین سلطنت اسلامی مٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جمعیت مین تفرقہ پڑ گیا ہیجت دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین ضعف آگیا ..

عیسائیان فرنگ نے جنکی عملداری وہان ہو گئی تھی انہون نے موقع پاکر کل اشیاء

کہانے پینے پہننے اوڑھنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لی تھی بجز
انہین لوگون کے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی تھی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا
نہین ملتا تھا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون
کے دروازہ بند کرکے بہوک پیاس کے صدمہ سے مرگئے ولیکن اُن لوگون
کو کچھہ رحم نہ آیا +

ظلم کی مذمت

از مضامین اخلاقی

پے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان
سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان

ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان
دکھا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان

بشر کو چاہیئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا
کہ آسان بھگتنا ہون پڑے ہے جب جور و ستم کرنا

نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بران سے
کمان و تیر سے ناوک فگن ہے نوک پیکان سے

نہین کچھہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے
شرر سے شعلۂ آتش فگن ہے آہ سوزان سے

یہہ وہ کالی بلا ہے جسکی سر پر آئے آفت ہو
قیامت پر قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو

دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے
دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے

ہے جنین ظلم کی خونکی خوازی جلد ہوتی ہے
موثر دل مین حق کی آہ و زاری جلد ہوتی ہے

گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی
مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی

اُسی کے زور نے شیرون کا پتا کر دیا پانی
اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی

کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی
ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلوماں سے ڈرتے ہین
ہین مرد و جہان جو بیکسونپر ظلم کرتے ہین

یہ وہ پرکالہ آفت ہی جس سے کال ڈرتا ہے
گدا و بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہے

غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہی
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے

رسائی آہ مظلوماں کی جب عرش بریں تک ہو
تو مقبول خدا کیون کر نہو اسمین کسی شک ہو

سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے
ہدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہونچے

ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچی
تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچی

اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلوماں نہین خالی
سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کالی

جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین
سمجھکر زار اورون کو نہ اپنا زور دکھلائین

کرین خوف خدا دل مین غریبونکو نہ ترسائین
نہ چھیڑین بیگناہون کو کہ خود فوراً سزا پائین

حکومت پاکے حکمت سے نہ چلنا بیحیائی ہے
ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہے

حکومت کی اگر کسی ملے شکر خدا کیجے
عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجے

خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجے
تکو نامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجے

ایاز قدر دان نے قدر اپنی آپ ہی جانی
اسی سے ہو گیا محمود کی نظرون مین لاثانی

ہوئی جب ظلم کی بیماری مہلک ہلاکو کو
مثال تیغ افشان تھی جنبش چین ابرو کو

پسند آئی تھی خوے ظلم ایسے شاہ بدخو کو
امان تھی گہر مین انسانکو نہ راحت تن مین آہو کو

مگر جب آہ مظلوماں ہوئی خود خشمناک آخر
تو تضحیک و ذلت سے ہلاکو بھی ہلاک آخر

کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی
کہان راون کی ہے تیغ دو دم کا آب و دم باقی

کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی
فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی

کیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ بیکس نے
تھا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بیبس نے

اثر کرتی ہی آہ غم رسیدہ جاکے پہر مین
مثال تیر گہس جاتی ہے جسم کوہ پیکر مین

سماتی ہے ہوا ے سرکشی جس شخص کے سر مین
خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہی دم بھر مین

جو نا در شاہ بار ظلم او ہٹا کر لے چلا پر پر
دعاے غم رسیدہ لیکے جا پہونچی بلا سر پر

اگر نا زور پر زیبا نہین اولاد آدم کو
جو ظالم ہے پہونچ جاتا ہی سیدہا جہنم کو

نہین حاکم کو واجب ہی ستانا صاحب غم کو
پسند اصلا نہین یہ بات ہی خلاق عالم کو

ہوا مشہور باری جو غریبون سے چلا لڑنے
کیا نمرود کو یہان اک ادنی سی مچھر نے

غضب ہی دیدہ و دانستہ یہی لوگون سے شر کرنا
غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا

پے عبرت بجا ہی حال ظالم کی خبر کرنا
دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا

کڑی اگر پڑی جب زمین و آسمان سب ہچے
نہین شک پہر پہلی آہ مظلومان کی تب ہچے

خبردار اے عزیزو پاکے مال و دولت و حشمت
نہ سیکھو خوی ظلم و قہر و جور و شورش و بدعت

اگر حق سے ڈروگے پہر نہوگی ذلت و خفت
رہیگا خلق مین قایم نشان عظمت و عزت

نہ جب مظلوم ہوگا خوف اسکی آہ سے کیسا
نہین جو چاہ کن ہی بیچ اسکو چاہ سے کیسا

نہین واجب ہی اتنا نشہ جلاد سے ڈرنا
ہی زیبا دل سے آہ بیکس نا شاد سے ڈرنا

غریبون کو دکہہ دینا یا نیکو ستانا ہے
جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے

مدد جسپر خدا کی ہو اسیکو نا توان سمجھو
نہ دے ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان سمجھو

تمت تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ سوم

قدیم زمانہ کے علماء کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتوں میں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو بیم سر اور امید زر نہ رکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو	ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس	نہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ میں حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی ائی حجاج نے حسب العادت اپنے اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حجاج نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سُنائے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجا۔ یہ تقریر سُنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدلدیا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللہ والقہر سُنایا ہے یدخلون فی دین اللہ کے مقام پر یخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سید ابرار احمد مختار صلعم کا تھا کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح کی آیت نازل ہوئی تھی لوگ دین کفار دین الٰہی میں داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لگے مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہوگا پس اب بدخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ بات سُنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑھیا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبرون کے ساتھہ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب اُنکے پاس جائیں بے اعتنائی و عصہ و پیش آئین کیونکہ اگر تم اُن کے روبرو عجز و نیاز پیش آؤگے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہوجائینگے۔

تم بھی نجاؤ وہی ہو جسطرح کا آدمی		سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو	
دھونس ہے دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھ		سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو	

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اُس سے سلیمان نے کہا کچھہ فرمائے

اوس سے کہا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے کچھ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور اگر بُرا مانوگے تو پچھتاؤگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتا ہے اوسکے ساتھہ بھی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیئے کہیگا اور ہم سے کچھہ فریب نکرے گا تو اسکے ساتھہ حلم کیون نہ برتین گے - اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپکے گرد و پیش جو ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونہون نے اپنی جانون کیلیئے بُرائی اختیار کی اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خدائے پاک کی خفگی کے عوض اختیار کی اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتھہ لڑائی اور دُنیا کے ساتھہ صلح پسند کی تو جس چیز پر پاک پروردگار عالم نے نگوا مین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونہون نے امانت کے ضایع کرنے اور اُمت کے ذلیل و خوار کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اور تم سے اونکے اعمال کی باز پرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑکر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ تر خسارہ اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلہ مین اپنی آخرت کھو بیٹھے -

اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کھانا اچھا کھانیکو ملجائے تو چاپا بشکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کھانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلائے کس لئے کہ زیبایش اور آسایش بناؤ سنگھار عورتون کا کام ہوتا ہے - اور اگر خدمت گذاری کے وجہ اطاعت کیجائے تو جاہل بہ شکل عاقل ہوتا ہے - اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذار اپنا پیٹ بھرنے اور خواہش دینوی کے لیئے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بھی اونکو کچھہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ ہٹینگین - تو اوسکی خدمت و اطاعت جو کرتے ہین یہہ اپنی خواہش کا پہندا بنا رکہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وہ افواہ اُسن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اِس سے مُنہہ پہیر لیتے ہین اور اوس کا تقرب بہزار حیلہ و کوشش کرکے دہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہو جاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین - پس دراصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی رُوح اور حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیون و خواہشمندون و خود غرض و بد عہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا رہے اور اونکے فریب وغیرہ سے بچے -

سہ فعل است بد در نہاد بشر	کزان نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود	از و خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم حیلہ ئی	کز و دین و دانش بود در خطر
گرت ہست مردی و ہوش و خرد	ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکہتا ہے اوّل دل کو حسد سے دوم جہوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے -

اولاً دل کو حسد سے پاک رکہہ	بعد ازان دہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئے ریا	تا تجہے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمت۔ جسطرح کہ بدلوگون کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصون وکتابون کا سُنا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکھنے سے دیر کہ دورت آجاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے +

بے خبر بدون کی اُلفت چھوڑ دی	بھاگ ان کی دوستی سے ہر زمان
سُنھہ نکرنا پاک اِسکے ذکر سے	نام لیکر مت بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھہ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تھا مسخرا لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہے لے آ لڑکے نے کہا کیا تیری سوت آئی ہے جو میرے طرف بخقارت نظر کی اور مجھسے معاشرت بحقارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا خاری ہے ہشام نے کہا اوچھوکرے تو مجھکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تین پہچنوا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تھا کہ خدم وحشم ہشام کا آہی پہونچا اور ہشام نہایت غصے مین آگ بگولا ہو کر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھہ لے آؤ وہ جب دارالخلافت مین پہونچا سب وزیر و امیر و ارکان دولت نے ہر ایک اداب خلافت بجا لایا مگر وہ لڑکا چپکا سر جھکائے کھڑا رہا آخر وزیر و ارکان دولت نے لڑکے سے کہا او گنوار عرب کے کس چیز نے باز رکھا ہے تجھکو امیر المومنین پر سلام کرنیسے اوس نے کہا او پالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑھگیا ہے حواس ٹھکانے نہین ہین
بعض ندمانے کہا او گدہے کے بچے بہت فضول تو بکا امیرالمومنین کے سامنے اور
اُونسے لفظ بلفظ تونے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے
اور سُرمہ لگانے والے بے فرزند کیا تونے نہین سُنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
مین اپنے نبی مُرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اُون
سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب نکرے اسبات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بھرک اوٹھی اور حکم دیا کہ یہین ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا دو الو جلاد طلب ہوا اور رطع
بچھا کر اوسپر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچھا یا سید میرے مین تمہارا بندۂ
ذلیل لب گور ہون کیا اسکا سر کاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ لڑکا پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پھر اوسکو کھڑا کرو جب وہ کھڑا ہوا تو
کہا او چھوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو لڑتا ہے کیا تو مجھ سے ٹھٹھل
کرتا ہے یا اپنے نفس سے مسخراپن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سُن
لیجئے پھر جو جی چاہے سو فرمایئے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آدہر آئینہ اگر اس مدت مین کوتاہی
ہوئی یا اجل مین کچھہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچھہ مجھے ضرر نکریگی نہ توڑی نہ بہت
لیکن مجھے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سُن تو لیجئے

بنعت ان البازعلق مرۃ	عصفور برساتہ المقدور

فقال العصفور ما فی الطغارہ	والباز منھمک علیہ یطیر
ما یغنی المثلک شبعۃ	ولئن اکلت فانی لحقیر
فتعجب الباز المذل لنفسہ	عجبا واقلت ذلک العصفور

ہشام یہ سُنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا اور چھو کرے اپنا مُنھ کھول جب اوس نے منھ کھولا تو موتی وجواہر سے اوسکا مُنھ بھر دیا اور نقد وجنس وخلعت پہنا کر رخصت کیا +

ہشام بن عبدالملک بدمزاج تہا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالی عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک وشان کے ساتہہ حج کرنیکے لیے مکہ معظمہ گیا کہ چھ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک وتجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتہہ تہا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کسقدر تہا اونتیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی ۱۲۵ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تہے۔

حکمت - چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے۔ اوّل ہزل وتمسخر دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت۔ چوتھے کار بے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین	ہو اگر ہزل وتمسخر درمیان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور محبت بازنان

فائدہ - بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العقل

وافر الشعور اہل فراست و تجربہ کی اوسکے پاس ہو جنسے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا مین مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا موتمن ہونا چاہیئے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خدا خیر خواہ اہل علم و فضل ہون چلی چار چاہل اور خود غرض ہنون اکثر سلاطین و رؤسا اسی طرح برباد ہو گئے کہ فقط اپنی راے وہم و خیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نہتے۔

حکمت - جو انسان صرف اپنے وہم و خیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

از یقین کن کار اے اہل یقین	شو نہ اندر وہم پابند خیال
خواب دان بیشک خیال خویش را	گر تو ئی بیدار دل اہل کمال

حکایت

عبدالرحمن بن عرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اسپر جنت حرام فرماویگا۔ اے امیر المومنین جس شخص نے حق کو بُرا جانا اوس نے خدائے پاک کو بُرا جانا اللہ تعالی حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
انصاف کے ساتھہ رہو اور انکی عیب پوشی کرو اور فریادیون کی فریاد سنو انکے لیے
اپنے دروازے بند نکرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو
اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور اونمین سے
ہر ایک کا حصّہ تمہارے عدل مین ہے اس صورت مین انکے جو حق جو کہڑے
ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دبا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر
تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی محول نے عروہ بن
رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمہ کی جس
سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
پاس جبرئیل علیہ السّلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کی دل توڑے اور اونکو رعب
سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پہاڑے گا اور اونمین
خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلاوطن کریگا
اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھہ
سے حدیث بیان کی مکہول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ
نے حبیب بن سلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

نادانستگی مین صرف کہرو نچا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجھسے
قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون
میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجھکو جان ہی سے
مار ڈالتے آپ نے اس کے حق مین دعائے خیر فرمائی۔ اے امیرالمومنین اپنے
نفس کو اسی کے نفع کے لیئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے
امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے
برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو
جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ اے
امیرالمومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پائیدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی
طرح تمہارے پاس بھی نہ رہیگی جیسے اورون کے پاس نہ رہی۔ اے امیرالمومنین
تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی
تفسیر کیا منقول ہے۔ مالھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔
آپ نے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مُسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو
جب مُسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹھیرے تو اتون کے اعمال اور زبانون کے
اقوال کا کیا حال ہوگا۔ اے امیرالمومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہوکر
مرجائے تو مجکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچھ مجھ سے نہو تو اب فرمایئے کہ جو لوگ
آپ کے فرش ہی پر ہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ
تم سے کیسے نہوگا اے امیرالمومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے زبور مین ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعا علیہ تیرے سامنے بیٹھین اور تجکو اون مین سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر یہی فتح یاب ہو ورنہ مین تجکو اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھہ بزرگی پائیگا اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹ کے چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوتے ہین اور سیاست نرمی سے کرتے ہین تو تے کو باندھتے ہین اور دُبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے ہین ۔ اے امیر المومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اُنکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے ۔ دیکھو مجھہ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبد الرحمن بن عوہ انصاری سے کہ فرمایا جناب سردار عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائے گا کہ اُسکے ہاتھہ گردن سے بندھے ہونگے اور اونکو بجز اُسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کھولیگی پھر جہنم کے پُل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اُسکو ایک ایسا جھٹکا دیگا جس سے اُسکا جوڑ جوڑ اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اس جگہہ سے پھٹ جائیگا اور دوزخ مین سر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا ۔ منصور یہ سنکر

اپنا رومال منھ پر رکھہ لیا پھر اتار دیا اور ڈارھین ماریں کہ مجکو بھی رولا دیا۔ پھر ہیں نے کہا اے امیرالمومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے سردار عالم صلعم سے حکومت کہ معظمہ یا طائف یا یمن کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دور رکھین تو اُس حکومت سے بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکین یہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار کی خیرخواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباسؓ کو آپ نے یہ بھی خبر دی کہ تمہارے لئے اللہ پاک پروردگار عالم سے مین کچھہ کام نہ آؤنگا یعنے جب آپ پر وحی ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین تو آپ نے حضرت عباسؓ و حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہ زہرہؓ کو فرمایا کہ اے عباسؓ و اے صفیہؓ چچا پھوپی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اے فاطمہؓ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے مین تمہارے کچھہ نہ کام آؤنگا مجکو میرا عمل سفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اسی سے بن آوے گا جو عقل کا مضبوط اور تدبیر مین صائب ہو کوئی برائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین کسی طعن کرنے والے کی ملامت اسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بھی چار قسم کے ہوتے ہین ایک وہ ہے کہ خود بھی محنت کرے اور اپنے عاملون سے بھی محنت لے تو اُسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ مین جہاد کرنیوالا اُس شخص پر خداوند عالم کی رحمت کا ہاتھہ پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ خود سین کسی قدر ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اوڑاتے ہین اسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہنچے الا یہ کہ اللہ پاک اسپر رحم
فرمائے تیسرا حاکم جو عالمون سے مشقت لے اور خود آسایش کرے تو وہ حطمہ
ہے جسکی شانمین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا
حطمہ ہے تو وہ تنہا ہالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکے
عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہین۔ اے امیر المومنین مین
نے سنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی
خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون
کہ دہونکینگے آتش دوزخ پر رکھدی گئی مین کہ قیامت کیلئے بھڑکائی جاوے
آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل مجھسے دوزخ کا حال بیان کیجئے انہون نے
عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بھڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس
تک بھڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب
وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے
آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون
کو صرف دکھلایا جائے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اسکے پانیکا زمین کے
سب پانیون مین ملا دیا جائے تو جو کوئی پھر انمین سے چکھے وہ فوراً مرجائے
اور اوسکی زنجیرونمین سے جنکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین
کے سب پہاڑون پر رکھدی جائے تو سب پگل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ
مین داخل کرکے پھر دنیا مین نکالا جائے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی
برائی وہیبت سے مرجائین۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سنکر روئے اور

آپ کے ساتھہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بہی رو پڑے پھر جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کی
اے سرور عالم ومحبوب رب العالم کیا آپ روتے ہین آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف
ہو گئے ہین آپ نے فرمایا کہ میرا کریہ شکر کا ہے بھلا مین شکر گذار بندہ نہون اور یہ تو
بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بھلا تم کیون روئے
حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ مین ڈرتا ہون کہ میرا حال کہین ہاروت وماروت
کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رتبہ ہے اسپر مین بھروسہ نہین کرتا ورنہ اسکے داؤ سے مامون ہو جاؤنگا۔
غرضکہ دونون روتے رہے یہان تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونون کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیا رسول
رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السّلام کی تمامی فرشتون
پر۔ اے امیر المومنین مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رض نے دعا مانگی
تہی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہین تو اون
مین سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر مین اوسکی رعایت کرون
تو مجھکو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق مین نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالی کے
نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ ہے میری نصیحت والسلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ اسنے مین سنا کہ ایک شخص مجرم کے پاس یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقداروں مین اور انکے حقوق حائل ہو گئے منصور یہ سنکر جہٹپا یہان تک کہ اسکا سب قول سنا پھر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک طرف مین ہو بیٹھا اور اس شخص کو روبرو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے تہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حق دارونکے حق مین ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سنا تو مین بیمار ہو گیا اور مجھکو نہایت قلق ہوا۔ اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین اگر آپ میری جان مامون کردین تب تو مین سب باتین مع انکی جڑون کے آپ سے کہدونگا اور نہین تو مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرون گا کہ مجکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین منصور نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے۔ اس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین۔ منصور نے کہا کمبخت مجہہ مین طمع کے آثار کب دیکہے اور تیرا سیم میرے ہاتہہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اُس نے کہا کہ اے امیرالمومنین جتنی طمع تم مین گھُس گئی ہے بھلا اور کسی مین بھی
اسقدر ہوئی ہوگی۔ دیکھو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے
معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل
ہوکر اونہین کے مال جمع کرنے مین پڑگئے اور اپنے اور اُنکے درمیان چونہ اور اینٹ
کی دیواریں اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کیے اور اپنے
آپ کو اُن محلات مین محبوس کرلیا کہ کوئی تمہارے پاس بھی آنے نہ پائین اور آپنے
عاملون کو مالون کے اکھٹا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو بھیجدیا اور آپ نے اعوان
سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کیے کہ اگر تم ہوتے ہو تو وہ یاد نہین
دلاتے اور اگر اچھا کرتے ہو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے اُنکو مال اور سواری
و ہتیار دیکر ظلم پر قوی کردیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص
معیّن کے جنکا نام تمنے بتلا دیا ہے اور کوئی آنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
ہی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بھوکا یا ننگا یا کمزور یا محتاج تمہارے
یہان سے کچھہ پاوے حالانکہ انمین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو
پس جب تمہارے ان ندیمون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
ترجیح دے رکھی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکھا کہ مال
بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیے رکھہ لیتے ہو اور انکو غریبون اور مسلمانون
مین تقسیم نہین کرتے تو اونہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلئے اونہون نے آپس
مین اتفاق کرلیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہون انکی رسائی خلیفہ تک نہو

لیکن جسکو وے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا عامل کہین جاسے اور
اُسکے خلاف مشتہار کوئی امکرے تو اسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہوجاتا ہے۔ جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پہیل کیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عمل ہوگیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو۔ پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مصاحبون
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپولے پھوڑین
اِسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہوگئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی داد خواہ آجاتا ہے
تو اسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ اسنے
اس امر کی ممانعت کردی ہے۔ اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہوجاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا چاہیے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول انا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈر سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کہہ نہین سکتا۔ غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس دوا دوش کرکے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو نکال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے۔ جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہے
کہ اعضا بھی کہین کے کہین ہو جاتے ہین تاکہ دوسرون کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو اور رسی تو
ایک طرف رہی یہہ دوسری مصیبت آپڑی۔ اب ایسی صورت مین سلطانی کے
قطع نظر سعادت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی۔ پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
سے تھے کہ جہان مظلوم اُنہین آپہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فصل خصومات بلا توقف کر دیا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات آدمی ملکون کے
دوسرے کنارہ سے آکر بادشاہی دروازہ پر پہونچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اُسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تھے۔ اور مین یا امیر المومنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تھا اور اُس ملک مین ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو میرا اُدھر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیئے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج نہین
مگر یہہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چیخا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سنونگا پھر
اُس سے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کر دو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری لیکر گھوما کرتا تھا تاکہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے۔
اے امیر المومنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکھتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہی اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکھتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا۔ اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو۔ اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کے لئے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکھلادی ہین کہ جب اپنی
ماں کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی ممسک ہاتھ کا قبضہ نہو مگر اللہ پاک اُسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہان تک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف پڑھ جاتی ہے اور جو
کچھ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ ہی نہین کہ
تمکو ہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلیئے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بھی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکھلادین کہ جو کچھ زر و سیم اُنھون نے جمع کیا تھا
اُنکے کچھہ کام نہ آیا اور وہ جاہ و حشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہو گئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچھہ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بھائیون کے پاس مال کم تھا۔ اور اگر یہ کہو کہ مال اسلیئے جمع کرتا ہون کہ جس حالمین اب
ہون اُس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتھہ آجائے تو اسکو جان رکھو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اُس سے بڑھ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
اے امیرالمومنین بھلا تم حاصی کو قتل سے زیادہ بھی کوئی سزا دیتے ہو۔ خلیفہ نے کہا
نہین۔ اُس شخص نے کہا کہ پھر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احکم الحاکمین بے گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابدالآباد رہنیکی سزا دیتا ہے اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور رجوع کے باطنی اُمور کو دیکھتا ہے تو یہہ بتاؤ کہ اگر شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دینا تمہارے ہاتھہ سے چھین لیگا اور تمکو حساب کیلئے طلب فرمائیگا تو سلطنت دُنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم کے یہان کچھہ تمہارے کام آئیگی یہ سُنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈھاڑین مارنے لگا پھر کہا ؎

مرا اے کاشکے مادر نمی زاد		وگر می زاد کس شیرم نمی داد	

پھر پوچھا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو خائن ہی نظر آتے ہین اُس نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین تم بڑے اونچے امامون اور بزرگون کو اپنے ساتھہ رکھو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اُس نے کہا کہ وہ علما ہین خلیفہ نے کہا کہ وہ تو مجھہ سے بھاگے پھرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بھاگنے کی یہی وجہہ ہے کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بھی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنی عاملون کے ساتھہ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کھولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور حق وعدل کے ساتھہ تقسیم کرو پھر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا منصور نے دعا مانگی کہ الٰہی مجھہ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انہی مختصر احیاء علوم پند۔ ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل کے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض کیلئے نصیحت نکرتا ہو۔

عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر	سنو مت بات پھر اہل غرض کی

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلم اور تعلیم اور ادب سے اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردونکی۔ اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکمار اصلاح حمقار کی اور اطبار اصلاح بیمارون کی اور امرار و روسار اصلاح رعایا برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے ہین یہ اصلاح نہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص اونے واعلیٰ ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش وفسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر تنہا اپنی عقل وخیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہین کرتا وہ درحقیقت انسان نہین اوسکا انجام ضرور ہی خراب ونتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور اپنے عیبون کو دریافت کرکے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہو گی جسنے نہ لیا اوسکو سارا جمع خرچ بیگتانا پڑیگا ۵

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا	یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

نکتہ۔ دنیا اگرچہ ہیچ ہو اور آخرت سنگال مگر جب دنیا فانی اور آخرت باقی

ٹھیری تو وہ سفال اس جوہر سے بہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب وعقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی کلفت ومحنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر وثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت ہے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست		مرد آخر بین مبارک بندہ ایست	

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا کئی لوگ مبارک باد ی کو آئے اس نے خزانون کے منھ کھول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کردیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے نام لکھا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بھائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بھائی چارہ کو اپنے لیئے اور اپنے باپ مین ٹھیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بھائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہے اگر ارخلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گھٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے وزیر آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نرہا ہوگا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کھولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انکھونکو ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہو فی الحال جب آپنے تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

فرمایا تو مین نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روشن ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ فرمائینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور رجز وارا پنے گوش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو فوراً ذرایا و رکہنا اور سن کر مجھ سے آکر کہنا۔ نامہ برنامہ لیکر کوفہ پہونچا اور جس مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری تشریف رکہتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اُٹھ کہڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سنتے جانتے کی شیطان مردود سے اور آپکی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون نے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور آپ نماز مین مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی نتہا۔ نامہ بر نے گہوڑا باہر چھوڑ کر اندر قدم رکہا دیکہا تو آپ کے جلیس گردنین جہکائے ایسے بیٹہے ہین کہ گویا چور ہین کہ اپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اوسکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ بر نے سلام کیا تو کسی نے سر اٹہا کر نہ دیکہا بلکہ پوڑون کے اشارہ سے جواب سلام ادا کیا۔ جب نامہ بر کہڑا رہا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹہ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس پر لرزہ چڑہ آیا اور وہ خط پہنچا دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکہکر کانپنے اور ایسا بچے جسطرح کسی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پہر اپنا ہاتہہ جبہ کی آستین مین لپیٹا اور اسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیکر لوگون کی طرف پہنکر فرمایا کہ پڑہو غرضکہ انمین سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کہولا جسطرح سانپ کا مٹنے کا خوف ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑہ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کر نیلوفر کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب لکھو اگر اس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب بھگتیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے پاس رہنے ہی نچاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی۔ اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کی طرف سے۔ اس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ کھائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اس نے چھین گیا ہوا ہے یعنے ہارون رشید کو بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ میں نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ میں نے تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب میں تمہارا دشمن ہوگیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط میں اقرار کیا کہ میں نے مسلمانوں کے بیت المال کو کھول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور بے موقع اُوٹھا دیا اور یہ بھی نہیں کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ باوجود بُعد کے مجکو خط لکھا کہ تم پر میں اور میرے ساتھی جنہوں نے تمہارا خط اقراری پڑھا گواہ ہو جائیں۔ تم بھی اور کہو کہ ہم فردا روز قیامت خدائے پاک کے روبرو تمہاری حرکت بیجا کی گواہی دینگے۔ اے ہارون تمنے جو خزانہ کہو لکر اڑایا اس میں تو بموجب حکم خدائے پاک کے سات فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق راضی رہا۔ مولفۃ القلوب رنمامند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ میں جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عمال اور علما یا بیوہ عورتیں یا یتیم بچے یا اور لوگ عامہ رعیت غریب و نادار اور عیال دار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود رہے پس اب اس امر کے سوال کے جواب ہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو رہو اور راضی

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرو اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے
کھڑے ہوگے اور تمہارے نفس کے باب مین تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے
ابرار کی صحبت کا مزہ کھو دیا اور اپنے نفس کے لیئے ظالم اور ظالمون کا امام ہونا
پسند کیا اے ہارون تم سریر پر اجلاس کیے اور حریر پہنا اور اپنے دروازے
پر پردہ ڈالا اور ان حجابون سے تمنے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پھر آپ
نے ظالم سپاہیون کو مقرر کیا کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین اور انصاف نہین کرتے
خود تو شراب اوڑاتے ہین اور جو کوئی پیئے تو اسکو شراب خوار کہکر مارتے ہین اسی
طرح زنا کرتے اور عورتون کی عصمت بگاڑتے ہین اور دوسرے زانیون کو حد لگاتے
ہین اور خود مرتکب چوری ہوتے ہین اور دوسرے چورون کو سزا یاب کرتے
ہین کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیون اور نوکر چاکرون پر نہین ہین اور لوگون
پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہین۔ اے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ
پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا وازواجھم ظالم اور انکے
مددگار کدہر ہین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے
ہاتھ تمہاری گردن مین بندھے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی
نہ کھولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہونگے اور تم ان سب کے سردار
ہوکر سب کو دوزخ مین لیجاؤگے۔ اے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے
ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت مین پیشی کے مقام پر حاضر کیگئے
اور تم اپنی نیکیان دوسرے کے پلہ حسنات مین دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیون
کے سوا غیرونکی برائیان اپنے پلہ مین دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور ندامت پر

ہے اور اسکی جزا دوزخ ہے اور اسی

اندھیرا ہے۔ پس اے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت مین نے تم کو کی
اُسپر کاربند رہو اور جان لو کہ مین نے تمہاری خیرخواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
کا باقی نہین چھوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالم صلعم کا نائب آپکی اُمت کے باب مین رکھو۔ اور امر خلافت کو اپنے اچھی طرح
کرو اور یہ بھی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کرکے لیئے چلی جاتی ہے۔ اُنمین سے بعضون نے تو لیا توشہ بہم کرلیا جو
اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹھایا والسّلام۔
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپ کی نصیحت اُس مین اثر کرگئی تھی
سربازار پکارا کہ اے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بھاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اُسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہوگئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجھکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا جھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دونو چیزین
لادین تو وہ پہن لیا اور لباس دربار شاہی اوتار کر سیاہ ہتیارون کے گھوڑے
پر رکھہ کر آپ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑا ہوا پیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے در دولت پر پہونچا لوگون نے تمسخر کیا مگر جب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کھڑا ہوگیا اور اپنا سر اور منھ پیٹا اور واویلا و احسرتا کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ افسوس ایلچی نے فائدہ اوٹھایا اور مین محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
ثوری پڑھتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا۔ بعض ندیمون نے عرض کیا

یا امیرالمومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمائین تو وہ اس قابل ہین کہ بازبخیر قید کر دئے جائین تا دوسرون کو عبرت ہو ہارون رشید نے کہا اے دُنیا کے بند و مجکو سفالط وہی سے باز رکھو جو سفالط اور دام فریب مین آئے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے۔ پھر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جائے گا اور اسی پر اسکی باز پرس اور مسبز اہو گی اللہ تعالے اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے۔

نکتہ۔ دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچھا سمجھا نیکون کے چال چلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسیکی نہین مانتے ؎

جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین		جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین	
بُرائی بھلائی سے غافل ہین غافل		غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین	

نکتہ۔ دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بھی پہونچتا ہے۔ دوم جو خود نیک ہین مگر اُنکی نیکی کا اثر اورون کو نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتھے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہین پہونچتی۔ پانچوین جو خود بد ہین اورون کو بھی گمراہ کرتے ہین۔ نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بد آدمیون کی صحبت سے بچین۔

بد سے بدنامی نکوئی نیک سے		ہے تجھے حاصل یہ بازار جہان	

نیک کو پہچانتے ہین لوگ نیک	جانتے ہین بدکو بدکار جہان

حکمت - بادشاہ کو اتنے شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لیباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو آٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی ہو چکا ہو نوین خائن جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو۔

از منافق تا توانی دور باش	نام بدگویان میاور ہرزبان
دشمنان را جامدہ نزدیک خویش	تا کہ از جور و ستم یابی امان

الحمد للہ رب العالمین وبطفیل رسولہ الکریم کہ حصۂ سوم کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء کے نصایح باشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام کارپردازان مطبع نامی روکشن مطابع زمن عزیز دکن مین چھپکر اشاعت پذیر ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکہنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ ان اُمور کو بے موقع و محل برتنا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب ہی نہین اور دنیا مین بہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ ہر امر مین کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین یہہ وصف حکام وقت کو تو ضرور ہی ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اقوال مین اعتدال چاہیئے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے تلہ مین تلا ہوا ہو اور

اور کوئی فعل اوسکا بے انصافانہ صادر ہو دُنیا مین اس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی
کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنی خیالات کو پھنسنے نہ دین -

کمن نفس امّارہ را پیروی	کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی

نفس امّارہ کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی
نمایش کی طرف انسان کو راغب رکھتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا
پڑتے ہین جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہو کر اوسی کی بدنامی و ناکامی
کا باعث ہوتے ہین نفس امّارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جس کے
شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت
عزیز اسی کے پیہم مین ضایع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی
شکل پیدا نہین کر سکتا یہہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کر کے اپنی
ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دے دیتا ہے
کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا
ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بھی مراد حاصل
ہو وہ بھی مطلب ملے - پس جب اوسکی آرزؤن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہا دی
تو سمجھہ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جاے
تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و اطاعت پروردگار مین کبھی غفلت
جایز نہین رکھتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بھی نہین کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخیریت گذریگا
پس اے نفس جب جوانی مین تو توبہ کرنا دشوار سمجھتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

آخرت سے اپنی اصلاح کرسکے گا ہرگز نہین - دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے
وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہوجائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہوجاتی
ہے پھر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہوسکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے
کہ اگر ابتداء مین انسان اسپر قابو رکھے تو ممکن ہے کہ اسکی قید مین گرفتار نہو اور اوسکی
ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہاسکے مثلاً اگر ابہی کوئی
چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہوا دکھائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے
اکھاڑ ڈالا جاے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ بہین خرد پہونچے گا
اکہاڑ ڈالین گے تو سمجہہ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور
پھر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہوجائے گا -

اے عزیز و نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہین	نفس امّارہ کی گہاتو سہ رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکہڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہے کب طاقت تمہین

اے نفس امّارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو
نہین معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دنیا مین
کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی
چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دنیا ایسا ہی مقام ہے کہ برے کا سونکا نتیجہ فوراً
ہی پشت از بام ہوجاتا ہے اور خدا ے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا
دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقل مند انسان اس نفس امّارہ کے بہت
کہنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک - اور اگر انجام
بینی کو بالاے طاق رکہا اور حرص ہوا ے دنیا پر زیادہ منہ پہیلایا تو اونہین کہیسکتا

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین
اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے
کہ کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھ لیجئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی
نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قید خانے کی ہوا کھلائے اور اوس سے انواع و اقسام
کی مصیبتین جھلوائے پس جو لوگ حلم و ضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے
قابو مین رکھتے ہین وہ حصول دولت کے لیے بھی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین
کہ سانپ مرے اور لاٹھی ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بھی
نہو - جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت
پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بو کر اپنے کھانے کے لیے غلہ پیدا
کرلین اور جب ہمین قادر مطلق نے عقل و فہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی
خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزوئین دلمین قایم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان
نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پھنسنے نہ دین انسان اگر
اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قایم رکھے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نکرے
تو ممکن ہے کہ اوس مغالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب پیش آجاتا
ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ و تباہ کرنے سے بچالے
کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ
اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان
و مال و آبرو مندرجۂ ذیل ہو۔

حقوق عبد وہ ہین اے مہربان		کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان	

زیان جان و مال و آبرو ہو — کوئی اِنمین سے اسے فرخندہ خو ہو
کوئی تکلیف پونچے یا دُکھے دل — حقوق عبد مین یہ سب ہین داخل
کسی کا جیسے ناحق خون کرنا — کسی کو سحر سے مجنون کرنا
چُرانا مال یا تہمت لگانا — عبث کچھہ سخت کہکر دل دُکھانا
زبردستی سے کچھہ چھین لینا — کسی کا قرض آتا ہو نا دینا
جو پیچھے کچھہ تو عیب اوسکا جاکر — نہ کہیے دودہ مین پانی ملاکر
کسی شے مین نکر میل ہرگز — ملا دینا نہ گھی مین تیل ہرگز
نہو حبس مین زیان عبد غالب — وہ حق اللہ ہے اے عالی منصب
وہ جیسے روزے کہانا می کو پینا — فرایض چھوڑ کر بے قید جینا
گناہ ایسے ہی کچھہ ہیریب شکنتا مین — کہ حق خلق و خالق مشترک ہین
ہے اون مین اعتبار حق غالب — شمار اونکا ہوا غلبے کے جانب
جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا — گنہ اللہ کا توبہ سے مٹے گا
زنان بھی بے گمان حق خدا ہے — سمجھنا حق عبد اوسکو خطا ہے
مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار — یہ اوسکا حق سمجھہ اے نیک کردار
ملے توفیق توبہ کی خدا سے — بچاوے ہمکو ہر جرم و خطا سے
حقوق عبد ہون یا حق اللہ — کسی عصیان کی دلمین نہو چاہ

اور سلاطین و امرا و دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرنیوالے یا کسی کو گالی دے یا زدوضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سُنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے اللہ لا ینال عہدی الظالمین ۵ دلیل ہے اسبات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل ہونا شیخ ہونا ضروریات سے ہے۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت سے ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچھہ بھی تعلق امور دینیہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو غلہ صغیرہ ہے یا راس غلہ یا دانا رائی کا یا وہ ذرہ جو ریت مین چمکتا ہے قول اولی موافق لغت کے ہے حمل لفظ آن اوسی پر واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بھی ظلم درست نہین ہے ظالمون کے طرف جھکنے سے بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھولے۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب نرے مائل ہونے پر آگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستمگر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا۔

کسی کی آبروریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز وسیلون سے حاصل کر لینا داخل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبروریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح و فسق قبیح کہلاتے ہین۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہین بلکہ آبروہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہین
اُنسے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت
عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبایر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے
ہین یحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آیا ہے المسلم
من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور
زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین۔
اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالۂ مال وجان وہاتھ کا
کام ہوتا ہے غیبت وتمہید افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار واغواء
یہ سب داخل ازالۂ عرض ہین۔
کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین
کرسکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا ہے
چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر
بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی
قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے
فرمایا ہے یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا
تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ۔
یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی
حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے
اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیان مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بد دعا سے ڈرو اور اسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو برا وج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ	صدائے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر دائہنی طرف عرش کے ہونگے اور عرش کے سایہ مین ہٹیرینگے۔ ایک دن امام عادل کا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے بروز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جابر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خدائے پاک سے ستمگر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نمیہ کرنا خذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کرسکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امیر یا رئیس نہین ہے رہا ظلم آبروریزی کا سو یہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے۔ تلوار کا زخم تو اچھا بھی ہوسکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہوسکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجتہ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھ اوپر ہونگے۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت۔ یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تم پر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے یہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہے ۱۲۔

اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اس بی الربی فرمایا ہے یعنی بدترین سود خواری +

غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا کیسان آیا ہے اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد فرما کر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچھر اور پسو وغیرہ ذی رُوح کے لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے اہل بیت کو معاذ اللہ بُرا کہے کیسا کچھ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرۂ اسلام سے خارج ہے +

نکتہ۔ جسطرح تیر تپہر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے تپہر مین گھستے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے والے کی طرف پھر عود کر جاتی ہے۔

بانکو کاران بدی کردن سزا جاہلی ست	کے کند بشک اثر بر سنگ تیر تیر گر

تنبیہ۔ چوری اور خون ناحق ولواطت اور زنا ومال یتیم کا ناحق کھانا اور جھوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جھوٹی قسم کھانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جھگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین بے خاوندون کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے حاصل کرنا جسپر حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رائش پر بھی آئی ہے۔ راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رائش وہ جو دلائے دیکھیے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے۔

بوقت صبح شود ہجو روز معلومت		کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور	

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق الٰہی کو پہونچتا ہے دوسرے وہ ہوسکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہوے۔

قسم اول۔ کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین۔

اول۔ گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکھنا اور بھاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہوجاتی ہین گو ہمیشہ اون کو غذا نہین کہہ سکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بھی شامل کردیا ہے اور گھی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین مخالف غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے۔

گر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکھنا بھی ضرر عام خیال کیا جاسکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد مین کھوٹے روپیون کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کھوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور ضرور فساد برابر پھیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا جس نے کھوٹے دام بنایا اور رجان بوجھ کے چلایا۔

قسم دوم۔ ظلم کی وہی ہوسکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے تو جتنی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بھی وہی بات چاہیے جو اپنے لئے چاہتا ہو ؎ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلی ہین۔

اول زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم صناعت ۔۔۔ ان تینون مین سے اعلی تر زراعت ہے۔ پھر تجارت اور پستر صناعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لیئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازمی

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغابازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قمار بازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو۔

دوم - ایسی دولت سے ہاتھ اُٹھانا چاہیئے جو حرکات تمسخر اور خدمات ارذل سے فراہم ہو۔

سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو ضیاع نامایم سے میسر آئے اور ضایع نامایم کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل میں لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشہ کیمیا گری و ٹھگی اور شعبدہ بازی عربدہ جوئی وغیرہ۔

قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی میں داغ لگاتی ہو مثلاً مسخرگی۔ اور قمار بازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ۔

قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سیندھی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہو سکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے۔

اسی طرح صناعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوراندیشی و صواب رائے سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ۔

دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے میں دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و نثر وغیرہ

تیسری قسم - حسن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکرکشی وضبط حد مملکت وغیرہ۔

کام وہ کرتا ہے دانا اختیار	آئے جو دُنیا و دین مین اُسکے کام
جس سے کہلائے سداوہ نیک مرد	نیک خوئے ونیک روئے ونیک مرد

اور تمامی پیشون مین بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہین۔

غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی ومصوری وغیرہ۔

اور ضروری مثل پارچہ بافی وطباخی اور کفش دوزی وخیاطی اور زراعت وتجارت وآہنگری وبخاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین۔

بہرحال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے۔

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب وتاب ایسی پائیدار اور زرقی پذیر ہے کہ روز بروز اُسکی جلا بڑہانے کی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائے اور ایمانداری کے ساتھہ طے کرے دنیا داخل وضعداری وراستبازی سمجھتا ہے اُس کا یہ طریقہ تمام عالم مین مشہور ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل مین اپنی نیک نامی کا مسکن دیکھتا ہے اور تمام لوگ اُسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین۔ جو شخص اپنے اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اُسکی نظر مین ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت مین اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنے شریک حال پاتا ہے۔ خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان دلکو یاد رہتا ہے اور اُس سے

لطف اُٹھانیوالا شخص کبھی بدمعاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہین لیتا کیونکہ ایک صفائی پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جھکنا ہی نہین چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہین ہوتا بلکہ اُسی گندہ چیز کو بہاکر دور پہنکدیتا ہے اور اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف ستھرہ اس سے الگ ہوجاتا ہے خوش معاملگی کی قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی بناوٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات مین خوش معاملگی کا برتاؤ عمل مین لاتے ہین وہان اس دستور کی مدد سے اتفاق ملکی و ہمدردی و قومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ آتش رشک و حسد پر اُوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین صورت مناقشہ پیدا ہی نہین ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو ایک ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچادیتی ہے۔ دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانون کو ایسا عظیم الشان اور قابل تعریف بنادیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایہ قلیل کی ابتدائی حالت کہان قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت ۵ یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اس ترقی و کامیابی کا باعث اگر تدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی ہی تھی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جسنے داد و ستد کا معاملہ پیدا کرنیکے لیے ایک دنیا کو رجوع کردیا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوے نظر پڑتا ہے پھر اوسکی بلند رتبگی و ترقی مین کون شک کرسکتا ہے دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر کارخانے بامید نفع کثیر قائم کئے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہو جاتے ہین اور بجاے نفع کثیر
نقصان کبیر اوٹھاتے اہلتے کالعدم ہو جاتے ہین - فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی
کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے - کچھ یہی ضرور نہین
ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاو کرے بلکہ یہ
بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ
خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے - جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب
سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی
و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری
کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاو رکھنے کی ضرورت ایک
امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بھی بدمعاملگی کی طرف رجحان
ہوا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائیگی اور بجاے اسکے کہ انسان ایسی
معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کرے گا کہ مین
نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جسنے میری خوش معاملگی کی
بھی اولٹی قدر کی - جہان انسان کی بدمعاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بارثانی
اسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے
ہین جاگزین ہو جاتا ہے اور پھر ایک وقت ایسا ور پیش آجاتا ہے کہ اُس خاص
شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور کبھی اُسکے ساتھہ کوئی معاملہ
کرنا عار سمجھتے ہین اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بدمعاملگی سے عمر بھر کیلئے نام کا
رہ جاتا ہے اور خوش معاملگی سے تمام حیات ستعار کا زمانہ بخوشی بسر کر سکتا ہے -

المختصر انسان کو چاہیئے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو نکرے ۔

اور قوت خیال باتمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کہانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہوجاتا ہی اُسکا نام قوت شہوت یا خواہش ہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑہانے مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینون مین سے دو قوتین خواہش و غضب کے حیوانون کو دین بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہی اور فاضل کو شجاع اور عفیف و حکیم کہتے ہین اور ان تینون قوتون کے اصلاح کرنے والون کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہین اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہین جب تک کہ یہہ تینون قوتین برابر نہون گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان مین نہ تولا جائیگا ۔

بشیک انجام پاتے ہین مدام		قوت شہوی سے تیرے کاروبار	
عقل سے ہر نیک و بد کی ہی تمیز		اور غضب ہی باعث عز و وقار	
لیکن استعمال انکا چاہیئے		عدل و انصاف سے ای نامدار	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولہ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

مخفی نرہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مسجد کوفہ مین جمع ہوے اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑہا اسی درمیان مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اوٹھ کہڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہہ نبیرۂ رسول اللہ اور فرزند خلیفہ چہارم ہین تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہوگی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس مین ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہگئی تھی اسلیئے چھ مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سر پر رکھکر گنج عافیت و زاویہ تنہائی اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب خبر شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہونچی امیر معاویہ نے بمقتضائے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی ادہر جناب امام حسن علیہ السلام معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفہ سے باہر تشریف لائے اور اس گروہ پرشکوہ کے علاوہ حاکمان عجم و عرب کو بھی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوئے ہنوز آتش قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؑ نے بصلاح عمر بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث رسالت پناہی کے گذر گیا الخلافۃ ثلاثون عاما ثم یکون بعد ذالک الملک یعنے خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پھر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنے سلطنت ظاہریہ) اسلیئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھکو مرحمت فرمائین جب یہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام نے سنا اوسیوقت آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان مین اپنے اصحابؓ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانون مین صلح کرائیگا چنانچہ اوسیکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہؓ کو لکھا کہ اے امیر ہم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانون کی رائے پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرایط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السّلام کوفہ سے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفوی اور اشاعت احکام طریقت نبوی مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کو ئی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت ظاہریہ کو نرکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دنکے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روئے زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ **سید الشباب اہل الجنۃ** اس پر دلیل روشن ہے۔

المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق دی وہ امیر معاویہؓ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہانہہ سے کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کہندہون سے گرتے ہوئے دیکہوگے اور معتبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسریٰ کی زیرکی کو دیکہنے ہو اور معاویہؓ کو چہوڑ دیتے ہو امیر معاویہؓ بردباری مین ضرب المثل تھے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر معاویہؓ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہو جاؤگے یا ہم تمکو

کسریٰ کی خطاب ذوالحدود ان عادل ہے ۱۲ منہ

ہم سیدھا کر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سیدھا کر لوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ کہتے ان تو ہم ضرور سیدھے ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یار غار سلطان الانبیا حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تھا امیر معاویہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابو سفیانؓ کے ہمراہ گئے جب اون کے بھائی نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مین بھی بحال و برقرار رہے۔ اور کعب الاخبار کا قول ہے کہ اس امت مین ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہوگا جیسے امیر معاویہ ہوے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تھا چنانچہ ۲۳ھ مین رے وغیرہ بلاد جستان اور دوان اقلیم سرقہ اور کوزانی ممالک سوڈان فتح کیا اور ۲۴ھ مین قیقان اور ۲۵ھ مین قہستان فتح ہوا اور آپ کے وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اونکی اختتام کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے اسمار بقید تاریخ ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ اول ناموں خلفاء و سنین حکومت بنی امیہ۔

نمبر شمار سلسلہ	نام و سلسلہ نسب خلفاء	مدت عمر بحساب سنہ قمری	مدت خلافت بحساب سنہ قمری	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	امیر معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف	۷۸ سال ۱۰ ماہ	۱۹ سال ۳ ماہ	
۲	یزید بن معاویہ	۳۶ سال	۳ سال	
۳	معاویہ بن یزید	۲۱ سال	۴ ماہ	
۴	مروان بن حکم بن ابی العاص بن عبد الشمس بن عبد مناف	۶۳ سال	۹ ماہ ۲۱ یوم	
۵	عبد الملک بن مروان	۶۰ سال	۲۱ سال ۱۰ ماہ	
۶	ابو العباس ولید بن عبد الملک	۴۳ سال	۱۰ سال ۱۰ ماہ	

۷	ابوایوب سلیمان بن عبدالملک بن مروان	۹۶ھ	۲ سال ۸ ماہ	۹۹ھ			ہر خمت نشین ہوتے ہی کل قیدیوں کو چھڑا دیا علی العموم لوگوں کے ساتھ سلوک کیا۔ ممالک ماوراء النہر و جرجان طبرستان خراسان وغیرہ مفتوح ہوئے۔
۸	عمر بن عبدالعزیز بن مروان الاموی	۹۹ھ	۲ سال ۵ ماہ	۱۰۱ھ			بڑے ہی عادل اور عابد و زاہد و متقی تھے۔
۹	یزید بن عبدالملک	۱۰۱ھ	۴ سال	۱۰۵ھ	۱۰ سال ۱ ماہ ۵ یوم	دمشق	عبد عمر بن عبدالعزیز کے صرف چالیس روز سیرت عمر بن عبدالعزیز کی اتقیاء کی پھر امرائے جابرہ میں داخل ہو گیا
۱۰	ہشام بن عبدالملک	۱۰۵ھ	۱۹ سال	۱۲۵ھ	۱۹ سال ۹ ماہ ۱۴ یوم	رصافہ دمشق	مشرق میں ترکوں اور مغول کو شکست دی اور مغرب میں فرنگستان و عیسائیوں کو دی اور حضرت زید بن زین العابدین نے اسکے عہد میں بغاوت
۱۱	ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان	۱۲۵ھ	۲۹ سال	۱۲۵ھ	۱ سال ۳ ماہ ۱۰ یوم	بلقا	یہ شخص دایم الخمر تھا اسکے عہد میں نفاق پیدا ہو گیا اور یحیی بن زید بن زین العابدین نے خراسان میں باہم نفاق پیدا ہو گیا اور
۱۲	یزید بن ولید بن عبدالملک	۱۲۵ھ	۲۹ سال	۱۲۶ھ	۶ ماہ	جابیہ دمشق	اسکے وقت میں بے انتظامی ہی کا بندوبست ہوا بالآخر بنی مروان میں باہم لڑائی سلطنت کو زوال آیا۔
۱۳	ابراہیم بن ولید بن عبدالملک	۱۲۶ھ	۰	۱۲۷ھ	۰	۰	اسکو استقلال نصیب نہ ہوا دو مہینے جو بنی مروان نے خروج کیا اور برابر باہم دار الخلافت سے بھاگ گئے۔
۱۴	مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف	۱۲۷ھ	۹ سال	۱۳۲ھ	۷ ماہ ۱ یوم	حران	یہ خاتم خلفاء بنی امیہ ہے جہاز اسکا لقب ہوا تھا بڑا جری و بہادر تھا مگر ہر طرف سے بغاوت شروع ہو گئی بالآخر سفاح عباسی نے اسکی سلطنت لی۔

نقشہ دوم تاریخ خلفاء اسپین

اسپین مین اہل اسلام کے چار عہد ہوے عہد اول ۱۱ھ و ۹۲ھ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۲۳- اپریل سنہ ۷۱۱ء سے غایت سنہ ۵۵۶ھ رہا اس عہد مین (۲۱) امیر بمنظوری والیان افریقہ و مصر ہوے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم ۷ دسمبر سنہ ۷۵۶ء سے سنہ ۱۰۳۱ء تک رہا بموجب کتاب سیلکو پنڈیا جس مین حسب ذیل خلیفہ یکی بعد دیگرے جانشین ہوا کیے ہین۔

۱	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک	۰	۰	بیعت اہالی قرطبہ	سنہ ۷۵۶ء	بعمر ۲۵ سال	خود معزولی	۰	یہہ بڑا عمدہ اور منتظم بادشاہ ہین بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہو گیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبدالرحمن ملقب بہ راضی	۰	۰	سنہ ۷۸۷ء	سنہ ۷۸۸ء	بعمر ۳۲ سال ۲ ماہ	سنہ ۷۹۶ء	۰	اس نے ڈیوک ولیم کو نہر ہت دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت مین لایا۔
۳	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن کنیت ابوالعاص	۰	۰	سنہ ۷۸۰ء	سنہ ۸۰۶ء	بعمر ۳۶ سال ۱۰ ماہ ۱۵ روز	سنہ ۸۲۲ء	۰	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	۰	۰	سنہ ۸۲۲ء	سنہ ۸۲۲ء	بعمر ۳۳ سال ۶ ماہ ۱۵ روز	سنہ ۸۵۲ء	۰	یہہ عمدہ انتظام کیا لباس طیار کیا دارالضرب جاری کیا ہی علوم و فنون کو ترقی دی فلسفہ کا رواج کیا
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	۰	۰	سنہ ۸۲۲ء	سنہ ۸۵۲ء	بعمر ۴۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۸۷۳ء	۰	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہو گئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کو صدمہ پہونچا ہوتم طلا ہونے سے خوب ہاتہہ پاؤن پیٹا اسنے۔
۶	منذر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	۰	۰	سنہ ۸۷۳ء	۱۱ ماہ ۱۰ روز	بعمر ۴۵ سال	قتل کیا گیا	۰	انتظام سلطنت نہ ہو سکا۔

۷	عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم	۰	۰	۲۷۶ھ	۲۵ سال ۱ روز	۳۰۰ھ	مرض الموت	۰	بڑا عالم اور بہادر وجوانمرد تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن	۰	۰	۲۷۸ھ	۲۵ برس	۳۵۰ھ	″	۰	یہ بڑا بیدار مغز اور صاحب عدالت عالی بادشاہ تھا اور ملک کو وسعت دی اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۰	۰	۳۰۱ھ	۱۵ برس ۶ مہینے	۳۶۶ھ	″	۰	ترقی علوم وفنون کی کی اور مدرسہ بنوایا اور ایک بڑا کتب خانہ کیا تھا۔
۱۰	ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم۔	۰	۲۴ سال	۳۶۷ھ	۳۲ سال	۱۰۰۳ھ	″	۰	
۱۱	محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم	۰	۰	۱۰۰۳ھ	۱ سال	۱۰۰۴ھ	قتل کیا گیا	۰	
۱۲	سلیمان بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۰	۰	۱۰۰۴ھ	۲ سال	۱۰۱۶ھ	جنگ میں ہاری گیا	۰	
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضیٰ				ان چار کی حکومت کی ۱۳ سال کی				
۱۴	عبدالرحمن پنجم								
۱۵	محمد سوم								
۱۶	ہشام سوم								

عہد سوم جو سنہ ۳۱۶ھ سے سنہ ۴۲۲ھ تک تھا جسمیں بلو ایف اللوکی ہی اس عہد میں سلطنت مرابطین بھی داخل ہے

چوتھا عہد۔ صرف سلطنت غرناطہ سے متعلق ہے اور یہ سلطنت ۱۲۳۸ء سے ۱۴۹۲ء تک قایم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت مین ہوے ۱۴۹۲ء مین تمام اندلس مین عیسائی بادشاہت ہوگئی۔

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد دارالسلطنت بنی عباس

نمبر شمار سلسلہ	نام	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	سنہ جلوس	تاریخ وفات و مدت سلطنت: مدت سلطنت	سنہ وفات	سبب موت	جائے مدفن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	عبداللہ السفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم	۱۰۰ھ	۲۸ سال	۱۳۲ھ	چہارشنبہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲ھ ۴ سال نو ماہ	۱۳۶ھ	بیماری	انبار یا ہاشمیہ
۲	ابوجعفر عبداللہ منصور منصور بن یونس بن محمد بن علی۔	۱۰۱ھ	۶۳ سال	شروع صفر ۱۳۶ھ	۲۲ سال ۱۱ ماہ ۱۷ یوم	۱۵ ذی الحجہ ۱۵۸ھ	بیماری	یہ بڑا دور اندیش اور عالم تھا سلطنت کا عمدہ انتظام کیا شہر بغداد اسکا یادگار ہے۔
۳	ابوعبداللہ محمد المہدی بن منصور	۱۲۷ھ	۴۲ سال	۱۵۸ھ	۱۰ سال یوم	۲۲ محرم ۱۶۹ھ	قتل	یہ بڑا مسخرہ تھا۔
۴	ابومحمد موسی الہادی بن مہدی	۱۴۷ھ	۲۵ سال ۹ ماہ	محرم ۱۶۹ھ	۱ سال ۱ ماہ ۲۵ یوم	۱۵ ربیع الاول ۱۷۰ھ	زہر	اس نے مدینہ و زنادقہ کو قید و بند کر دیا یہ اول خلیفہ ہے جسکی ہوا میں تلوار کی تلوارین اور کمانین ہلون پر چڑھی تھین
۵	ہارون رشید بن مہدی۔	۱۴۸ھ	۴۵ سال ۹ ماہ	۱۵ ربیع الاول ۱۷۰ھ	۲۳ سال ۸ ماہ ۵ یوم	۳ جمادی الاول ۱۹۳ھ	مرض قولنج	طوس	یہ عابد اور تخت القلب خلیفہ ہوا اول تھا۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
	ابو العباس عبد اللہ	ابو اسحاق محمد المعتصم باللہ بن ہارون الرشید	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن المعتصم	ابو الفضل جعفر المتوکل علی اللہ بن المعتصم	ابو جعفر المنتصر باللہ بن المتوکل	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن المعتصم	ابو عبد اللہ محمد المعتز باللہ بن المتوکل	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن الواثق	ابو العباس عبد اللہ المعتمد علی اللہ بن المتوکل	
ولادت	سنہ ۲۲۹ھ	سنہ ۲۱۹ھ	۔	سنہ ۲۲۴ھ	۔	سنہ ۲۲۱ھ	سنہ ۲۳۲ھ	سنہ ۲۱۹ھ	سنہ ۲۵۲ھ	
عمر	۵۲ سال	۔	۴۷ سال	۴۲ سال	۲۶ سال	۳۱ سال	۴۷ سال	۴۰ سال	۵۹ سال	
تاریخ وفات	۱۶ رجب سنہ ۲۵۶ھ	۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ	سنہ ۲۵۲ھ	۲۴ ذی حجہ سنہ ۲۳۳ھ	چہار شنبہ ۷ شوال سنہ ۲۴۸ھ	۴ ربیع الثانی سنہ ۲۵۲ھ	۳ شوال سنہ ۲۵۲ھ	۲۹ ربیع الاول سنہ ۲۵۶ھ	۲۴ ربیع الاول سنہ ۲۷۹ھ	
مدت خلافت	۲۳ سال ۲ یوم	۱ ماہ ۱۷ یوم	۴ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم	۳ سال ۹ یوم	۶ ماہ ۲ یوم	۳ سال ۹ یوم	۴ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم	۸ سال ۹ ماہ ۲ یوم	۵ سال ۹ ماہ ۲ یوم	۲۳ سال ۱۰ ماہ ۲ یوم
مدت عمر	۱۹ رجب سنہ ۲۷۹ھ	رجب سنہ ۲۵۶ھ	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	۵ شوال سنہ ۲۴۸ھ	۵ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	۴ شوال سنہ ۲۵۲ھ	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۷۶ھ	چہار شنبہ ۲۴ ذی حجہ سنہ ۲۳۳ھ	سنہ ۲۷۹ھ عمر ۶۰ سال پنجشنبہ ۱۸ رجب سنہ ۲۸۹ھ
مرگ مناجات		〃	〃	قتل ہوئے	قضا	قتل ہوئے	〃	〃	۔	قتل کیے گئے
بغداد	سر من رائے	دجلہ	۔	۔	۔	۔	طرسوس	〃	〃	بستان موسوم بہ متعلقہ بغداد
										عمر فی بین مدینہ شخص مقام عمر بمقام مدینہ السلام و قضا ایک شیر کے ہاتھ سے

۲۷۴

۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵
ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان برمکی	ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن داؤد بن الجراح	ابوالفضل جعفر بن محمد بن موسیٰ بن الفرات	ابوالنصر محمد بن عبدالملک بن محمد بن یوسف	ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان برمکی	ابوالحسن علی بن ابراہیم بن عبداللہ بن ابی الجن	ابوالقاسم الفضل بن جعفر بن محمد بن موسیٰ بن الفرات	ابوالقاسم الفضل بن جعفر بن محمد بن موسیٰ بن الفرات	ابوعبداللہ محمد بن سلیمان بن فہد بن احمد بن محمد بن مفلح	ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعد بن حبان بن احمد بن حبان
۶۰۸ھ	۳۰۱ھ	۲۸۲ھ	۰	۶۸۱ھ	۲۹۵ھ	۲۹۲ھ	۳۰۱ھ	۰	۳۵۴ھ
۸۶ سال	۷۳ سال	۳۸ سال ۵ ماہ	۵۲ سال	۳ سال ۹ ماہ ۹ یوم	۶۰ سال	۴۵ سال چند ماہ	۷۳ سال	۰	۸۴ سال
۱۷ شعبان ۶۰۸ھ	۲۲ ذی قعدہ ۳۶۳ھ	۲۹۵ھ ذیقعدہ	۲۹ شوال ۳۰۲ھ	۶ جمادی الاول ۶۸۲ھ	۲۰ ربیع الاول ۳۰۲ھ	۲۰ صفر ۳۰۳ھ	۲۲ جمادی الثانی ۳۶۳ھ	۲۲ ذی قعدہ ۳۶۳ھ	۱۷ شعبان ۳۸۱ھ
۳۱ سال ۳ ماہ	۱۹ سال ۹ ماہ ۱۰ یوم	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۱ سال ۶ ماہ ۹ یوم	۶ سال ۱۰ یوم	۳ سال ۱۱ یوم	۱ سال ۴ ماہ	۲۹ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	۱۹ سال ۹ ماہ ۱۰ یوم	۳۱ سال ۳ ماہ
۱۱ ذیحجہ ۶۲۲ھ	۲۸۱ھ	۲۷ شوال ۳۲۰ھ	۶ جمادی الاول ۳۲۲ھ	۱۶ ربیع الاول ۳۲۸ھ	۳۰ صفر ۳۳۳ھ حکم گم گیا	۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ	۳۶۳ھ میں زندہ تھا	۲۸۱ھ	۱۱ ذیحجہ ۴۲۲ھ
قضا	۰	جنگ میں قتل ہوا	۰	مرض الموت		۰	۰	۰	قضا
۰	۰	بغداد	۰	بغداد	۰	۰	۰	۰	۰

۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴
ابوجعفر عبدالله بن محمد بن عبدالله بن یعقوب	ابوالقاسم سعید بن محمد بن عبدالله بن یعقوب	ابوالعباس احمد بن محمد بن عبدالله بن یعقوب	ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالله بن یعقوب	ابوجعفر عبدالله بن عبدالله بن یعقوب	ابوسعد عبدالله بن عبدالله بن یعقوب	ابوالمظفر یوسف المستنجد بالله بن ۳۱	ابوعبدالله محمد المستضی بامرالله بن ۳۲	ابوالعباس احمد الناصر لدین الله بن ۳۳
سنہ ۳۶۱ھ	سنہ ۳۶۲ھ	۲۰ شوال سنہ ۴۰۷ھ	چہارشنبہ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۴۱۲ھ	سنہ ۴۱۲ھ	سنہ ۴۱۰ھ	سنہ ۵۶۶ھ	سنہ ۵۷۵ھ	۱۰ رجب سنہ ۶۳۲ھ
۷۹ سال	۳۸ سال چندماہ	۴۱ سال ۷ ماہ ۷ یوم	۴۳ سال	۲۸ سال	۶۴ سال	۴۰ سال چندماہ	۳۸ سال ۸ ماہ	۶۹ سال
غرہ ذی قعدہ سنہ ۴۷۵ھ	۹ ربیع الاول سنہ ۴۲۶ھ	سہ شنبہ محرم سنہ ۴۸۸ھ	۲۴ ربیع الاول سنہ ۵۱۳ھ	ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	۱۸ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	۳ ربیع الاول سنہ ۵۵۵ھ	۹ ربیع الاول سنہ ۶۲۶ھ	۱۱ ذیحجہ سنہ ۶۴۲ھ
۴۴ سال ۱۱ یوم	۹ سال ۸ ماہ	۲۵ سال	۱۷ سال ۷ ماہ	۱ سال	۲۴ سال ۳ ماہ ۱۰ یوم	۱۱ سال ۱ ماہ	۹ سال ۸ ماہ	۴۴ سال ۱ ماہ ۱۲ یوم
۱۲ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	۱۲ شوال سنہ ۶۳۰ھ	۲۳ ربیع الاول سنہ ۶۳۱ھ	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۶۳۲ھ	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۶۳۰ھ	۱۲ صفر سنہ ۶۵۵ھ	۹ ربیع الاول سنہ ۶۶۲ھ	۱۲ شوال سنہ ۶۷۵ھ	۱۲ شعبان سنہ ۶۷۶ھ
قضا	مرگ مفاجات	قضا	قتل کیا گیا	〃	〃	قضا	〃	〃
۰	بغداد	۰	۰	بیرون اصفہان	بغداد	۰	۰	۰

۳۵	ابوالنصر محمد الطاہر بامر اللہ بن نمبر ۳۵	سنہ ۴۲۳ھ	۱۶ سال ۹ مہینہ	۱۶ سال ۹ مہینہ	۱۶ رمضان سنہ ۴۳۹ھ	۱۶ سال ۹ مہینہ	۱۶ رجب سنہ ۴۴۰ھ	
۳۶	ابوجعفر منصور المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵	سنہ ۴۱۸ھ	۱۵ سال ۲ مہینہ	۱۳ رجب سنہ ۴۳۳ھ	۱۷ سال ۱۰ مہینہ ۱۰ یوم	۱۷ سال ۱۰ مہینہ ۱۰ یوم	۱۳ ذیقعدہ سنہ ۴۵۱ھ	
۳۷	ابو احمد عبداللہ المستعصم باللہ نمبر ۳۶	سنہ ۴۲۶ھ	۱۴ سال چند ماہ	۱۱ ذیقعدہ سنہ ۴۴۰ھ	۱۷ سال ۱۰ مہینہ ۱۰ یوم	۱۷ سال	سنہ ۴۵۸ھ	ازدست ہلاکو قتل ہوا بشارت علقمی وزیر شیعہ مذہب کی وجہ سے یہ خلیفہ بنے

نقشہ چہارم متعلقہ خلفاء مصر وغیرہ جو برآنام خلیفہ رہے جنکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا صرف تاج و البان مصر و شام وغیرہ کیطرف سے خلیفہ کہلاتے تھے

۱	ابوالقاسم احمد ملقب بالمستنیر باللہ بن نمبر ۳۵	۰	۰	۱۳ رجب سنہ ۴۶۷ھ	۳ سال ۱۰ ماہ ۲۰ یوم	۳ محرم سنہ ۴۷۰ھ	جعفر بن منصور الیمن	۰
۲	ابوالعباس احمد الحاکم بامر اللہ بن محمد بن حسین بن علی بن ابی بکر بن میر شاہ	۰	۰	سنہ ۶۶۰ھ	۲۱ سال کچھ ماہ	شعبان سنہ ۶۸۹ھ	۰	۰
۳	ابوالربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۳۸	سنہ ۶۴۲ھ	۲۸ سال ۱۰ ماہ ۲۰ یوم	۹ ذیقعدہ سنہ ۷۰۱ھ	۲۲ سال ۱۰ ماہ ۲۰ یوم	شعبان سنہ ۷۲۴ھ	۰	۰

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	۰	۰	۰	۰	۰	
۵	احمد حاکم باللہ بن نمبر ۳	۰	۰	۰	۰	۰	
۶	ابوبکر المعتضد باللہ بن نمبر ۳	۰	۰	۹ سال	۲۸۹ھ	۰	
۷	ابوعبداللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر ۶	۰	۰	۵ سال	۲۹۳ھ	۰	
۸	ابوالفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	۱ سال ۸ ماہ	۲۹۸ھ	۰	
۹	ابوالفتح داؤد المکتفی باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	۱ سال ۸ ماہ	۲۹۷ھ	۰	
۱۰	ابوالربیع سلیمان المکتفی باللہ بن نمبر ۷	۰	۳ سال	۲ سال ۱۰ ماہ	۳۰۱ھ	۰	
۱۱	ابوالبقا حمزہ القاہر باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	۳ سال ۱۰ ماہ	۳۰۵ھ	۰	
۱۲	ابوالمحاسن یوسف المستکفی باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	تخمیناً ۲۵ سال	۳۲۹ھ	خلع کیا گیا	حوالہ شمشیر

۱۳	ابوالعزیز عبدالعزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل نمبر ۷	۱۸۱ھ	۰	۸۱۲ھ	۳۵ سال ۲۰ یوم	چہارشنبہ ۲۵ محرم ۸۴۶ھ	۰	۰

تذکرہ ابتدائے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہوں نے ۶۹۹ھ ہجری سے ہندو فرنگستان وغیرہ مین سلطنت اسلام قایم کیا ہے۔

مخفی نہ ہے کہ سلیمان شاہ ابن قبا الپ بلدہ ماہان مین جو قریب بلخ کے واقعہ ہے بادشاہ تھا جب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کر کے سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا وہان کے چھوٹے چھوٹے سلاطین وحکام مین پراگندگی و تفرقہ پڑ گیا اوسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر بلدہ ماہان سے ارض روم مین آئے اور وہان سے طے ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیون نے دفعتاً گھوڑے دریا مین ڈالدیے تاکہ پیر کے پار ہو جائین ولیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اوس مین غرق ہو گیا اور بڑی تلاش سے نکالا شہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جبر کے سامنے دفن کیا گیا اور جسقدر ترکمان اونکے ہمراہ تھے وہ چار ونطرف منتشر ہو گئے اور جسکو جہان موقع ملا سکونت و بود و باش اختیار کر لی چنانچہ اون سب کی اولاد ابتک اُن اطراف مین موجود ہے۔

سلیمان شاہ کے چار بیٹے تھے سنقرد وا اور یقدار تو بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور ڈوندار بلاد روم مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

ملاقات ہوئی جو بلاد فرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اونہون نے اپنا دارالسلطنت قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونون بہائی قرہ حصار و بیکچل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ مرد دلاور اور سپاہ منش و بہادر تھے مخصوصاً جنگ و جدال مین ارطغرل نے ۶۸۰ ہجری مین وفات پائی اور انکے فرزند **عثمان** جو ۶۵۸ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے بہان بسبب سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے خرچی و کلی امورات کا اختیار بھی انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا دلی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے ۶۹۹ مین علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کہائی اور اوسی زمانہ مین وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نتہا اور کل رعایا و سپاہ عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان علاء الدین کی دختر سے بہی انکے ساتہہ شادی ہو گئی۔ چنانچہ اب تک تباد سلطنت عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور ملجا و ماوا سے اور مرجع دین و اسلام ہے۔ جسکے اسمار درج نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

۱	عثمان بن ارطغرل ابن سلیمان بن قیاب	۶۵۸	۶۹ سال	۷۲۷	۲۵ سال	۷۲۷	نہایت	یہہ بادشاہ بڑا دیندار خدا ترس تہا۔

۲	اورخان بن نمبر(۱)	۷۵۸ھ	۱۸ سال	۷۳۶ھ	۳۵ سال	۷۶۱ھ	قضا کی	قلعہ بر صیہ	یہہ بادشاہ نہایت شجاع و سخی عادل تھا مدارس و مسجدیں بنوائیں ۲۰ لڑائیوں سے لڑ کے اکثر شہر فتح کیے۔
۳	سلطان مراد خان بن نمبر(۲)	۷۳۶ھ	۳۰ سال	۷۶۶ھ	۳۰ سال	۷۹۱ھ			یہہ بادشاہ عقیل و الوالعزم متقی صوفی مشرب درویش سیرت تھا ۲۰ جنگ چری بہرتی کی
۴	یلدرم بایزید بن نمبر(۳)	۷۶۱ھ	نقرئی ۱۴ سال	۷۹۱ھ	۱۳ سال	۸۰۴ھ			یہہ بادشاہ سیاہ دوست و ہمایا پرور تھا اسکے وقت میں تیمور نے چڑھائی کی تھی۔
۵	محمد خان بن نمبر(۴)	۰	۰	۸۱۶ھ	۸ سال	۸۲۴ھ	اسہال لاوری		اسنے جہازات جنگی و توپخانہ کا بیڑا کیا اور مساجد بنوائیں مرد سخی و عادل تھا۔
۶	مراد خان ثانی بن نمبر(۵)	بانتظار دارالسلطنت	۱۰ سال	۸۲۴ھ	۳۱ سال	۸۵۵ھ	قضا	بر صیہ	یہہ بادشاہ بڑا جوانمرد و نامور تھا شاہ بلغاریہ کو تیر سے مارا مانوئل شاہ روم کو مغلوب کیا۔
۷	محمد خان ثانی بن نمبر(۶)	۸۵۲ھ	۲ سال	۸۵۵ھ	۳۱ سال	۸۸۶ھ	جاں بحق تسلیم	بلاد ازنک کمید	قسطنطنیہ اور قلعہ ملیزا دو شہر یونان و ملک سہ دیہ کو غرض مارا سلاطین پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہوا۔
۸	بایزید ثانی بن نمبر(۷)	۸۵۲ھ	۶۶ سال	۸۸۶ھ	۳۲ سال	۹۱۸ھ	بحالہ فوت		یہہ بادشاہ دیندار عابد اور تیر انداز تھا شعر و سخن کا بھی مذاق تھا بہت سے عیسائیوں کے ملک فتح کیا۔

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	سنہ ۹۲۶ھ	۸ سال ۸ مہینے	سنہ ۹۳۴ھ	۸ سال	۸ شوال	اس نے حلب دحمص ودمشق ودشام ودمصر کو فتح کیا اسمعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیمان خان بن نمبر ۹	سنہ ۹۲۶ھ	۴۶ سال	سنہ ۹۷۴ھ	۴۰ سال	۲۵ شعبان سنہ ۹۷۴ھ	یہہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	انحلاف سنہ ۹۷۴ھ	۸ سال خلافت	سنہ ۹۸۲ھ	۸ سال	۲۴ شعبان سنہ ۹۸۲ھ	یہہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد سقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک مین فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱			سنہ ۱۰۰۳ھ	۲۱ سال	انحلاف سنہ ۱۰۰۳ھ	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیون کو قید مخلصی دی اسکے محل مین پانسو لونڈیان تہین۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	سنہ ۱۰۰۳ھ	۲۷ سال	سنہ ۱۰۳۰ھ	۹ سال	انحلاف سنہ ۱۰۳۰ھ	اس بادشاہ نے شبستانہ اجڑوادی۔ اور شاہ نمسا کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	انحلاف سنہ ۱۰۳۰ھ	۱۴ سال ۵ مہینے	سنہ ۱۰۴۹ھ			یہہ بادشاہ جوان البسیت تہا اسی نے کوک دری روضہ مبارک پر چڑہوائی تہا کو اسکے وقت مین رونق ہوا

۱۵	مصطفےٰ خان ابن بن نمبر ۱۳	۰	۰	۱۰۲۶ھ	۲ سال	خلیل بیگ کے مشورہ سے	۰	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرا دولت نے قید کر دیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	۰	۰	۱۰۲۸ھ	۳ سال	نیچ قزلباش	۰	اسکی طبیعت عورتون کے طرف مائل تھی آخر ش فوج بدلگئی اور اسکو قتل کر ڈالا۔
۱۷	سلطان مراد خان چہارم بن نمبر ۱۴	۱۰۱۲ھ	۲۵ سال	۱۰۳۲ھ	۱۷ سال	نیچ قزلباش	۰	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گھوڑ ٹکی سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۴	۰	۰	۱۰۴۹ھ	۹ سال	امرائے دولت	۰	یہہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑ گئے آخر قتل ہوگئے۔
۱۹	محمد خان چہارم بن نمبر ۱۸۔	۰	۰	۱۰۵۸ھ	۴۰ سال	۰	۰	ان کے عہد مین ارکان دولت مین جنگ و جدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	۱۰۹۹ھ	۵۰ سال	۱۱۰۲ھ	۳ سال ۹ ماہ	مرض استسقا	۰	انکے عہد مین انتظام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تھا۔
۲۱	سلطان احمد بن نمبر ۱۹	۱۰۷۲ھ	۳۰ سال	۱۱۰۲ھ	۳ سال ۸ ماہ	ابو جو یعنی سرطان	"	یہہ بادشاہ خوش نویس اور مغافل تھا سیر و شکار کا بھی شوق تھا۔

۲۲	مصطفےٰ خان ثانی بن نمبر ۱۹	۰				۳۰ سال ۱۱ مہینے	۱۱۰۶ھ	اس بادشاہ نے جرمنی و روسی پر فتحیاب رہا اور صلح کرلی اسپر فوج بدل گئی آخر سلطنت سے علیحدہ ہو گئے
۲۳	احمد خان ثالث بن نمبر ۱۹	۰				اختلاف ۲ سال	۱۱۱۵ھ	۱۱ یوم سلطنت کیا یہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط لکھتا تھا شعر بھی کہتا تھا فوج مین فساد ہو گیا آخر یہ تخت سے اتار دئے گئے۔
۲۴	محمود خان بن مصطفےٰ خان ثانی نمبر ۲۲	۱۱۱۵ھ	۸ سال	۱۱۲۳ھ	۳ سال	۲۴ سال	۱۱۴۷ھ	اس بادشاہ نے نادر کو شکست دی آخر ش صلح ہو گئی۔
۲۵	عثمان خان ثالث بن نمبر ۲۴	۱۱۴۷ھ	۰	۱۱۴۷ھ	۲ سال	۱۵ سال ۱۰ مہینے	۱۱۷۱ھ	یہ بادشاہ خلوت پسند مرد نیک تھے۔
۲۶	مصطفےٰ خان ثالث بن نمبر ۲۳	۰		۱۱۷۱ھ	۱۶ سال ۹ ماہ	۱۵ سال ۱۰ مہینے	۱۱۸۷ھ	اسکے وقت سکو نین لڑائی ہوئی تو پخانہ روسی لشکر کا مال روم نے چین لائے۔
۲۷	عبدالحمید خان بن نمبر ۲۳	۱۱۸۷ھ	۳۶ سال	۱۱۸۷ھ	اختلاف ۳ سال	۱۵ سال ۱۰ مہینے	۱۲۰۳ھ	یہ بادشاہ صلح پسند تھا اور سلاطین صیائیون سے صلح کرلی
۲۸	سلیم خان ثالث بن نمبر ۲۶	۱۲۰۳ھ	۴۸ سال	۱۲۰۳ھ				اس بادشاہ نے فوج نیک چری کو شکل تعلیم و لائیون کے حکم دیا وہ نہ سنتے تو ایک فوج نظام اختیار ہوئی ان دو فوجون مین لڑائی ہوئی آخر یہ بادشاہ معزول ہو گئے

۲۹	سلطان احمد خان چہارم بن نمبر ۲۸	۱۱۴۳ھ	۰	۵ سال	۱۱۴۳ھ	۱۱۴۸ھ	۰	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کر دیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی بن نمبر ۲۷	۰	۵ سال	۱۱۴۳ھ	۱۱۴۸ھ	۰	سلطان مصطفیٰ ثالث	یہ بادشاہ اولوالعزم گذرا ہے اکثر سرکشوں کی سرتابی کی مگر والی مصر خدیو مصر کے لقب سے مشہور رہا
۳۱	عبدالمجید خان بن نمبر ۳۰	۱۱۵۵ھ	۰	۱۱۵۵ھ	۱۱۷۳ھ	۰	۰	یہ بادشاہ کیوقت بڑے معرکہ جنگ رہے اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نصرانی بادشاہ مغلوب بھی ہوئے۔
۳۲	عبدالعزیز خان بن نمبر ۳۱	۱۱۷۷ھ	۰	۱۱۷۷ھ	۰	۰	۰	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر امکان رامانت و دیانت مامور کیگئی اور فوجی ترتیب جمی ہوگئی
۳۳	سلطان مراد خان خامس	۰	۰	۱۱۷۷ھ	۰	۰	۰	یہ بادشاہ علالت کیوجہ سے شیخ الاسلام و ارکان دولت کے مشورہ پر خلع کیگئے۔
۳۴	سلطان عبدالحمید خان مدظلہ العالی و جلالتہ	۱۱۸۷ھ	۰	۱۱۸۷ھ	۰	۰	۰	یہ بادشاہ ابھی تک دولت و اقبال کیساتھ سلطنت اسلامیہ پر حق اللہ تک انکو دشمنوں کی نظر سے محفوظ رکھے

ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس مین مسلمانون نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند مین رایات اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کردیا۔

اہل اسلام مین سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑہایا وہ ابوالعاص عامل یمن تھے انہون نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد مین ۱۵ھ مطابق ۶۳۶ عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام تھانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ مین عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلئے سے ایک جرار لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تھوڑے ہی عرصہ مین ہرات۔ بادغیس غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جابجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبداللہ عامر حج کیلئے چلا گیا تو قارن امیر عجم یعنے ایران نے ۳۳ھ مین چالیس ہزار فوج ہرات وغور وغیرہ سے جمع کرکے عربون سے ازادی حاصل کرنیکے لئے بغاوت کی۔

اور ۶۴ھ مین جب مسلمانون کا کابل مین فتحیابی کا نقارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مہلب نامی امیر نے اس راستے سے بڑھا تھا ہند مین ملتان تک قدم بڑہایا

اور بہت سے لوگون کو قید کر کے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہان کی لوٹ سے مالامال ہوکر اپنے گھر پھر گئے آخر ۱۲ھ کے اندر خاندان نیوامیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج مین یوسف کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جہاز لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا اسکے بعد خاندان بنی عباس کے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا اسکی وجہ یہ تھی کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت میں ضعف آگیا اور رہتے رہتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ متصرف ہوکر خود مختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف دارالخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمٰعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمٰعیل سامانی صوبہ دار ماوراء النہر و خراسان بھی خلیفہ سے باغی ہوکر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام[1] تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کی

---

[1] تاتاریونکی آوارہ گرد گروہ حدود وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال ایک بڑے خطہ مین ہمیشہ سے رہتے ہین وہ تین بڑے قبیلون مین منقسم کئے گئے تھے۔ اوّل منچو جو اس خطے کے منتہائے مشرق مین یعنی چین کے شمال کی طرف رہتے ہین دوم منگول یا منغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین ہین سوم ترک جو منغلون سے مغرب کی طرف رہتے ہین۔

بدولت رفتہ رفتہ یہان تک عروج پکڑا کہ خراسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت مین اختلاف ہوا بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائین اور بعض یہہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے۔ الپتگین منصور کے خلاف تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور الپتگین کے باہم رنجش ہوئی۔ اس بنا پر الپتگین خود سر ہو گیا اور کابل و قندہار پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔

ذکر سبکتگین

الپتگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل مین یزدجرد شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت ہو کر ایک سوداگر کے ہاتھہ پڑا اور وہ اوسے بخارا لے آیا۔ یہان الپتگین نے اسکے ہونہار دیکھہ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے سپہ سالاری کے رتبہ تک پہنچا دیا غرضکہ سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی کر کے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا۔

اسوقت لاہور مین راجہ جیپال جو ذات کا برہمن تھا راج کرتا تھا اس نے دریا سندھ سے اتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اسوجہ سے سبکتگین نے پنجاب پر دو مرتبہ یورش کی اور جیپال اور اوسکے راجپوت رئیسون کو دہلی و اجمیر و قنوج وغیرہ کے راجا جو اسکی مدد کے لیے جمع ہوئے ان تمامی راجاؤن کو شکست پر شکست دیکر اور بہت سامان لوٹ مین لیکر غزنی کو عود کر گیا۔

ذکر سلطان محمود

اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال مین جو لڑائیان ہوئین اُنمین سلطان محمود ہی شریک تھا اسلئے اسکو خوب یقین ہوگیا تہا کہ ہندوستان ایک بڑا دولت مند اور زرخیز ملک ہے اور وہان کے راجپوت سپاہی کیسے ہی بہادر کیون نہون مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت کش حملہ آور دل کے سامنے ہرگز نہین ٹہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے ۹۹۶ء مین غزنی کے تخت پر جلوس فرما کر پہلے تو ماوراالنہر کا ملک جو بحیرۂ خزر سے لیکر دریاے آمو تک پہیلا ہوا تھا اس مین اپنا سکہ بٹہایا اور پہر عنان توجہ سرزمین ہندوستان کی طرف پہیری اور اسکو آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتون کو تلوار کے زور سے دین اسلام مین داخل کرلیون اور اسکا سبب زیادہ تر یہہ ہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکہہ کر ایک گران بہا خلعت اسکے پاس بہیجا تہا اور امین الملۃ یمین الدولہ خطاب دیا تھا پس سلطان محمود نے یہ عہد کر چکا تھا کہ مین دین اسلام کے پہیلانیکے لیے ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کرونگا جسکا مجملاً تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا مین کردیا گیا ہے جس سے اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہوسکتا ہے پہر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچہہ زیادہ اسکی اولاد کے قبضہ مین رہا کیونکہ وسط ایشیا مین جو سلطنت غزنی کا علاقہ تہا وہ اس سے پہلے ہی انکے ہاتہہ سے نکل گیا تہا انجام کار غور جو افغانستان مین غزنی اور ایران کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہون نے خاندان غزنی کو مغلوب کرلیا تھا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کرلیا تھا اس سے

کہ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قید خانہ مین مشتمل ہو چکا تہا اس زمانہ مین -
اجمیر - دہلی - قنوج - میواڑ اور انہلواڑہ یعنی گجرات کے راجے
شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین
سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تہے -

ذکر پرتہی راج

اور آخر ۱۱۸۶ء مین جس قدر راجے شمالی ہند مین
حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتہی راج جسکو راجے
پتورا بہی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر
قوم کی ناک تھا -

ہندؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلائق ہین
انمین پرتہی راج بہی داخل ہے چند بردائی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہے
اس راجہ کا مداح اور دوست تہا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی
تعریف لکہی ہے - اور پرتہی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکے وجہ
یہ بہی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تہا - اجمیر کی
سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ
تھا میراث پہنچی تہی - اور دہلی کی سلطنت انہہ پلنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا
نانا انگ پال جو راجپوتون کی قوم توار کا راجہ دہلی تہا اسکا کوئی بیٹا تو تہا ہی
نہین صرف بیٹیان ہی تہین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ
قنوج تہا اور دوسری کی پرتہی راج - اسکو انگ پال نے متبنی کر لیا تھا
یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتہی راج سے راجہ دہلی

ہوسے نہین بہت کچھہ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخر ش دہلی کا راج بہی پرتہی راج کے ورثے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدہی پر بیٹہے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبہی اسطرح پیشتر ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین غوری تہا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تہا غور کا بادشاہ تہا درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تہا مگر وہ اسکی نسبت نرم مزاج تہا اسلیے جب اس نے غزنہ کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کر لیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا۔ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبال چکا تو اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ دہند قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا اور سب ہندو بستون سے فارغ ہوکر ایک روز دربار عام کیا۔ امیر و وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تہے اور گفتگو یہہ ہو رہی تہی کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتاً سرحد کے سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم دہلی کو ساتہہ لیکر دو لاکہہ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہند کے چہڑانے کو آیا ہے اور پہونچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ واجب ہے نہیں تو اس ملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہوجائینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ
خاطر خواہ نہ ہوجاے مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف قدم اُٹھانا حرام ہے
ساتھہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کاروارون کے نام سامان رسد کے
حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار منزل بمنزل یلغار کرتا جاتا تھا جوانہ کے ڈھیرون
مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا
بادشاہ وہین مقام کردیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کرکے کوچ بکوچ
آگے بڑہا۔ تلاوری[1] کے میدان مین دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن
مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گہوڑون کے تنگ
ڈھیلے کردیئے۔ دانہ چڑہا۔ زین پوش بچھا کر بیٹھہ گئے۔ باگ ڈور زانوون
سے باندھہ لین اور حربیون سے روٹیان نکالکر کہانے لگے۔ سلطان شہاب الدین
ابھی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گہسیارے
اور لکڑہارے جنگل سے پکڑکر حاضر کئے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا
اور اُن لوگون کو مودہی کے سپرد کیا کہ جو کچھہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدہی
بچے سامنے پلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڑے ہشیار اور تجربہ کار
نکلے۔ کہ جسنے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچھے کی مدد رسد کے بندوبست
غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کرلیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی
تقسیم مین گذری پچھلی رات تھی کہ کمربندہی کا حکم پھنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر
کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچھے دائین بائین ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو سنبہالے تہا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی

[1] تلاوری

کمر مین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر کندے پر کمان - زین پر گرز گاو سر دہرا - کمند ابریشمی خنجر بند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کھڑا تہا - اور اسپ عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکر پڑی تھی زانون مین سے نکلا جاتا تہا - اور ادہر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتیون کی قطار - بعد اسکے رتہین - اور پلٹنین - پیادہ اور سوار فوج تھے کہ جنکا شمار سوائے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلۂ انتظام اُسکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے - بیچون بیچ مین ہند کا ستیا ناس کرنیوالا پانک ابو بجی بنا ہوا زرد وردگلے پر چلتا اور اوسپر زرہ بکتر - چار آئینہ سمجے راجپوتی ایک پیچہ بہون پر رکہے کمر مین ایک طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہہ رہا تہا - آخر نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود - گہوڑے پر سوار ہوا بہائی کو ہاتہی پر بہٹا دیا آپ دکہنی گہوڑے اوڑاتا سیاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے کے ہاتہہ نکالتا ہوا - دائین سے بائین اور بائیں سے دائین تک ایک چکر لگایا اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا -

کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکون کا سامنا یہہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندہہ باندہہ کر آئے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہرے ہین - اگر ہمت کرین تو کچہہ مال نہین جسکو شونکی طرح جہاڑیون مین بہگا بہگا کر مار لوگے - اور اگر ایک قدم تمہارا ہٹا تو پاؤن اونکے تمہارے گہرون مین اور رہا تہہ تنگ دنبالون ہین

کچھ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قید خانہ مین مشغل ہو چکا تہا اس زمانہ مین -
اجمیر - دہلی - قنوج - میواڑ اور انہلواڑہ یعنی گجرات کے راجے
شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین
سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے -

ذکر پرتہی راج

اور آخر چتہی صدی ۱۱۸۶ء مین جس قدر راجے شمالی ہند مین
حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتہی راج جسکو راجے
پتوارا ہی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر
قوم کی ناک تھا -

ہندؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلائق ہین
انمین پرتہی راج بہی داخل ہے چند بردی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہے
اس راجہ کا مداح اور دوست تہا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی
تعریف لکہی ہے - اور پرتہی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکے وجہ
یہ بہی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تہا - اجمیر کی
سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ
تھا میراث پہنچی تہی - اور دہلی کی سلطنت اسطرہ ملنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا
نانا انگ پال جو راجپوتون کی قوم توار کا راجہ دہلی تہا اسکا کوئی بیٹا تو تہا ہی
نہین صرف بیٹیان ہی تہین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ
قنوج تہا اور دوسری کی پرتہی راج - اسکو انگ پال نے متبنی کر لیا تھا
یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتہی راج سے راجہ دہلی

ہوسے نہین بہت کچھہ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخرش دہلی کا راج بہی پرتہی راج کے ورثے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدہی پر بیٹہے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبہی اسطرح پیشتر ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین غوری تھا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تھا غور کا بادشاہ تہا درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تھا مگر وہ اسکی نسبت نرم مزاج تھا اسلیے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کر لیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ مقرر کر کے آپ غور کو چلا گیا شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبال چکا تو اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ۔ دہند قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا اور سب ہندوستان سے فارغ ہو کر ایک روز دربار عام کیا۔ امیر و وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھے اور گفتگو یہہ ہو رہی تہی کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتاً سرحد کے سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راٹھور حاکم دہلی کو ساتہہ لیکر دو لاکہہ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہند کے چہڑانے کو آیا ہے اور یہہ ہونچال کیسطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ واجب ہے نہین تو اس ملک ہندمین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہو جائینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ
خاطر خواہ نہ ہوجاے مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف قدم اُٹھانا حرام ہے
ساتھہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کاروارون کے نام سامان رسد کے
حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار بمنزل یلغار کرتا جاتا تھا جوانہ کے ڈھیرون
مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا
بادشاہ وہین مقام کر دیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کرکے کوچ بکوچ
آگے بڑہا۔ تلاوری کے میدان مین دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن
مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گھوڑون کے تنگ
ڈھیلے کر دیئے۔ دانہ چڑہا۔ زین پوش بچھا کر بیٹھہ گئے۔ باگ ڈور زانوون
سے باندھہ لین اور حربہ جیون سے روٹیان نکالکر کہانے لگے۔ سلطان شہاب الدین
ابھی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گھسیارے
اور لکڑہارے جنگل سے پکڑکر حاضر کیے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا
اور اُن لوگون کو مودیہی کے سپرد کیا کہ جو کچھہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدہی
رات کے سامنے پلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڑے ہشیار اور تجربہ کار
نکلے۔ کہ جتنے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچھے کی مدد رسد کے بندوبست
غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کر لیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی
تقسیم مین گذری پچھلی رات تھی کہ کمربندہی کا حکم پھُنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر
کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچھے دائین بائین ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تھا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی

کمرین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر کندے پر کمان - زین پر گرز گاؤ سر دہرا - کمند ابریشمی خنجر ہندین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کھڑا تہا - اور اسپ عربی جیپر پوست پلنگ کی پاکر پڑی تھی زانون مین سے نکلا جاتا تہا - اور ادہر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتیون کی قطار - بعد اسکے رتہین - اور پلٹنین - پیادہ اور سوار فوج تھے کہ جسکا شمار سوائے منشی تقدر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلہ انتظام اُسکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے - بیچون بیچ مین ہند کا ستیا تہی مگر سے پاتک اوبجی بنا ہوا زرد رنگ پر چلتا اور اوسپر زرہ بکتر - چار آینہ سجے راجپوتی ایک پیچہ بہون پر رکہے کمر مین ایک طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گیندے کی ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہہ رہا تہا - آخر نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود - گہوڑے پر سوار ہوا بہائی کو ہاتہی پر بہٹا دیا آپ دکہنی گہوڑے اوڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے کے ہاتہہ نکالتا ہوا - دائین سے بائین اور بائیں سے دائین تک ایک چکر لگایا اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا -

کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکون کا سامنا یہہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندہہ باندہہ کر آئے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہرے ہین - اگر ہمت کرین تو کچہہ مال ہین جنگلی سوئر کی طرح جہاڑیون مین بہگا بہگا کر مارلو گے - اور اگر ایک قدم تمہارا ہٹا تو پاؤن اونکے تمہارے گہرون مین اور رہا تہہ ننگ و ناموس ہین

ہین - آج دہرم گیان کی لاج ہمارے تلوار کی باڑ پر ہے - مارو مارو دم نہ لو اور جان نہ دو - راجہ ابھی یہہ تقریر تمام نہ کرچکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین ہاتہہ پر افغان جا بجا کہڑے ستے آگے بڑہے اور خلجیون نے بہی باگین لین - اُنہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپوت جنکی تلوارین میانون مین بجلی کیطرح تڑپی جاتی ہین - ہاتیون کی صف کو چیر کر نکل کے آئے پتر برساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچھیون پر لے لیا - جب یہہ حال دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بہی گہونگٹ کہایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جا ہوا تیر مارے جاتا تہا جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی جن تک خوران سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان بچا کر بہاگ گئے - دشمن چڑہتا چلا آتا ہے - حضور اب کس کی راہ دیکہتے ہین براہ خدا گہوڑے کی باگ پہیریئے - اب لاہور مین پہنچکر بندوبست قرار واقعی ہو جائے گا یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اوٹہا - رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا اور گہوڑے کو ڈہاکر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ اور شمشیر سے گذر کر فقط خنجر و کٹار کی نوبت آگئی - اتنے مین کہانڈے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ جنبہ دار جانے پائے - اسنے ہاتہی کو ریلا سلطان شہاب الدین ہی چمک کر اسطرح جہپٹا کہ گہوڑے کے دونون ہاتہہ ہاتہی کے مشک پر بیٹہے اور اوس کے مُنہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے - مگر خود ہی زخم کاری کہایا - ڈگمگا کر گہوڑے سے گرا چاہتا تہا کہ ایک غلام باوفا جست کر

بیہوش ہونا سلطان شہاب الدین کا

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظروں سے غایب ہوگیا غرض کہ بھاگے ہوئے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست کرکے غزنی کو روانہ ہوگیا۔ اس لڑائی مین تماشا یہہ ہوگیا کہ جن جن سردارون کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو یہی ان پر بھروسے تھے وہی میدان جنگ سے بھاگے تھے۔ چنانچہ غزنی مین پہنچکر علماء سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا حکم ہے۔ سب نے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ہاتھ مین لیا اور تمام سردارون کو گرفتار کیا۔ جو اور رنجے گھوڑون کے توبرون مین ڈالکر اُنہین چڑھوا دئے اور بازارون مین پھیر دیا کہ خاص و عام عبرت پکڑین اور جو نہ کہا مین اُسکا سر الگ پھر یہ سزا تو معاف ہوگئی مگر دربار سے بند ہوگئے۔

اسکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب سامان کر رکھے تھے فہرست منگاکر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا بھیجدیا۔ آٹھوین دن خود سوار ہوا جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد سو سال کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف اُس نے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کہلتا نہین کہ ارادہ کدہر ہے۔ بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست تجھے یاد نہین آیا وہ صدمہ اسلام کے تیشۂ عزت کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے۔ پھر قیاس کے

بند کہولے اور کہا کہ دیکھہ لے اُس دن سے آجتک نہ مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون۔ اُس پیر مرد نے دعاے خیر دی اور
کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیئے۔ یعنے
جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین اُنہین پھر دربار مین بلاکر
انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہائیے کہ جان لڑاکر پہلے داغ کو
دہوئین۔ چنانچہ ملتان مین آکر چند مقام کئے۔ دربار عام کرکے سب سردارون کو
بلایا اور کہا کہ اے مسلمانون سالگذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب
پر روشن ہے اور مدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
کے سبب سے کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتھہ رکھکر سامنے سر جھکادئے
عرض دہانسے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور سید قوائم الملک رکن الدین کو
کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کرکے نامہ کے ساتھہ روانہ کیا۔ نامہ کا
مضمون یہہ تھا کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بھائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ
ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف
آیا ہون راے پرتھی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے۔ اُسے
لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کرکے اتفاق کا طریقہ قایم کرلے تاکہ خلق
خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پائے۔ نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
تلوار دونون کا فیصلہ کرے گی۔ جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
پیچ و تاب کہایا اور خفا ہوکر ادہر تو ایلچی جواب کہ پیتل اور لوہے سے کہڑا ہتا
کہکر روانہ کیا اور اُدہر راجگان ہندوستان کو جمع کرکے تین لاکھہ راجپوت

کا لشکر جنکی تلوارون سے خون ٹپکتا تھا ہمراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بہروسے پر بہت سے راجہ بہادر اور فاقت کے دم بھرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین بھی ادہر سے آگے بڑہا اور نہر سرسوتی کو بیچمین ڈالکر دونون لشکر اوتر پڑے۔

پرتھی راج۔ نے اول ایک خط اس مضمون کا لکہا کہ حال اس فوج بے شمار کا شہدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا مگر اسکے علاوہ اور بہی ہندوستان سے برابر فوجین چلی آتی ہین۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر ہے جنکی تلوار کی کابل و قندہار تک پناہ نہین۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیکر گہرون سے یہان لایا ہے۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑہاپے پر رحم کرکے یہین سے پہر جائے۔ ہمین جان جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچہا نکرین گے۔ اور نہین تو دیکہہ لو کہ آتشبازی کے سامان بے شمار ہین مین اور جنگی ہاتھی کچہ اوپر بتین ہزار ہین اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک جاندار اس میدان سے جیتا نہ جائیگا۔

ادہر سلطان شہاب الدین اس موقع پر وہیا ہوا اور در جواب اوسکے مصلحتاً یہ لکہا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت ہے مگر سب پر روشن ہے کہ اس لشکر کشی مین مجھے کچہ اختیار نہین۔ بہائی کے حکم سے اس مہم کا بوجھ سر پر لیا ہے جبتک وہان سے حکم نہ آئے مین کچہ نہین کرسکتا اس قدر مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اس عہد پر ہو جائے گی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے۔ باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا۔ تمام اہل دربار ہنسنے لگے۔ اور
اور لشکریون مین فتح کی سی خوشیان ہو گئین بلکہ نخوت ہو کر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کر دیئے یہان سلطان شہاب الدین نے سرشام فوجکو کمربندی کا
حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے۔ اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبحکو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
کہ دفعتہ پہلو مین آدھمکے جنگی پر چوٹ لگایا اس دنائے سے کرنا سے پھونکی کہ سوتے
جاگتے اوچل پڑے اور۔ تمام فوجمین کھلبلی پڑ گئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہوتی تھی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش وحواس کو جمع کیا ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کر کے سامنے
کی اور باقی ساقی لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پھر میدان مین لا جمایا۔ ادھر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کر کے چار سپہ سالارون کے ماتحت
قائم کر دئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین۔ راجپوت بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہو کر اس خوبصورتی اور بندوبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ
چھوٹ گئے۔ تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
بنا کر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دفعتہ
غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بے شمار تھی اسلئے اوس سے
بھی مطلب نہ حاصل ہوا۔ جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو رای پرتھی راج

ایک ہو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے
تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھکر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی - پان کا بیڑہ مُنہ مین تلسی کی پتی زبان پر رکھہ - کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر
دئے - ادہر سلطان شہاب الدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر
فولادی خود جواہرات کے مرصع دہرے ہوئے تھے ادہین لیکر جدا ہوا -
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا - پھر شمشیر اصفہانی کمیٹ میان
اوسکا توڑ کر پھینک دیا - بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خوجیون
مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الہانی تلوارین کھینچے داڑہیان مُنہ
مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کرکے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہ جمے کھڑے
تھے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جاکر دہوان دہار ہو گئے
اور جو جو سر لشکر ادہر اودہر لڑ رہے تھے وہ بھی دائین بائین زور دیکر
گرے - اس گھمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کیت پڑ گیا -
اگرچہ راجپوت تلوار یون نے بڑا ساکہا کیا مگر انجام شکست کھائی - کہانڈے راؤ
میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کرکے زندگی کے بوجھہ سے سبکدوش
ہوا - راے پتھورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہوکر مارا گیا - تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فیچاپ سپاہی شام تک قتل و
غارت مین ہاتھہ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور اور غزنی
فتحنامہ روانہ کرکے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دہلی مین آیا

مگر ادھر ہی کے راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کچھ اپنے حاکم اسلام بٹھاتا ہوا دہلی مین آکر اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام باوفا اور اسوقت فوج شاہی کا سردار اعظم تھا شہرین نائب سلطنت کرکے دہلی سے لاہور اور لاہور سے غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہجدو کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان خود وہان گیا اور اونکو سزا دی جب وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک چند مفسد قوم کہکر رات کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چھپ رہے اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلا دیا تیس سال سلطنت کی ۶۰۲ھ مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاؤالدین غوری ہی درج ہے مگر دراصل معزالدین نام تھا اور شہاب الدین خطاب۔

غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور مستحکم ہوگئی۔

اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین اور اونکے بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسماء ذیل مین بہ یہ ناظرین کردئے جاتے ہین۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

نشان سلسلہ	نام بادشاہان	تاریخ ولادت	سنہ جلوس و مدت عمر		تاریخ و مدت سلطنت		سبب موت	جائے مدفن	کیفیت
			سنہ جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر البتگین											
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین											
۳	امیر اسمٰعیل بن ناصر الدین سبکتگین											
۴	سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین											
۵	سلطان محمد بن سلطان محمود											
۶	سلطان مسعود بن سلطان محمود											
۷	مودود بن سلطان مسعود											
۸	عبد الرشید بن مسعود بن محمود											
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود											
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود											
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود											
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم											
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود											
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم											
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ											یہ آخری فرمانروای خاندان غزنین تھا اس کی حکومت نہیں فیصلہ ہ سے نیا سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری اینٹ تک یہ دونوں سال شمار میں آتے ہیں اس لئے ان کو بھی شمار کیا ہے

نقشہ ہفتم سلاطین غوریہ کے متعلق جنہوں نے ہندوستان و غزنی و غزہ پر سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤالدین جہاں حسین بن سوز							اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگادی اور بعوض خون سید محمود وزیر جو قتل ہوا تھا کئی ایک علما قید مین لایا ۔
۲	ملک شاہ الملقب بہ سیف الدین بن علاؤالدین جہان سوز					۲ سال	قتل ہوا	بہادر شجاع حوصلہ مند مزاج تھا مگر وہی سال کی حکومت کے بعد ابوالعباس سپہ سالار نکحرائے قتل کیا ۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	۰	۰	۰	۰	۵۹۹ھ	مرض الموت سے مرا	علاقہ غجستان و داور و رگرم بہرداد غیس و ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار نکحرام کو قتل کر دیا ۔
۴	سلطان معزالدین بن سام الملقب شہاب الدین	۰	۰	۰	۰	۳۱ سال ۵۹۹ھ	۶۰۲ھ	۵۸۳ھ مین ہندوستان پر چڑھائی کی پہلے ملتان پر قابض ہوا پھر لاہور اور پرتھی راج عرف رائے پتھورا سے لڑا اور فوج والا راجہ مطیع ہوا ۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قایم ہوی ۔
۵	سلطان محمود بن غیاث الدین محمد سام		۶۰۲ھ	۶۰۲ھ				بعد انتقال شہاب الدین فیروزکوہ کے تخت پر بیٹھا تھا غور و خراسان و غزنین و ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری تھا ۔
۶	سلطان بہاؤالدین بن محمد بن محمد غیاث الدین							والئے ہرات نے پکڑ کے خوارزم شاہ پاس بھیجدیا تھا وہان دریا مین غرق کرایا گیا ۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین بن حسین بن جہان سوز									خوارزمشاہ کی مدد سے سلطنت پائی چار سال حکومت کی تاج الدین شاہ غوریں کی لڑائی مین قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیون نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی									یہ زرخرید غلام شہاب الدین غوری ہے اور کمال وکمال دیوران وغیرہ علاقہ جات غرب دریاے سندھ پر حکمران تہا اور بعد رسائی بحضور شہاب اسکے ذمہ سے اسکے بعد غزنین مین عملداری خوارزمی ہوگئی۔

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان مین سلطنت کرتے رہے

۱	فخرالدین مسعود غوری									سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تہا اور طخارستان کا علاقہ بہی اسکے تحت تہا شمس الدین محمد و تاج الدین زنگی و حسام الدین علی اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخرالدین مسعود۔									اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و ایقان و بدخشان کو لیا جب غوریون کی مہم سلطان شاہ بن ایلب ارسلان پر ہوئی تو مرو مین جاکر بہاؤالدین طغرل کو جو بچے افراد مین تہا قتل کیا غیاث الدین سے خطاب سلطانی لیا
۳	ملک بہاؤالدین ملک شمس الدین محمد								×	یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدردان تہا امام فخرالدین رازی نے علم صرف مین رسالہ بہائیہ اسیکے نام پر لکہا جسکو صرف بہاوی کہتے ہین

۴	ملک جلال الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔								بہاؤالدین کے قرنیکے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین غوری جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان مین تقسیم ہوا تو اسکے حصہ مین آئے پہلے سنہ ۶۰۶ھ مین پرتھی راج سے شکست کھاکر پکڑا گیا اور اسکا مسعود و مایمان مین آنا اور تمام خزانہ اور ٹھاکر گیا چند ماہ کے بعد جب مسعود تو سعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پھر ایبک کے وزیر کا پست اور تنزل آخر سلطان التمش (جو غلام شاہ کی قرار کر لیا اور مقتول ہوا

نقشہ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہے ہین

۱	ملک ناصر الدین قباچ	۰	۰	۰	۰	۶۲۳ھ	محمد غوری کے زمانہ مین اوچ کا حاکم تھا	۰	غلام زرخرید سلطان شہاب الدین غوری ہے بعد انتقال سلطان موصوف پہلے ملتان پر قابض ہوا اور سندھ کا علاقہ بھی لیا پنجاب و دریائے ستلج تک قبضہ پایا تھا اور دہلی پر چڑھائی کی تھی آخر شکست کھا کر چلا آیا۔
۲	سلطان قطب الدین ایبک	۰	۰	۰	۴ سال	۶۰۷ھ	۰	۰	یہ بادشاہ غلام زرخرید شہاب الدین غوری ہے یہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گر کے مرگیا۔
۳	ارام شاہ قطب الدین ایبک	۰	۰	۰	۸ مہینے	۶۰۷ھ	۰	۰	بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	۰	۰	۰	۲۶ سال	۶۰۷ھ	مرزا ملوک	دہلی	بعد معزولی ارام شاہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام داماد تھا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید چنگیز خان ہم عہد تھا قطب منار بہت اونچا بنایا یکبارگی ہیئت کی صورت مہاکل سے توڑا۔

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین الممس	۰	۰	۰	۶ ماہ	۰	۰	۰	بدچلن عیاش و شرابی تھا معزول ہو کر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید مین مرگیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	۰	۰	۰	۳ سال ۶ ماہ	۰	۰	۰	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امرا دولت ناخوش ہو گئے لہذا مقتول ہوئی۔
۷	معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین	۰	۰	۰	۲ سال ۱۰ ماہ	۰	۰	۰	مہذب الدین نظام الملک وزیر نے حرام نمک بطرح سلطنت قتل کروا ڈالا۔
۸	سلطان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ	۰	۰	۰	۲ سال ۶ ماہ	۰	۰	۰	بہ سبب دوستی پنجاب کے عیاشی مین ایسا مستغرق ہو گیا کہ سلطنت سے بے خبر ہو گیا آخر مقید ہو کر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین الممس	۰	۰	۱۳ سال	۲۰ سال	۰	۰	۰	مرد نیک فقر مزاج تھا۔ تاتاریون کے حملہ کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر وغیرہ قلعہ بوسیلہ وزیر کے فتح ہوئی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب بسلطان غیاث الدین بلبن۔	۰	۸۰ سال	۰	۱۳ سال ۶ ماہ	ظاہری حالت نے بلبن کو	مرض الموت	ہندی	غیاث الدین بن شمس الدین الممس کا غلام و داماد تھا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی عالم دوست تھا اسکے عہد مین طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلون پر فتحیاب ہوا۔

معزالدین کیقباد بن بغراخان بن سلطان غیاث الدین						سنہ ۶۸۷ھ	ملبن کی وصیت کے برخلاف امرا نے کیقباد بن بغراخان کو بادشاہ بنایا مگر یہ عیش و عشرت مین پڑ گیا اسلئے اسکا باپ باوجود کن کا حاکم نہا دہلی مین آیا اور اسکا انتظام کرنا چاہا مگر اسنے باپ کو دخل ہونے نہدیا بلکہ اوسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوا اسلئے وہ واپس چلا گیا دو برس کے بعد کیقباد کو فالج ہوگیا اور امرای محل نے کیومرث اسکے بیٹے کو تخت نشین کیا اور امرا کے خلجی نے اسکو سہ مہینے کے مار ڈالا۔

نقشہ دہم سلاطین خلجیہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہے

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی						سنہ ۶۸۹ھ شہید ہوا	کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلامونکی سلطنت کا جب قتل ہوا تو سنہ ۶۸۹ھ مہین دہلی کے تخت پر جلوس کی عمر مین بیٹھا۔ پہلے یہ شمالی کا نائب ناظم نہا ملک چھجو دیوگڑھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تہا شکست کہا کر بھاگ نکلا سنہ ۶۹۳ھ مہر مین چنگیزی لشکر نے تاتار مین آکر غارت شروع کی بادشاہ خود جاکر اونکو شکست دی مغلون کا سردار سلطان باس آکر مسلمان ہوا علاؤالدین اپنے داماد کو دیوگڑھ کی مہم پر بھیجا وہ جاکر بہت راجو نکو لوٹا ایک راجہ کے خزانہ سے بارہ من موتی و الماس زمرد و یاقوت بیشمار سونا چاندی ملا آخر کس علاؤالدین نے بطمع سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کروالا مرنیکی تجہت حلیم و رحیم تہا۔

۲	سلطان علاؤالدین خلجی	۰	۱۲۹۶ء	۱۲۹۶ء	۳۰ سال	۱۳۱۶ء	۰	یہ دست پروردہ و برادر زادہ و داماد جلال الدین تھا۔ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پاکر سوم ناتھ کا بت دہلی میں لاکر وا دیا۔ راجہ چتوڑ والے رنتھور کرنفار ہوکر قتل ہوا اور راجہ رتن سین والے چتوڑ کی رانی پر عاشق ہو گیا تو اوسکا خاوند مارا گیا اور رانی آگ میں جل کر مرگئی۔ ملک تلنگانہ دکھن کا علاقہ سمندر تک کنارہ تک فتح کیا کرناٹک کے بڑے بڑے تیخانہ گرائے۔ ملک کا انتظام اچھا کیا کافور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤ الدین	۰	۱۳۱۶ء	۱۳۱۶ء	۴ ماہ	۱۳۱۶ء	۰	یہ بادشاہ خرد سال تھا اسلئے کار ضرور مدار المہام بنایا سنے شہزادہ مبارک کو قید کر لیا خضر خان اور شادی خان دو شہزادوں کو اندھا کر دیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کافور سے ناراض ہو گئے اور اوسکو قتل کر کے سلطان کو معزول کر دیا۔
	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤ الدین خلجی۔	۰	۱۳۱۶ء	۱۳۱۶ء	۴ سال ۱۴ ماہ	۱۳۲۰ء	دہلی	یہ قید سے چھوٹکر بادشاہ ہوا سلطنت کے قیام کے بعد اسنے حسن نام ایک رزالی آدمی کو خسرو خان خطاب دیکر وزیر بنایا گجرات و دکن کی حکومت اوسکو دی اوسکی ترغیب سے شہاب الدین شاہ معزول خضر خان و شادی خان بھائیوں کو قتل کرڈالا مگر اُس نمک حرام نے کافر نعمتی پر کمر باندھ لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہو اس ارادہ سے غرہ رجب ۱۳۲۰ء کو قت رات کیوقت بلغانی جائز خان برادر خود کو شک نہ ہو اسنے آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اُسی رات تمام امرا و دولت کو بھی مار ڈالا بادشاہ کی ملکہ اپنے نکاح میں لایا فرید خان و ملکہ جہان شہزادوں کو قتل کر دیا۔ یہ خبر سنکر غازی الملک حاکم پنجاب باتفاق بہرام خان حاکم ملتان چڑھ آیا اور اس نمک حرام کو قتل کر ڈالا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوے

۱	غازی الملک غیاث الدین تغلقشاہ	۰	۰	۰	۴ سال ۲ ماہ	۱۳۲۰ء	۱۳۲۴ء	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا خسرو خان مبارکشاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک نو تیار کی چھت کے نیچے دبکر مرگیا۔ بدعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے۔
۲	الغ خان، محمد شاہ الموسوم بہ فخر الدین جونا سلطان تغلق	۰	۲۶ سال	۰	۲۶ سال	۱۳۲۵ء	۱۳۵۱ء	دہلی	یہ مسرف فضول خرچ مستزلزل مزاج تھا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑھائی کی تھی۔ دہلی کو ویران کرکے دکن مین دولتگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔
۳	ملک فیروز ملک رجب الغی طب بسلطان فیروز شاہ تغلق	۰	۳۷ سال ۹ ماہ	۰	۳۷ سال ۹ ماہ	۱۳۵۱ء	۱۳۸۸ء	دہلی	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ بلیبلا ہی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و حصار وغیرہ تیس قلعہ جوایا ۴۰۔ جامع مسجد ۳۰۔ مدرسہ ۲۰ خانقاہین ۲۰۰۔ پل ایک سو نہرین ایکسو کوشک۔ ایکسو پچاس حمام پانچ دار الشفاء (۱۵۲) قصیر ۵۱۔ بڑی مینار ۵۰ (۲۵ مسجد ۱۰) کوئین ڈہای سو باغ بنوایا۔
۴	سلطان تھل خان بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ تغلق الملقب بہ ناصر الدین	۰	۰	۰	۰	۱۳۸۸ء	۱۳۸۹ء	۰	یہ فیروز شاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنے چچا متعصب پر فوج کشی کی ابوبکر اپنے بھائی کو قید کر لیا مبارک خان پر کل مدار حکومت چھوڑ دیا خود عیش عشرت مین مشغول اسلئے امرا و دولت ناراض ہوگئے اور سب نے ملکر ۹۱ھ مین اسکو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابوبکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر غیاث الدین تغلق							رکن الدین امیر الامرا نے فیدسی لگا کر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا اسپر امیر صد ہا حاکم سامانہ نے اسکے برخلاف ملک محمد غیروز کو جالندہر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آکر محاصرہ کر لیا یا وسکے مقابلہ سے شکست کہا کر بہاگ گیا
۶	محمد شاہ بن فیروز شاہ بارہبک تغلق	۰	۰	۰	۳ سال ۷ ماہ	سنہ ۷۹۲ھ	۰	ملک صد ہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چند ماہ کے بعد اُنکے ساتھ اسکی بیحدگی ہو گئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ مہوات مین الپ بک کے پاس چلے گئے باقیماندوں کے لئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون بہ بک کے مقابلہ کو روانہ ہوا عند المقابلہ ابوبکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بھی اسنے دی پنجاب کے مفسدونکی سرکوبی کی -
۷	سلطان ہمایون الملقب بہ علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	۰	۰	۰	۱ ماہ ۱۶ روز	ایضاً	۰	اسنے بادشاہ نے تخت نشین ہو کر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پھر انتقال ہو گیا -
۸	سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	۰	۰	۰	۳۰ سال ۲ ماہ	سنہ ۸۱۵ھ	۰	۱۵ھ مین سلطان محمود مر گیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اوسپر خضر خان ناظم دیپالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہو گیا اور سلطنت تغلقیہ کی ختم ہو گئی -

نقشہ دوازدہم شاہان خضرخانیہ کے متعلق جو دہلی میں بادشاہ رہے تھے

۱	خضرخان بن سلیمان	.	.	.	۷ سال ۳ ماہ	۸۱۶ھ	یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک مرد ان خان المشہور بہ فیروز شاہی نے اسکو بنی بنا کر یا لا امیر تیمور نے اوسکی حسن خصائص خوش سلوکی سے پنجاب کا ملک اوسکو دیا آخر یہ دولتخان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ و سکہ شاہرخ میرزا بن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچھا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضرخان	.	.	.	۳۷ سال ۵ ماہ		اسکے وقت جسرت گکھڑ سکھا گکھڑ کے بھائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کر آگے بڑھا سلطان خضر سے برسر مقابلہ گیا اور شکست دیکر گکھڑوں کے علاقہ میں بھیرہ چھاؤں تمام وکمال اوجاڑ دیا پھر لاہور میں آیا اور روہتاس آباد کیا جو کہ جسرت کے غارت سے ویران ہو چکا تھا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پھر آیا اور راجہ ہمون کو مار ڈالا لاہور روپا لپور پر قابض ہو گیا شیخ علی نامل حاکم کابل بھی معہ لشکر جرار لیکر آیا اور تمام علاقہ پنجاب لوٹکر برباد کر دیا سلطان پھر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بھاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جاتے ہی پھر اور جسرت دونوں پھر آئی تو سلطان پھر آیا امیر علی کی تعاقب میں ترک گیا اور برادر شیخ علی کو فلوشپا دمیں قید کر دیا اور اوسکے لڑکے کو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جو کہ فرید مبارک آباد کی جامع مسجد میں ملک سرور وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۳	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن جنید خان								ابتدا سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تہا ملک سرور زیر مدار المہام اور مختار عام تہا اور یہ بہت امرا قتل کئے کثر قید کرلئے آخر سب نے ملکر اوسکو مار ڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۴۵ھ سلطان پنجاب جاکر جسرت کہکڑ کی تخریب مین سخت کوشش کی اوسکے علاقہ لوٹا اوسکی قوم کو مار ڈالا انیس دفعہ نہین قوم لشکاہ مین لتانہین خروج کیا اور سلطنت علی الدوام کرلی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر دہلی پر چڑہ آیا بہلول لودی کے مقابلہ سے شکست کہائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول کو دی اوسنے جسرت کہکڑ سے صلح کرلی اور افغانی فوج بہرتی کرکے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبہ سلطنت منحرف ہوگئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مرگیا۔
۴	سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ								اس بادشاہ کی سلطنت نے کچہ رونق نپائی بجز دہلی اور بدایون اسکے قبضہ مین کوئی ملک نرہا حسام الدین و حمید الدین دو برادر نفاق سے اوسنے دہلی کو بہی چہوڑ دیا بدایون مین سکونت کی اسکے پیچہے اونہون نے بادشاہ کا خزانہ لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکالدیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جو آیا چند روز حمید خان کی متابعت مین رہا پہر اسکو قید کرلیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لئے لکہا اوسنے جواب دیا کہ مجکو پرگنہ بدایون ہی کافی ہے سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بدایون مین رہا ۸۸۳ھ مین مرگیا سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہوگئی۔

نقشہ سیزدہم سلاطین افغانان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین تھے

۱	سلطان بہلول لودی	۰	۰	۰	۰	۰	۰	فیروز شاہ بارک وقت اسکا دادا بہرام ملک مرزان حاکم ملتان کے پاس نوکر تہا اوسکے پانچ بیٹے تھے سلطان کالا محمد فیروز خواجہ۔ بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم بنا اوسکی عورت جب بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی نو مہینے چھت کے نیچے دبکر مرگئی اور اور ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچہ کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتہہ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بہی اسنے لے لی۔ اور تیس سال سلطنت کی ۸۹۴ھ مین مرگیا۔
۲	نظام خان الخاطب بسلطان سکندر لودی بن بہلول لودی	۰	۰	۰	۰	۰	۰	بہلول کے بعد یہ تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی بارک پر جو جونپور مین حاکم تہا فوج کشی کی اور مطیع کرکے پہر وہ ملک اوسکو دیدیا اور یہ کمال استقلال اٹھائیس سال سلطنت کی آخر ۹۲۳ھ مین مرگیا۔

	سلطان	سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جون پور کی
۳	ابراہیم بن	حکومت اپنی چھوٹی بھائی جلال خان کو دی مگر پھیر
	سلطان سکندر	ناراض ہوگیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت
	لودی۔	والی گوالیار پاس بھاگ گیا اعظم ہمایون معہ لشکر اوسکے
		گرفتار کیو گیا تو اوس نے مالوہ کا رستہ لیا آخر
		حاکم گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بھیجدیا جب
		کوئی مدعی نر ہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے
		اپنے خیرخواہ وزیر امیان تہوا کو قتل کیا اور
		چند امرا کو قید کر دیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے
		بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے نانک پور
		اور بہاڑ خان ولد دریا خان نے بہار مین اور
		دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور
		حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل
		پہلے پنجاب پر تصرف کیا پہر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم
		ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان مین
		بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست
		کھائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوئی

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیر شاہ سور افغان					۵ سال امارت ۵ سال بادشاہت ۔ ۹۵۲		پہلے اس نے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پہر راجہ پوران چند پر لشکر کشی کی پہر راجہ مالدیو حاکم اجمیر و جودہ پور و میر تھہ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ کنی کی سڑکین بہت بنوائین مہمان خانے تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی ۔ پندرہ سال امارت ۔ پانچ برس بادشاہت کی ۔
۲	جلال خان طلب الکنی سلیم خان بن شیر شاہ افغان				۹۵۲ ھ	۸ برس ۱۰ ماہ ۔ ۹۶۰ ھ		شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اور رہتاس مین تہا امرا نے مصلحتاً اس کو کہہ چہوٹا بیٹا تہا تخت نشین کردیا جب وہ آیا تو اوس نے بہی اسیکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کرکے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکو گرفتار کرنیکو فوج امور کی عادل خان نے خواص خان حاکم سیوستان کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی ۔ اسبات پر امرای شاہی اسسے ناراض ہوگئے پہلے ہیبت خان راعظم ہمایون حکام پنجاب کے بغاوت کی

									اور معرکہ وقوع مین آیا جسمین شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس کہکڑون کا بھی سر سرکشی سے نباوت آیا۔
۳	فیروز شاہ بن شیر شاہ افغان								بچہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر متمکن ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان الملقب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے ماموں نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
۴	مبارز خان الملقب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								اس شخص نے بھتیجہ زادہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اور شیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت و حکام اس طرز عمل سے ناخوش ہو گئے تھے۔ پہلے احمد خان برادر زادہ و داماد شیر شاہ کا تھا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر بادشاہ ہوا ابراہیم خان سور عادل شاہ کا بھی قبضہ ہو گیا اور یہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہو گیا اور پایے تخت سے لیکر گنگ تک اسکی عملداری ہو گئی اور آگرہ پر بھی دخل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔

ہندوستانمین اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالا تذکرہ

مغلون کے مورث اعلیٰ کا مختصر حال

مورث اعلیٰ اس قوم کا مغل خان اولاد یافث بن حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا اور اونکی ترقی کا جلد ترقی پذیر ہوکر بہت پھیل جانا تاریخی واقعات مین سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے۔ جس زمانہ مین کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بڑہاتے چلا آتا تہا اوسی عرصہ مین ملک تاتار سے جو قدیما مین اوسکا نام تہا مشہور تہا اس خنگجو قوم نے خروج کیا اور ۱۲۱۰ سنہ ع مین تموز خان جسکو کوکر اتام بڑے پیر اوس قوم نے چنگیز خان یعنے خان اعظم تمغے شہنشاہ کا خطاب دیا تہا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام تاتار مین اوس کا تسلط ہوگیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکون کے اپنے فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوجکی تعداد چھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوگئی تب فتوحات ملک پر کمر باندہی بعد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی اقطاع مین ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تہا چنگیز خان اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے بہرائچ ایک لشکر قلیل کے سرحد پر بھیجکر بہ سر مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونو پلے مساوی رہے آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیواسطے رکھا تھا غنیم کے بازوے راست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ مین قایم نہ رہ سکے الا پھر بھی باانتظام صف بندی پیچھے کو ہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعدہ سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تھوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل غارت بخارا اور ۶۱۷ھ ماہ محرم الحرام مین چنگیز خان اور تولے خان فوج خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جائین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑوا دین مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوئے ہین اس لئے تمام شہر مین آگ لگادی گئی جب جل چکا تو خاکستر کھود کر دینے نکلواتے گئے قلعہ گرایا گیا کوکن خان وغیرہ امرائے خوارزم شاہی قتل ہوئے اس ہمدمہ کے بعد بخارا ارت تک ویران رہا اور اوگتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جند وخجند اور گتائی خان وچغتائی خان فرزندان چنگیز خان انزار پھونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراچہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جا ملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور ہوا اون مین سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑکر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے۔ تاتاری قلعہ مین داخل ہوئے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین وکنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کئے روز تک لڑتے رہین آخر غایر خان گرفتار ہوکر جام شہادت پلایا گیا اور قلعہ گرادیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال قتل وغارت جند وخجند جوجی خان جب لشکر لیکر اشتناق مین پہونچا پہلے مسمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والون کے فہمایش کے لئے بھیجا اونہون نے حسن کو بلوا کر مار ڈالا
اسپر جوجی خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والون کو مار کر عمارتین
جلادین اسباب لوٹ لیا پھر وہان سے لشکر آذر کند کو بڑہا انہون نے اطاعت مان لی تو امان
پائی پھر تاتاری اسناس کو گئے قتلق خان حاکم جند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے
حاکمی کے متمرد ہوے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجا کر
قتل کر کے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق نوبان خجند کو مامور
ہوا وہ پہلے فناکت پھونچا ملک ملنگو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آئے پھر الاق نوبان خجند مین
آیا یہان تیمور ملک بڑا پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ مین جو
دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے
قلعہ کو گھیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنیر نمد کے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا
کرتا تھا مغلون کے گولیان اور تیر بھیگے ہوے نمدون مین کارگر نہوئے اونہون نے
ہزارون ہی مغل قتل کئے آخر شش تھک گیا اور دریا کے راستے سے بھاگ گیا اونہی جان بسلامت
لے گیا اوس کے پیچھے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل و غارت سمرقند ۔ چنگیز خان جب بنات خود سمرقند پھونچا ایک لاکھ دس
ہزار سرکمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تھی دو روز تک وہ میدان مین
لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اسوقت تین
فریق تھے ایک خواہان جنگ تھے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی
مین مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دونو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینوں کی جان بخشی کرائے اوسوقت محمد الپ خان حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیوں کے ساتھہ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا بائیس لاکھ آدمی قتل مین آیا اور مکانات جلاکر خاک کردئے گئے صرف پنجاہ ہزار آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ ڈہا دیا گیا تیس امرا خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کئے گئے ۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا | بعد فتح مہم سمرقند امیر جبتہ نوبان و سوید اے بہادر و امیر توقچر کی مامور ی ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان خوارزم شاہ کو پکڑین اور رعایا مین سے جو اطاعت پیش آوے امان پاوے ورنہ قتل کیا جاے پس یہہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوئی ہرات مین آئی حاکم ہرات بتابعت پیش آیا جبتہ نوبان و سوید اے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ چلے گئے تو توقچر یا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ متعد بجنگ ہوے اور لڑائی مین توقچر مارا گیا فوج اوسکی بھاگ گئی جبتہ نوبان کے لشکر مین جا ملی پھر یہہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پھر جبتہ نوبان اجون کے راستے مازندران گیا اور سوید اے نے طوس کا راستہ لیا طوس مین پہونچکر اوس نے قتل و غارت سے ایک دقیقہ نہ چھوڑا پھر رادگان گیا اور سرسبزی ملک دیکھہ کر امان دی پھر جوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پھر اسفرائین کو تہہ و بالا کیا پھر دامغان جاکر قتل و غارت کی اور جبتہ نوبان نے مازندران پہونچکر لاکہون آدمیون کو مار ڈالا اگلی شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تہا وہ فتح کیا وزیر کو معہ والدہ و اہل و عیال بادشاہی لشکر مین لے آیا بے انتہا تاتاریون نے خزانہ پایا

پہر رے مین گیا وہان سویدا سے کا لشکر بھی اوس کو آملا رے مین شافعیہ و حنفیہ
مذہب والے اہل اسلام مین آپس ہی مین عداوت تھی شافعیہ حاضر آے اور
نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کیے جائین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
پہر شافعیہ کو بھی اس خیال سے کہ یہ قتل پسند لوگ ہین ان کو بھی قتل کرڈالا اور
شہر کو آگ لگادی دونون فریق ایک لاکھ سے زیادہ تھے ۔ پہر جہتہ نوبان
ہمدان گیا اور سویدا سے قزوین کو آیا پہلے جہتہ نوبان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور
باطاعت امان دی اور سویدا ی نے قزوین پہونچکر پچاس لاکھ آدمی مارا پہر
آذربائجان مین پہونچکر شہر زنجان کے تین لاکھ آدمی قتل کرڈالا پہر رویین کے
لوگ مارے گئے اور شہر حلاد یا سراق والون پر بھی یہی حادثہ برپا کیا تبریز کا
حاکم بجان پہلوان نے لڑائی مین شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر
گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کوکری پر دست
کی ولیکن وہان دال نگلی اور وہان سے ہٹکر سنا کہ جمال لدین ایبہ نے ہمدان
والون کو اپنے ساتھہ ملاکر فساد برپا کیا ہے اسلئے جہتہ نوبان عراق مین آیا اور
جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کرڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی
اہل شہر کو مارڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارا تبریز پہونچا اور نذرانہ معقول اتابک
ازبک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پہر بھیلکر ممالک جوئی و سلماس و یلقان
و نخجوان مین گیا اور قتل و غارت حسب دلخواہ کے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا اور
باقی گرجستان کا رخ کیا اور لاکہہ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ مین قلعہ بند تھا کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہین ہونے چاہتے ہین کہ در بند کے رستے مغولستان کو چلے جائین تم اپنے دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیجدو معتبر اے تو ایک کو تو قتل کر دیا اور دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو در بند کا رستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا اور ایسے سخت راہ سے جہان سے بجز اسکندر رومی کے کبھی گذر نہین ہوا تھا یہ بہ آسانی گذر گئے راہ مین بھی لاکھون آدمی قتل کیگئے کوئی آبادی باقی نچھوڑی قبچاق کے لوگ جو بمقابلہ منچوآ ئے اون سے تاتاریون نے شکست فاش کھائی آخر یہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہین اگر تم الانیونکا ساتھ چھوڑ دو تو ہم تم کو دو لاکھ روپئے دیتے ہین قبچاقیون نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیونکا ساتھ چھوڑ دیا جب دو قومون مین نفاق ہو گیا تو پھر بہت مجموعی دونو پر چڑھے اور قتل کر ڈالا پھر شہر سوداق مین جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے ہے پھر پہنچا اور شہر کو لوٹ لیا وہان سے گزر کر یہ لشکر چنگیز خان کے لشکر کے ساتھ ہو گیا۔

حال قتل و غارت خوارزم سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان سمیت لشکر خوارزم کو مامور ہوا در چنگیز خان خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دار الخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمار تگین امیر اور شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہوئے جب تاتاری شہر مین داخل ہوئے تو شہر والے دو بار استعداد ہوئے اور تاتاریون کو شہر سے نکالدیا پانچ مہینے کے بعد پھر شہر فتح ہوا اور چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے تمام مکانات اور عمارتین جلادین اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا باقی نچھوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبریٰ نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تھے اسی جنگ مین شہادت پائی۔

احوال بخشب و ترمز و بلخ چنگیز خان پھر بخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرایا لوگون کو قتل کرایا پھر ترمز پہنچا وہان بھی یہی حال گذرا پھر بلخ مین پہنچا یہ شہر بہت آباد تھا اور آبادی کا نام نچھوڑا یہ بلخ مین پھر بلخ کی آبادی اور رونق اسے معلوم ہو سکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گھر سادات و

علما و مشایخ کے تھے بلخ والون نے اطاعت خان کی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نامنظور ہوئی آخر چوبیس لاکھ آدمی ماری گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان طالقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقب پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے مین اسلئے چنگیز خان عرسین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک تنفس کو نہچھوڑا پھر بامیان مین آیا شہر کے لوگ بمقابلہ بیشمار تھے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹون مین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کرکے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نہچھوڑا حاہی بکری کتی بلی چوہے وغیرہ تک سب مارڈالین جب یہ تعمیل ہوچکی شہر کو گرا کر سیدان کر دیا اور جو لوٹ دی وہان سے غزنے کیطرف مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریا سندھ سے اتر کر سندھ کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا نوہان اسیر کو اسکے تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اتر کر پنجاب دلاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور مراجعت کی

حال قتل و غارت خراسان تولے خان خراسان مین داخل ہوکر پہلے مرو مین آیا فخر الملک ہان کے حاکم نے ایک لڑائی مین شکست کہاکر اطاعت منظور کی مگر منظور نہوئی اور اتنے بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی اہل ہنر و کمال منتخب کرکے باقی ایک کروڑ تیرہ لاکھ آدمی قتل کیگئے پھر شہر مین بذریعہ منادی ندا کیگئی کہ اب باقیماندون کی جان بخشی ہے یہ سنتے ہی ہزارون آدمی چھپے نکل آئے اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا قتل ہوئے جب مغلون کا لشکر وہان سے چلا گیا امیر کرشتکین خوارزمی جو اپنے جان چھپائے پھرتا تھا اپنی جمعیت کے ساتھ اوس پر جا پڑے ہوئے شہر مین آرہا یہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے ہوئے بھی وہان آموجود ہوئے اور شہر دوبارا آباد ہوگیا یہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ آدمی پکڑ کر مار ڈالے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کی کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار آدمی جانبر ہوئے باقی سب قتل ہوئے۔

واقعہ قتل و غارت نیشاپور ۔ اس بڑے شہر کے تخریب کے لئے تقاچار داماد چنگیز خان کا مامور ہوا تھا عند المقابلہ وہ مارا گیا اور تولے خان مرو سے نیشاپور میں آیا اور آتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ آکر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا پھر اس شہر کے خندق بھر کر بذریعہ فرد بان شہر کی دیوار پر چڑھ گئے اور داخل شہر ہو کر کسی ذی جان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بتعمیل حکم کل قتل کر دیئے گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارا روز تک نیشاپور کے کشتوں کا شمار ہوتا رہا سوائے عورت اور بچہ کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار میں آئے

واقعہ قتل ہرات ۔ شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات میں تھا تولے خان جب یہاں آیا پہلے لڑائیں ایکہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسرے لڑائیں خود شمس الدین نے شہادت پائی اہل اسلام شہر میں محصور ہو کر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ ابوبکر کو اوس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود جلد یا چند ماہ بعد جب تاتاریوں نے سلطان جلال الدین کے معرکے سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش میں آیا حاکم اور کوتوال دونوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خان نے ایلچکدائی امیر کو بھیجا ہرات پر بھیجا شہر کا محاصرہ ہوا چھ ماہ تک برابر جنگ ہا لاکھوں مسلمان ہزاروں تاتاری کام آئے آخر فصیل شہر پچاس گز اینٹ ایک طرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے اوسطرف سے مغلوں کو شہر میں دخل نہ دیا پھر بندوبست جمادی الثانی ۶۱۹ھ جمعہ کے روز خاکستری رنگ تاتاریوں نے اطاعت کی اور شہر لے لیا سات روز میں ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگائی اس کام سے فارغ ہو کر ایلچکدائی قلعہ کالیدین کو گیا اور سکے بیچ شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آموجود ہوئے اور صورت آبادی نمودار ہوئی پھر پھر کر

ایلچکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اکر کچھ شہری اور کچھ دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ سہاری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان تتار ۔ خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اگتای خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کردو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراالنہر و سیستان وغیرہ مین دوبارا گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گراوتے لاکھون آدمیون کے خون بہاتے اور چغتائی خان مکران کو جا کر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اوجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کیے گئے سنہ ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ مشتد رتو حاکم تنگت و قاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد جنگ ہے یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوسپر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کیے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خوارج تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اسی مہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان سنہ ۶۲۴ھ مین مرگیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ بادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم و کلوران تاتار مین اوسکی

دار الحکومت تھی خونریزی و سفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا اسکے اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ۔ شوکانی نے فتح القدیر مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہے وہ چنگیز خان بادشاہ تتار تھا۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے اپنی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خانہ و عامہ اسم ملوک و رعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہوگئے پھر چراکتہ وغیرہ بطون تتار ممالک مین بیٹھے اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑہا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہاے بدل کر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسکا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر و ملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یورش شیر خان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نوہ شیر خان نے جو سلطان محمود بن شمس الدین شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندہ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے نہی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر اپس لی لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المتعصم باللہ خلیفہ اخروی کو تخت بغداد سے خارج کر کے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغوان کے عہد سلطنت مین تیمور خان امرا اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الآخر وہ بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اور سکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانسو برس تک مغلونکی

قبضہ مین رہے جو قابل ذکر و لایق تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنائے خان کے نام پر ملتا ہے اسطرح پر کہ تیمور بن ترا غائی نوبان بن توکل نوبان بن ایلنگز نوبان بن ایچل نوبان بن قراچار نوبان بن امیر سوغان چیچن بن قاچولی نوبان بن تومنائی خان اور قراچار نوبان چغتائی خان بن چنگیز خان کے دربار مین امیر الامراء تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت باہمی کے جاتے رہی قراچار کی اولاد شہر سبز اور کش مین آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ مین اپنا گذارہ رکھا تیمور شنبہ کی رات پانچوین شعبان ۷۳۶ھ مین پیدا ہوا بچپن کی عمر مین اسکا باپ مرگیا یتیمی کی حالت مین اس نے پرورش پائی ۷۶۱ھ مین تو غلقمور ماوراء النہر پر دخیل ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دبا بیٹھا امیر حسین پاس گیا اور سامان امارت کا بہم پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہوین رمضان ۷۷۱ھ مین بلخ تخت نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت بنایا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر کشت و خون مین قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات شرح لکھے جاوین تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کرکے اصفہان مین قتل عام کیا اور بغداد مین قتل کرکے غارت کیا اور روس کے ملک مین لشکر لے گیا بعد ہ بقدر فتوحات کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندھی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کا راستہ سیدھا کرتا ہوا ہند مین داخل ہوا ملک کو لوٹتا تاجلاتا ہوا ۱۳۹۸ء مین دہلی تک پہونچا سلطان محمود بادشاہ دہلی سے مغلوب ہوکر قلعہ خالی کر دیا فوج تیمور نے خاطر خواہ شہر کو تاراج کیا اور نصف سے زیادہ پھونک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کرکے اپنے تئین بادشاہ ہند مشہور کیا صرف پندرہ روز دہلی مین رہکر شمالی اقطاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کرکے مع قیدیان اہل ہند دار السلطنت کو روانہ ہوا دسویں شعبان ۸۰۷ھ
امیر بیمار ہوا سترہویں شعبان کو وفات پائی اس بیماری میں امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر ان میں اتفاق نہ رہا جہان کوئی تھا وہاں ہی قابض ہو
بیٹھا اس امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند میں دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد وہ کافرستان شارخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان وخراسان وسیستان کو شامل کرکے سردار ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بہگت کر عالم آخرت کو سدھارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکوں میں چند بڑے
بڑے سردار خود مختار حاکم ہوگئے جیسا کہ ہرات میں مرزا بایسنقر فرزند شارخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار میں امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل و غزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تصرف میں تھا ازاں بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابو سعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد میں قوم یوسف زی اور دیگر اولاد قیس افغان کابل کے
علاقہ سے خارج ہوکر پشاور کیطرف آئے ۹۰۶ھ میں مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبد الرزاق
فرزند خورد سال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زکی نام اوسکے ملازموں سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن زکی کے بخوت و تکبر سے امرا نے تنگ آکر عید الضحی کے روز قتل سے
اوسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست و کم سنی حاکم احوال کابل دگرگوں
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت میں محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک کرمسیر تھا بعیت لشکر ہزارہ و نکدر متوجہ کابل ہوا امرا عبد الرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھکر افغانوں میں بعلاقہ لغمان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم نے قبضہ کرکے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کرلیا مگر رعایا کو راضی نہ رکھ سکا یہ حال سنکر محمد بابر بادشاہ جو ۹۹۹ھ میں

بابر کا حال بعد وفات اپنے والد کے بابر سکی عمر میں فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا تو مانگ تیموری
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیوں کی بے اتفاقی سے باوجود محنت اور ہوشیاری اس

سلطنت مین استقلال نہین رکھتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہوکر قلعہ خالی کر دیا ظہیر الدین محمد بابر نے تخت نشین
افغانستان ہوکر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم پر صرف ہوئے جہان شاہ بیگ ارغوان اور محمد مقیم نے شکست کھاکر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہان تک ہوسکا درست کرکے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان میہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان ہوتی رہین ملک جیت فتح کرکے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لاکر حساب شمارہ دو تنخان
لودہی بعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کرکے روانہ ہوا دوسری طرف سے ابراہیم شاہ
لودہی ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے واقف تھا ایک ہی جگہ فوج کھڑی کر دی تھی اور برابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
اپنے لشکر کو گمان دیتا تھا مقولیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوج کو لڑایا فوج مغلیہ کے اون
دو ستون نے جن کو تیولقہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور اوذکا تاقب
مارا جب ادنکی فوج مین تزلزل ہوا تب بازو راست و چپ والون نے بھی ہلہ کیا اُس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہوگئی بابر
فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا ۱۵۲۶ء مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پر قبضہ کرکے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق الملکی مین سلطنت کرکے ۹۳۷ھ مطابق
۱۵۳۰ء مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لاکر
دفن کیگئی باپ کیطرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہو۔ بابر کو ابتدائے جوانی مین شراب کا بہت شوق تہا چنانچہ کابل سے بابر بہولنے سبزہ زار مین ایک چہوٹا سا حوض پتر مین کُندوایا گیا اور وہ مئی ارغوانی سے بہر دیا جاتا تہا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تہا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبعزاد حوض کے کنارہ پر کندہ کرادی تہی۔

نوروز نوبہار مئے دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب سونے چاندی کی پیالیان جنمین بابر شراب پیا کرتا تہا اونکو گلوا کے فقراء و مسکینونکو خیرات کردین گئین اور بابر پہر ہمیشہ کے لیئے تائب ہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندانمین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسماء نقشۂ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ پانزدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابریہ چغتائی جو ہندمین فرمانروا ہی

نشان سلسلہ	نام ہای سلاطین مغلیہ بابر ہندوستان	تاریخ ولادت	مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس	مدت سلطنت مع تاریخ وفات		سبب موت	جاے مدفن
					قمری	عیسوی		
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۲۶ ذیقعدہ ۹۱۳ھ	۴۹ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۲۳ سال ۵ ماہ ۱۰ یوم	۲۵ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۲۳ جمادی الاخر ۹۶۳ھ	زینہ سے گرکر زخمی ہونیسے	مقبرہ ہمایون دہلی
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۲۵ رجب ۹۴۹ھ بمقام امرکوٹ	۶۳ سال ۴ ماہ ۸ یوم	۴۹ سال ۱۰ ماہ ۱۱ یوم	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	مرض الموت	سکندرہ ضلع آگرہ

سوانح عمری ہمعصر شاہان انگلشیہ

پہلے ہنری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ مریم سابق ہمعاصر شاہان انگلستان مین سے

پہلے ملکہ مری دوسرے ملکہ الزبتہ تیسرے جیمس اول ہمعاصر شاہان انگلشیہ تھے

۳	محمد سلیم نورالدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ							پہلے جہمیں اول۔ دوسرے چارلس اول ہمعاصر شاہان انگلشیہ تھے۔
۴	ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نورالدین جہانگیر بادشاہ							پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ۔
۵	ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان							پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جہمیں دوم چوتھے دیلیم سوم پانچویں ملکہ این۔
۶	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر							ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر							ملکہ این
۸	معزالدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ							ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ							پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابوالبرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ							جارج اول
۱۱	شمس الدین رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ							ایضاً

۱۲	شحنۂ اخترین محمد منظم						جارج دوم
۱۳	ابو نصر احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ						ایضاً
۱۴	عرش منزل عالمگیر ثانی بن عزالدین جہاندار شاہ بادشاہ						ایضاً
۱۵	محی السنۃ شاہ جہان ثانی بادشاہ بن محی الملۃ من مرزا اکبر						جارج دوم و جارج سوم
۱۶	فردوس منزل علی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عزالدین عالمگیر ثانی						پہلے جارج سوم و دوسرے جارج چہارم
۱۷	سید ارشاہ بن احمد شاہ						جارج چہارم
۱۸	عرش آرامگاہ ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ عالم بادشاہ						دلیم چہارم -
۱۹	ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر شاہ بادشاہ						ملکۂ وکٹوریا قیصر ہند تا ساختہ غدر ہند و ستان

ادھر کلو بلی کی بیعت ہوئی

اعلان بنام بابا بلی کہ گدی نشین شاہ عالم ثانی ہوا

ملکۂ وکٹوریا قیصر ہند تا ساختہ غدر ہند و ستان
سنہ ۱۸۷۳ء انگلستان میں شامل ہوئے اور یہ سنہ ۱۳۷۳ھ کے التباس ہند و ستانیین حکمران ہوئے

دارالخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جسمین دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خود مختار سلطنتین قائم ہوگئین تھین -

چنانچہ مظفر شاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت ۷۹۳ھ مین ملک گجرات مین اور سلطان حسین الخاطب بہ ولاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور مندو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت بنگال و ستارگانون و لکھنوتی و بہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان الخاطب بسلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جون پور مین - اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ و ٹھٹھہ مین اور شاہ میر الخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خود مختار سلطنتین قائم ہوئین -

سلطنت دکن کی بنیاد اور اوسکی تاریخون کا بالاجمال حال -

ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور تھی جسکا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہی جو محمد تغلق کے عہد مین تھا - دارالخلافت دہلی سے جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جوانمرد سردار نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا خود سر بادشاہ بنگیا -

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگوے نامی ایک برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافت دہلی مین رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت مین شریک تھا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی مفلسانہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر
کھڑا ہوگیا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت و سلطانی آمد)
اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اسکو دی اور
فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس اشارت کا مال بشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان صوف
کانگوے برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی نگرانی مین اپنی امانت
و دیانت داری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہوگیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و
تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کے تحت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد
بادشاہ خود سمت متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات مین ملغی نام غلام نے
بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہوگیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رخ کیا اور عماد الملک
ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے مہم پر مامور کیا آخر کار معتمدین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر
عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا
اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہوگیا اور باتفاق اعیان کرنا
بادشاہت ظفر خان کو ملی ۔

اوس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکر کچھ زینت دی اور اپنے پرانے اقا کے یادگار مین اپنا
لقب حسن علاء الدین کانگوی بھی مقرر کرکے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے
یہی حکم دیا ۔ کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب
قدس سرہ کے معرفت تروح روح پرفتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے
یہان بھیجا وین المتصدر گیارا سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کرکے ۷۵۹ھ ہجری دنیا اہل دنیا
کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا راستہ لیا ساٹھ سال کی عمر پائی ۔

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگوے بہمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا۔ اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیوا سطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادا اللہ شرفا وتعظیما مین بھیجدیا اور رے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اوسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا دکن کے بتخانون کو توڑ دیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدین بنوائین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری واستقلال سلطنت کی آخر ذیں ذیقعدہ ۷۷۶ھ مین وفات پائی۔

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بہمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد انیس برس کی عمر مین سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور رائے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر ستر ہوین ذیحجہ ۷۷۹ھ مین اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کر ڈالا کل تین سال سلطنت کی۔

سلطان داود شاہ بن علاء الدین حسن بہمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہو گیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کر ڈالا۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بہمنی تخت شاہی کا مالک ہوا۔

سلطان محمود بن حسن بہمنی کا تذکرہ

یہ بادشاہ سلیم النفس علیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان وشاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر مین ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت مین رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کرکے پیغام طلبیدن بھیجا

وہ ہنین آئے آخر اونمیں سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کرکے تپ محرقہ سے اکیسوین جب
۷۹۹ھ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کرگیا اور سیف الدین غورے اسکا وزیر تھا ایک سو
سات برسکی عُمر پاکر یہہ بھی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔ محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ ہنا اوسکو تغلقین
امیر الامرا نے اندھا کرکے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کردیا اور خود
وزیر بنا است باسے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہوگئے اور مسمی
سدھو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہوگئی مگر اسکے
دو ہفتہ بعد ہی اونھون نے اسکو گرفتار کرکے اندھا کردیا اور یہہ ہرگز حفظہ ومدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا
وتعظیما کو چلا گیا اور وہین رہا آخر ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ کا حال اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت
وجاہ وجلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور راے بنیجا گم کو
اس نے شکست فاش دی اور اوسکی لڑکی سے نکاح مین لی اور چوبیس جنگ اس نے ہندوؤن کے ساتھ
کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون
وپر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز بیٹھ بذات خود مدرسہ مین جایا کرتا تھا اور
طلبا وغیرہ کو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین اُستاد تھا اس نے سُنا
کہ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روے
کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہہ برہم ہوگیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد
کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکے
پیش نہ گئی اور دیکھا کہ کل امرا و دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر بھیجہ مجبور ہوگیا اور بروز دوشنبہ بست و پنجم شوال کو پچیس سال سلطنت کرکے انتقال کیا جنت اشیانی اسکی تاریخ ہے ملا داود بیدری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سلطان احمد شاہ بن داود شاہ بہمنی کا حال

اور فیروز شاہ بہمنی کے انتقال کے بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھون روپیہ خرچ کرکے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راے کرناٹک پر لشکر کشی اور راو اوس کو مغلوب کیا و ہوشنگ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کرکے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے فرزند سید نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح مین دی آخر تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کرکے ۲۶ ماہ رجب ۸۳۰ھ مین وفات پائی اسکو درویشون و خدا پرستون سے کمال محبت تھی اسلئے سلطان احمد شاہ ولی البہمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاء الدین احمد شاہ بہمنی کا حال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا شخص عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا دیوراے راجہ کرناٹک نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا اوسپر لشکر کشی کی اور غالب آیا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خانہ بنوایا اور دار الشفائین و مدارس اشاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار و دیندار شخص تھا اتقا کے سبب سے یہ بادشاہ مشرک سے ہم کلام نہین ہوا تیئس سال اس نے بکمال دینداری سلطنت کی آخر ۸۶۳ھ مین وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاء الدین بہمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملوخان امرا اور شاہ خلیل و حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتون کی تجویز سے حسن خان اس کا چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر اسپر ہمایون سلطان نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملوخان امیر الامرا اور حبیب اللہ

وشاہ خلیل کو قتل کرکے خود تخت نشین ہوگیا اور حسن خان کے ملازمون کو پکڑکے زندہ آگ مین جلا دیا اور بعضون کو اوبلتے ہوئے پانیمین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی حکم نہین جاری ہوتا تھا آدمیون کے سرون سے بھرا گیند کھیلتا اور جب تیر اندازی کا اس کو شوق ہوتا تھا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پہلے اپنے گھر والون سے رخصت ہوتے اور اوسکے روبرو دم بخود رہتے کہ ہر ایک پنے دم کو دم آخری تصور کرتے اور زنا و بدکاری کا یہ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولھن پہلے اسکی خواجگاہ مین بھیجائی جاتی اور خود جس عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر بھہ ایک رات شراب کی نشہ مین مست و بے خود سو رہا تھا ایک لونڈی اسکے سر پہانی اور پنیچہ پاکر ایک بڑی لکڑی اوٹھالائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پھیٹکر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ سلطنت کرکے ۸۶۵ھ مین مرگیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور ملک التجار محمد کاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اودیسہ اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ آزما رہا اور فتحمند ہوا اور گیارھویں شوال ۸۶۱ھ مین اسکی شادی ہوئی اور بھر بسبب زقاق وفات مرگیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود کاوان نے امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا پھر محمود کاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سن بلوغ کو پہونچا اور ہوش سنبھالا تو

بڑے بڑے راجاؤن کے ساتھ جنگ کرار ہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود اسکے اتفاقا اور بدینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود کاوان جیسے وزیر باتدبیر کو قتل کروایا اور یہی باعث زوال سلطنت بہمنیہ کا شروع ہوا اور آخر یہ بادشاہ بیس سال سلطنت کرکے غرہ صفر ۸۸۷ ہجرے مین بیمار ہوکر مر گیا۔

سلطان محمد دشاہ بن شمس الدین کا حال

اور سلطان محمود شاہ بارا سال کی عمر مین تخت نشین ہوا نظام الملک بحری اور قوام الملک صغیر و کبیر دونون اور یوسف عادل شاہ و سید علیہ اللہ و محب اللہ اسکے امرا رہتے لیکن بہ سبب نفاق باہمی اُمرا دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہوگیا آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہوکر خود سر ہوگئے اور آخر کار یہ بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی مین ۳۶ سال سلطنت کرکے ۹۲۴ ہجری مین مر گیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن محمد شاہ بن محمد شاہ بن ہمایون شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین کل حلو بجات خود مختار ہوگئے تھے اسکا نام صرف خطبہ و سکہ مین جاری تھا اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نتھا شاہی فوج کی تعداد چار ہزار سواروں سے زیادہ نتھی اور امیر برید مختار کل ہوگیا تھا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا اس نے جواہر فروخت کرکے کھایا آخر اسپر امیر غضب مین آیا اور اس کو زہر دیکر ۹۲۷ مین مار ڈالا

سلطان علاؤ الدین بن احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہوکر چاہا کہ امیر برید کا کام تمام کرکے خود مختاری پاوے جب یہ راز کھل گیا اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو ۹۲۹ ہجری مین قتل کر ڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود برائے نام تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی منکوحہ کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کرلی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمود شاہ کا حال

اور اس کے بعد سنہ ۹۳۰ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سریر آرا ہوا اور یہ آخری بادشاہ سلاطین بہمیہ کا ہے اس نے محتاجی و نادار ہی میں ماخوذ ہوکر شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہوکر اوس کے درپے ہوا یہ سنکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اوس نافدا ترس نے اس کو زہر دیکر سنہ ۹۳۶ میں اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت بہمنیہ اس پر ختم ہوگئی۔

اور سلطنت بہمنیہ کے خاتمہ پر دکن میں پانچ سلطنتیں علیحدہ علیحدہ قایم ہوگئیں اور جب تک ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نکر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے۔

ان پانچوں سلطنتوں کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔

بریدیوں کا حال۔ کہ بریدیوں نے بعد ختم سلطنت بہمنیہ کے اپنا دارالحکومت محمود آباد بیدر قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پہلے شاہان بہمنیہ کے غلاموں سے تھا اس نے محمد شاہ بہمنی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد میں وزارت پائی اور بتدریج اختیار حاصل کرلیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب یہ مرگیا تو اس کا بیٹا امیر برید جانشین ہوا یہ ایک رات کہیں شراب پی رہا تھا گیدڑوں کی آواز آئی اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ گیدڑ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ حضور جاڑے کے صدمہ سے فریاد کرتے ہیں حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار تھیلے روئی بھروا کر صحرا میں ڈالدیو کہ اوڑھیں گیدڑ رہا کرینگے اسکے چند روز بعد یہ حالت شراب خوری میں اذکی آواز آئی پوچھا کہ اب یہ کیا کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا اب یہ حضور کے مطبیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب یہ مرگیا تو امیر علی برید اس کا جانشین ہوا اس کو جانشین ہوکر کچھ عرصہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ اس پر نظام شاہ بحری نے یورش کی

اور قلعہ ادسہ اور قلعہ کلیان اور قندہار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن علی بریدشاہ حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر ۱۰۱۸ھ ہجری میں بیوقعتی کے ساتھ رہے آخر عادل شاہ کا کل ملک پر تسلط ہوگیا اور حکومت بریدون کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شاہیون کا مختصر حال۔

دوم سلطنت عادل شاہیون کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایہ تخت بیجاپور تھا خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے مذہب اسکا شیعہ تھا پہلے یہ بہمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب سلطنت بہمنیہ میں ضعف آیا تو یہ متصرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اس نے اپنا دارالسلطنت بیجاپور مقرر کرکے ملک کو وسعت دی اور رائے بیجانگر و امرار نظام شاہیہ سے معرکہ آرا رہا اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کرکے ۹۱۶ھ ہجری میں مرگیا۔

سلطان اسمعیل عادل شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان اسمعیل شاہ کم عمر میں بادشاہ ہوا اور کمال خان دکھنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت نشین ہوگر یہ منصوبہ اوسکا پیش نگیا اور سلطان اسمعیل شاہ عادل کی ماں کو یہ حال معلوم ہوگیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروادیا اور اسکے بعد صفدر خان وزیر کا بیٹا برسرفساد ہوا آخر یہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمعیل عادل شاہ کے رائے بیجانگر و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر ۹۴۶ھ ہجری میں چھبیس ۲۶ سال سلطنت کرکے مرگیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل ابراہیم و علی عادل سلطنت ہوکر بادشاہ بنا مگر امرا نے اوسکو گرفتار کرکے اندھا کردیا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ملک کا انتظام کیا اور رائے بیجانگر سے معرکہ آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۱ سال سلطنت کرکے آخر ۱۰۲۷ھ ہجری میں مرگیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج و تخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط بہم پہونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے کمک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ تر یہہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی سخت بے حرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہنیوز بن جاوی آلاخر سنہ ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی برید شاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کردیا آخر راجہ بمقام تلی کوٹ واقع دریا کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال و دولت فتح نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلاکر اس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ بقول سیرت صاحب غیرت تھا اس نے اسکو جہنم رسید کر ڈالا

سلطان ابراہیم عادل شاہ کے فرزند علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اول کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل نامی دکھنی نے پائی اور تربیت و پرورش اسکی چاند بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہہ تجویز اسکی پیش نہ گئی اور وزیر کے اس بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور انکا مال لے

محاصرہ رہا بالآخر ابوالحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنوں کے پنجہ سے رہائی پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اوسکے متابعت مین رہا اور آخر سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین گیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا مگر جب شاہجہان بادشاہ ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین انتقال کیا

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے تیسرے کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کے بے عنوانیان دیکھکر عالمگیر نے اسکے طرف متوجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسرکردگی شاہزادہ محمد اعظم عازی الدین بہادر فیروز جنگ سنہ ۱۰۹۷ ہجری مین اسپر چڑھ آیا آخر چند ماہ محاصرہ مین رہکر سلطنت سے بیدخل ہوکر قلعہ دولت آباد مین قید کردیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف مین آگیا اور ربندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبداللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دارالسلطنت احمدنگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا دادا اجر نام قوم کا برہمن تھا سلطان احمد شاہ بہمنی جب بیجانگر پر چڑھ گیا اور راجہ کو مغلوب کرکے کئی ایک ہندؤن کو قید کرکے لایا ان اسیرونمین اسکا باپ بھی تھا اور جن نام پاکر غلامان شاہی مین داخل ہوا اور یہ شاہزادہ کا ہم عمر تھا شہزادہ کی خدمت مین رہکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو اس کو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور نظام شاہ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بہمنی کے عہد سلطنت مین جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بن کر بہت سے قلعہ گیرونواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اور اسکا نام احمدنگر رکھا اور اسکو اپنا دارالسلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھ جماکر سنہ ۹۱۴ ہجری مین اس جہان فانی سے ملک عقبیٰ کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحری کا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہ شخص پہلے محمدو یہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد مین ملا شاہ طاہر بزرودی اسمعیلیے ایران سے آیا اور اُس نے اسکے پاس حکمت علمی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج مین در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور یہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین سے لڑائی چھڑی رہی آخر ش سنہ ۹۶۱ ہجری مین مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبدالقادر اور پھر شاہزادہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ مین پیسہ ہو گئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے اسپر یورش کی اور شاہی بیشمار خزانہ لوٹ گیا تاہم اس نے اون سے ایک مدت تک جنگ پیکار رہا بالآخر صلح ہو گئی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا آخر یہ بادشاہ بیماری مین ماخوذ ہو گیا اور سنہ ۹۷۲ مین مر گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر۔

اور باتفاق امرا دولت مرتضی نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد مین اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوئے اخیر قید کر دیئے گئے۔ اور یہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو سنہ ۹۹۲ مین اسکے بیٹے میرانحسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا یہ شخص نادانی و بدکار اور ذلیل الحرکت تھا۔ اسکے مرزا جان امیر الامرا سے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی رکھے یہ خبر پا کر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخر ش کل امرا و دولت کبیر باتفاق مرزا جان کے اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ برجمین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمعیل شاہ کو امرا نے مکرر بارہ برس کی عمر مین تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور یہ وزیر ہو کر مہدویہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والوں کو نیست و نابود کر دیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضیٰ نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے یہ خبر سنکر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کر کے احمد نگر میں آیا اور فتحیاب ہو کر اول جمال خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سرنگوں کیا اور ہزاروں مہدوی مذہب والوں کو قتل کر دیا آخر اس نے چار سال سلطنت کر کے ۱۰۰۳ھ میں مر گیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال

اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج و تخت ہو کر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس پورش میں یہ پسپا ہو گیا اور عند المقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ و علیشاہ وغیرہ کا بالاجمال حال

اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میاں منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ میں تخت نشین ہوا۔

اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمد نگر میں بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد میں بادشاہت دی جو تھے ابہت خان حبشی نے پرنڈہ کے علاقہ میں شاہ علی بن نظام شاہ اسی سال کے سر پر حکومت کا تاج دھرا۔ ان چاروں میں فساد پڑا اور اسی ایام میں عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمد نگر میں آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالآخر صلح ہو گئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد ۱۰۰۸ھ ہجری میں شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند بی بی کا یہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جانا عین مصلحت ہے لیکن یہ تجویز

اوسکی پوری ہوئی نہین پائی آخر چینہ خان امیرالامرا نے اس بات کو دوسرے اقالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاندبی بی کی آمیزش شاہزادہ دانیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہی اور اس بہانہ سے یہہ قلعہ اوس کو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم وگمان پر سب نے بلوا کرکے اوس شیردل عورت کو مار ڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی خطیرخان حامی۔

اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق سرکردہ بیاپر المخاطب بہ چنگیز خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دھرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کھڑکی اس نے دولت آباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مرگیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ بن علیشاہ وغیرہ کا حال

اور اسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہوکر امرائے شاہان چغتائی دہلی کو بالاگھاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم سے شہزادہ خورم نے لشکرکشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کرلی۔ اور جب ملک عنبر مرگیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہوگئی اور اوسکو قتل کرکے اوسکے لڑکے کو حاکم بنایا آخر ۱۰۴۳ھ ہجری مین صاحبت خان خان خانان بحکم شاہجہان برہان پور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت حبشی صاحبت خان سے معرکہ آرا ہوا آخر شکست کھاگیا اور فتح خان وغیرہ قید ہوگئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا اور اسکا کل ملک بفتح شاہجہان نے دارالخلافت دہلی مین ملالیا۔

خاندان عادشاہیون کا فتحہ حال

چہارم سلطنت عادشاہیہ واقع ملک بڑا رجیکا دارالحکومت بیجاپور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عادالملک نامی گذرا ہے۔ یہہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم بڑار کا غلام تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت بڑار کی عنایت کی اور عادالملک خطاب بخشا آخر ۸۹۵ھ

ہین اس نے شاہان بہمنیہ سے تمرد و منحرف ہوکر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد علاء الدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا۔ پھر برہان عماد شاہ کے عہد مین اسکا جانشین ہوا اور اتصال خان غلام مختار کل بنا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کرکے خود مالک بن بیٹھا یہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر لشکر کشی کی اور ۹۸۸ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہیہ جن کا پایہ تخت گول کنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے یہ شخص منصع سعد آباد سلطنت ہمدان مین ۸۰۰ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین ملکی دشمنون کے ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ عراق گھوڑون پر بارادہ سوداگری دار السلطنت بیدر مین آیا اور بوسیلہ امرا کے سلطان محمود بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ خلعت انعام و اکرام پاکر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہ سلطان کے پاس رہکر پرورش و تربیت پایا اور آخر مین بعہد وصول پیشکش قلعہ گولکنڈہ پر مامور ہوا اور ملک تلنگ کا ناظم بنا اور قطب الملک کا خطاب اور دربار بہمنہ سے حاصل کیا سولہ سال تک اطاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بہمنی انتقال کیا اور سلطنت بہمنہ مین ضعف آگیا تو اس نے منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گول کنڈہ اپنا تخت گاہ قرار دیا۔ اور حد گولکنڈہ سے دریا شور شرقی تک اور قلعہ پانگل و مچھلی پٹن اور راجمندری و راج کنڈہ و کوندپلی و ویلور وغیرہ وغیرہ سمت قلعہ اپنے قبضہ و تصرف مین لایا اور راجہ بیچندر کو تیلنگانہ کو مفتوح کیا بت خانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہ پھلا بادشاہ قطب شاہی ملک کرن مین مذہب شیعہ کو شایع کیا اور خطبہ ائمہ عشریہ کا پڑھوایا جمشید خان اسکے فرزند کو از روی سلطنت تھی اور اپنے باپ کی زیادہ عمر ہونے سے رنجیدہ خاطر ہوکر اس نے خفیہ میر محمود مدنی ملازم کو تو الی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اور اسنے ایک روز تنہا پاکر

بادشاہ کو بحالت نماز تین زخم ایسے مارے کہ جس سے اوسکی روح پرواز ہوگئی یہ واقعہ پیر کے دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ ہجری مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر قبض اثر مین مدفون ہوا جسکا گنبد ابتک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ جمشید خان کے پاس اکر اوس کو مژدہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے اتفاق سے حویلی پر ملک زادۂ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپکا تھا جا کر زہر آلود سلائی اوسکے آنکھ مین پھیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا اور بے کھٹکے جمشید خان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اوس نے تخت نشین ہوکر خطبہ پر سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اوسکے اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چون کہ وہ پہلے ہی کل حقیقت اس کی سن چکا تھا اوس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دارالسلطنت محمد آباد بیدر چلا گیا اور جب وہان پونچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کرکے شہزادہ ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان آکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جمشید قطب شاہ نے بھی دشمن سے مقابل آرا ہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کرلے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی مدد کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر نیا جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف مین لیا۔

ملک برید نے جب یہہ خبر سنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اڑکی و ٹیرم سے ہوتے ہوئے دارالسلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اوس نے راہ مین شہزادہ ابراہیم سے اوس کا عمدہ تمتی گھوڑا مانگا تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہوکر بیجانگر مین چلا گیا۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر و مدارات کی۔ اور یہہ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب مین ڈوبگیا آخر کار عارضہ سرطان مین مبتلا ہوکر ۹۵۷ھ مین دار البقا کا راستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات بطور نمونہ حوالہ قلم ہین ۔

اے تبو خشم ملک زیبائی ٭	گاہ عشق تو یانست با لائی ٭
کاکل و چین زلف خال لبت	ہر یکے در کمال رعنائی ٭

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا	لب میگون چو سر جام حرام است مرا
یا سر زلف تو سودا ے سیاہی دارم	این چہ سودا است کہ یار زلف چو شام است مرا

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان علی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی مین جھگڑا پڑا بعض نے سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا مگر اس کی کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راو نایکواڑی معہ دیگر نایکواڑیان قلعہ گنجہ نگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بھونگیر سے لاکر تخت نشین کردیوین یہہ مشورہ سنکر والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اوسکو احمد نگر بلوا بھیجا ۔ اور جگدیو راو نایک واڑی بحر خان اور جگپت راؤ کی مخالفت کیوجہ سے معہ اپنے فوج کے دار السلطنت گولکنڈہ سے بھونگیر چلا گیا اور وہان پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت قلی کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کردیا اور رہبت سے تعلقات اپنے تصرف مین لایا ۔

اتنے مین سیف خان عین الملک گولکنڈہ مین پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لی اور بندوبست ملک مین مشغول ہوا ۔ اور جگدیو راؤ کی گرفتاری کی فکر کی یہہ خبر سنکر جگدیو راؤ بار سال تحایف و ہدایا بنقال خان والی برار سے امداد چاہی وہ برسر کمک آگیا اور تعلقہ سیڑم مین سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آ رہا ہوگیا اور لڑائی شروع ہوئی آخر کش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کرکے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ وجگدیو راؤ سے
صلح ہوئی اون ہردو کو قید کرکے قلعہ گلکنڈہ مین چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا
غرور وتکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جمیع امرا کو اس نے بید خل کر دیا۔ اسکا ارکان دولت نے
یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کرکے اوسکے سر پر تاج
شاہی دہرین اور اوسکے طلب مین عرضیان بھیجین یہہ حال سنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی وخان اعظم
کو لیکر روانہ ہوا اور رپا نگل پہونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم
ہوگئی اور آگے بڑہا تو بہت سے اعیان وارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہہ کیفیت سنی متفکر ہوکر بحر سحان وجگپت راو اور حاجی خان کو قلعہ گلکنڈہ
مین چہوڑا اور خود خداوند خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی وقبول خان وتاج خان
کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوکر قلعہ کہن پورہ تک چلا پونچا۔
اتنے مین ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیون کے نام آپہونچا اور نایک واڑیان جگدیو راؤ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہوکر بحید قلعہ گلکنڈہ کے بندوبست مین شرکت ظاہر کرکے
جگپت راو کو قید اور جگدیو راؤ کو رہا کرلئے اور بحری خان و اخلاص خان وحاجی خان خیرخواہان
عین الملک کو قتل اور اون کے سرون کو نیزے پہ چڑہا کر شہر کر دیا اور شہزادہ سبحان قلی کو حبس
تمام خزانہ واسباب ضبط کرکے ایک عرضی ہمراہ امین خان منشی معہ سرہاے خیرخواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہہ خبر سنکر عین الملک کے حوش اڑ گئے اور پریشان
ہوا آخر بہت سا لشکر جمع لیکر معہ پانچ ہزار سوارون کے براہ کولاس ممالک محروسہ کی سرحد کے
باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہوکر تخت نشین ہوگیا۔ بروز دوشنبہ
بارہوین رجب ۹۵۷ھ مین بڑی شان وشوکت سے قلعہ گولکنڈہ مین جلوس فرما ہوکر ہر یک کے

خلعت اور انعام واکرام سے سرفراز کیا اور ملک بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب
ابراہیم پٹن و تالاب کنگور رکتہو و بدویل و کالاپتورہ گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر بصرف دو لاکھ ہون
باہتمام حضرت حسین شاہ ولی رح اور پل قدیم ہے۔ پل قدیم کے تعمیر کیوجہ سے مورخین نے یون لکھی
ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مسماۃ بھاگمتی نام ایک طوایف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آباد ہی
حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اس پر ایک روز حسب عادت قلعہ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور
اور اوسوقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبہ عشق نے چچلم و بیخود کردیا ندیمین گھوڑا ڈالدیا اور پار
ہوگیا خفیہ نگار نے اس ماجرا کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہو جائے سیر تعمیر اوسکی
تعمیر مین متوجہ ہوا اور دو سے سو ہم بارش تک قریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اوسمین چار ہزار
روپیہ باقی رہگئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکوا کر غربا ہون کو کھلوا دیا جائے۔ ایک شخص نے نہا پل کی تاریخ
صراط المستقیم لکھکر بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور پانسو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت
کین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکا قصہ مورخین نے
یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بت خانہ تھا۔ ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات مین تفریحاً
بالاحصار پر سے ادہر اودہر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہ روشنی
کیسی ہے اور رای راونامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی ہی کا
علم ہے۔ لہذا نشینون نے روشنی کی ہے۔ بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو جلین گے صبح ہوتے ہی برہمن نے
جاکر بت کو نکلوا کے ایک علم ستادکروایا اور اطراف مین اوسکے سبز کپڑا بندہوایا اور بادشاہ جب وہان
گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرہوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیئے اس نے اس روز
بڑا پر تکلف جشن عید کی ترتیب دیا اور غربا ہون کو کھانا پکوا کر کھلوایا اوس روز سے پہاڑ پر ایک بڑی
دھوم دہام سے میلہ ہوا کرتا ہے ۔

بیع اتفاقی کو اسکا حال ہوا قلعہ گلکنڈہ کے قریب ہے کانبد زیارت گاہ خلق اللہ ہے دیکھو خزانۂ عامرہ ص ۱۲ منہ

ف تھا روپیہ آٹھ آنہ کا ہوتا ہے اور سوقت کا سکہ تھا ۱۲ منہ

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے تیر کر نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا اور قریب سال نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر سنہ ۱۰۸۸ھ کو رحلت پائی مرد فصیح دو دلیر اور معاملہ فہم و قدردان علم و ہنر تھا لشکر قبضہ اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم ثانی قطب شاہ کا حال اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور مزار اسکا مہین اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدرآباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ سورخین نے یون لکھی ہے کہ بھاگمتی طوائف جو اس کی گشتہ تھی اور اسکا خیال تو مہاہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان نہین ہے و نہ امرا و رؤسا دارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہئے آرام ہے مین چاہتا ہون کہ ندی کے اور طرف ابو الحسنی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارا ہزار محلے ہون چنانچہ ان تعمیرات کے کمال رکھنے کے لئے ایک کرڑ کی رقم جمع ہوئی سیر ابو طالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری مین دو کرڑ روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چارکمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی رستہ کشادہ ترتیب پایا گیا۔ رستہ تمام کے طرف ایک بڑا دارالشفا اور اسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف اور چارکمان کے بین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ کمان قبلی پر نقارخانہ اور کمان غربی دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلی اور مینجین سونیکی نصب تھین۔ نزاکت و خوبصورتی اسکی اس سامان پر قیاس کرنا چاہئے اور خاص بلدہ مین جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین ایک حمام متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور وہی باغ آخر چار شنبہ کے جلسے کے لئے اور ایک وزیر کا گھر تھا اور اسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب سنہ ۱۰۰۰ھ مین خرچ ساٹھ ہزار روپیہ امام باڑا بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہین اور اسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور رنگین محل و عدالت کے لئے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو منظور تھا کہ آبادی شہر مثل شہر مقدس صورت پکڑی چنانچہ اس لئے اس نے بجائے روضۂ حضرت امام ضامن علی موسی رضا کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی تیاری مین قریب دو لاکھ ہن کے صرفہ ہوا یہ چار مینار سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین تیار ہوا چونکہ یہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معماری سے واسکو زیب دینیکی کوشش کرتا رہا اور اسکی سی سے اور امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنے حویلیان و باغون کو آراستہ کرنیکے لئے کام مین ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض قصبۂ نرکھیڑہ و ابراہیم پٹن و بھونگیر و پٹن چیروار و شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر کے نام سے مشہور ہوگیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگون پر تقسیم و علما و سادات کو تسلیم کردیتا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام مین اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین کو دیا جاتا تھا اسکے عہد مین عاشورخانجات عشرہ محرم مین تمام ممالک محروسہ مین آباد اور لوگ تعزیہ پرست ہوگئے اگرچہ یہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اصحاب ثلاثہ کی نسبت تبرا کریگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سائل اسکی سواری کے نزدیک آیا اور عرض کی یہ ہاتی معہ فوج جسپر بادشاہ سوار ہے بارا امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال دو مہینے بکمال نیکنامی اور عیش و عشرت کے ساتھ سلطنت کرکے آخر شراب خوار یمین مبتلا ہوگیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیمار یون مین مبتلا ہوکر آخر ۱۰۲۰ھ ذیقعدہ اون پچاس برس عمر پاکر مرگیا اور لنگر قبض اثر مین سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ بن محمد ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال	اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ تخت پر متمکن ہوکر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھ ہن کی منظوری دی
اور اوسمین عمدہ عمدہ عمارتین وعالیشان محل تیار کیے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔
اوخواص شہر مین بہی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنانی چاہئے۔ چنانچہ سنہ ۱۰۲۷ھ مین جمیع
علما اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تجہ قضا نہوی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے
چنانچہ پہلے کھکر چلے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری
مین خرچ ہوے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبداللہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے عہد تک
تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت عہد عالمگیر مین باقی تعمیر اس مسجد کی سنہ ۱۰۹۱ھ مین عمل مین آئی۔ اب
وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکندہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوری
عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر منور سلطانی آباد ہونے نہین پایا تہا کہ اس عرصہ مین بیمار
ہوگیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یون لکہا ہے کہ جسوقت اسکو شہزادہ
عبداللہ عزرا پیدا ہوا تو نجومیون نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکہنا بادشاہ کو منحوس ہے
بارہ برس تک دیکہنا چاہیے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ
برس تک علیحدہ پرورش ہوتے رہی اور جب بارہ برس گذرے تو شہزادے کو آرزوے قدمبوسی
شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ ٹیک
تجویز کرکے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور خلعت شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ
تپ محرقہ مین بیمار ہوا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچہہ فائدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چہین روز سلطنت
کرکے بروز چہارشنبہ ۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ مین ۴۴ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر مین یہہ
نیک نام بادشاہ انتقال کرگیا۔ اور گنبد واقع لنگر فضل اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ سریر آرا ہے

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔
سلطان عبداللہ قطب شاہ نے جب یہ سنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کرکے روانہ کیا اور محمد امین
سہ اپنے والدہ کے بار اگوس کے ناحلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت
عرض کی شہزادہ نے یہ سنتے ہی حیدر آباد کا رخ کیا ادہر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے بمجرد
سننے اس خبر کے پنجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلکنڈہ ہو گیا۔ اور شہزادہ سلطان محمد
تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ
کیا اور لڑائی شروع ہوئی ادہر شہزادہ نے بھی دلیرانہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے
پیٹھ دیکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کرکے کارخانجات پر
قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ گلکنڈہ سے جواہر قیمتی
و زر نقد پیشکش شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر بالفعل میں تیاری جنگ و استحکام قلعہ میں مشغول تھے
محمد عالم شاہ سے خواہان ملک ہوا اور تعین عالمگیری شہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہو کر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو مورچے
قایم کرکے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ برسنا شروع ہوا ادہر سے بھی دندان شکن جواب سعدی سے دیا بارہا بہادران
بہادران دلاور نے داد جوانمردی دئے اور بہ انگشت خون ہوا المختصر بوقت صلح سلطان عبداللہ
قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میرزا احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور نذر بقایا
پیشکش ماضیہ معمولی و حال و مال و اسباب نفیسہ مزاحمت امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس
چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی
لڑکی شہزادہ سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کروڑ روپیہ نقد داخل
کرے چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبداللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس
صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور چالیس برس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ تیسری محرم ۱۰۶۳ھ جہان کا روبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا راستہ لیا اور لنگر فیض شہر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابوالحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابوالحسن تانا شاہ اسکا داماد میر مظفر کی سعی سے پنجم محرم ۱۰۶۳ھ مین تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی یہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شعلہ کا گل ہوتا ہوا چراغ ہے اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد کوشوارہ خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے معاش و عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کردیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پہنچنے تقسیم ہونا چاہئے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔

وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیان درپیش رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا سلطان ابوالحسن نے یہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بغافلت رکھا آخر چھوڑ گئے مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابوالحسن سید مظفر وزیر سے نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا اور اس کو معزول کرکے اوناپنتلو کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو اپنا پیشکار بنایا۔ یہ دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہوگئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو معزول اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کئے اور اہل اسلام کو بنظر حقارت دیکھنے لگے بیرون شہر سلطنت گیرہین ایک دربار ہوا کرتا اوقات سوار ہوکے وہان جاتے تھے اور بیوقت جلوس کا ہوا اور آپ حشمت و جلوس سے سوار ہوکر سادات و مشائخ کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابوالحسن رات دن شراب نجوازی وعیش وعشرت مین
غرق رہا کرتا تھا اور یہہ دونون کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل وانصاف کا نام نہ تھا
سادات ومشایخ وفضلا وشرفا کو انہون نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ
رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ فصیحتا لکھا کہ اپنی بُری عادتون سے باز آؤ اور
رعایا کی بہتری کرو اور خوش وخرم رہو لیکن اسپر اس نے کچھ بھی خیال نکیا۔
القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدینخان بہادر
فیروز جنگ معہ لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم مین طوالت ہوئی خود عالمگیر نے
اورنگ آباد سے نکلکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا مین سلطان ابوالحسن تانا شاہ
کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمین لکھا ہوا تھا کہ مین مراسم بندگی بتقدیم بجالایا مگر تم نے
سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کرکے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجھپر بھی واجب
ہوگیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبھاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے مین بھی اوس کی
کمک کرون اسلئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان بہنگ حملہ کو معہ چالیس ہزار سوارون کے مامور
کیا ہون دیکھون کہ تم کس کس سے مقابل آرا ہو سکتے ہو پھر دلاخط اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود
سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر وغیرہ
کو روانہ کیا۔ انہون نے جاکر سرحد کے قلعون سے چھیڑ چھاڑ شروع کردئے۔ ادہر سلطان ابوالحسن کے
طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ مہاجی ورستم راو پچاز اور برادر مادنا کے قصبہ بیدم ومکھیڑ
پر مقابل آرا ہوگیا۔ دونون جانب کے سپاہ نے داد مردی وشجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر
سلطانی کے ہاتھ رہا اسپر بھی شہزادہ نے کچھ نہ سمجھا جیسا کہ بیدم ومکھیڑ پر گنہ اڑکی وغیرہ جس پر
فوج شاہی نے قبضہ کرلیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دست بردار ہوجاتے تو مین

پہین سے تمہاری سفارش حضور سلطانی مین عرضداشت روانہ کرکے صلح کروا تا ہون ۔
اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کرلیا مگر شیخ مہتاج اور رستم راؤ نے نامنظور کی آخر پھر
لڑائی شروع ہوئی اور اوسی روز ابوالحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لئے اور بھی لشکر آ
پہونچا طرفین سے زر مگاہ گرم ہوئی بیکرمہ کا کمیت شیخ مہتاج و رستم راؤ مجروح ہو گئے اور دکہنیونکے
پاؤن میدان کارزار سے اکہڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی نے برابر انکا تعاقب کیا
ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہ ہوئی کہ اکثر سردارون مین نفاق پڑ گیا اور دکہنی فوج منتشر
ہو گئی ۔ چنانچہ دکہنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابوالحسن پاس پہونچا تو خلیل اللہ خان کی تیاری
کی کہ اسکے سبب سے ہمکو شکست ہوئی اور رامداس نے بھی سلطان ابوالحسن کے ذہن نشین کیا خانہ زاد
عالمگیر سے ملگیا ہے ۔ اس پر ابوالحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
یہہ سنکر بخوف جان خود ۱۰۹۶ ہجری مین شہزادہ سے جا ملا اور شش ہزاری منصب و چہہ ہزاری سوار
و خطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی ۔ یہہ حال سنکر ابوالحسن پریشیدہ ہر شام محل شاہی سے
نکلکر تمام مضایق بجراہرات دہن و اخگر نیون کے ساتھ لیکے قلعہ گلکنڈہ مین داخل ہوا بعد
اوسکے ابوالحسن کا اسطرح قلعہ مین چپکے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر مین حشر
برپا ہو گیا کئی ہزار شہر فا پریشان حال اپنا اپنا مال و اسباب گہر و نمین چہوڑ کے صرف عیال و اطفال
لیکر قلعہ مین چلے گئے ۔ اوباشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع
کی اور بیشمار مال و دولت و مملات شاہی کا غارتگرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادہ نے
بے کہٹکے محاصرہ ابوالحسن مین داخل ہوا اور راحکم الحاکمین کا شکریہ بجا لایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر
چوبداروں کو مامور کیا جب غارتگرون نے زمخانہ کو تو ال لشکر کو بانفاق اپنے دیوان کے
پالنوسوار دیگر گروہ اوسی و نبد و بست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

درازی سے امن ملی ۔ القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد وجنس پر ابوالحسن تاناشاہ کے قبضہ کرلیا تو سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے ایک معذرت نامہ عفو تقصیر کیلئے شہزادہ پاس روانہ کیا اور جب مضمون نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس امر پر قرار پائی کہ ابوالحسن ایک کرور تیس لاکھ روپیہ اب دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہو وہ دیا کرین اور اناوتا اور اکنا جائیداد جو سبب خرابی سلطنت حیدرآباد ہین اون کو بیدخل کرکے قبضہ کردین اور گلبرگہ ایڈم وکوہیر معہ دوسرے محلات مفتوحہ جو نوح شاہی کے تصرف مین آچکے ہین اون سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہوجائین صلح کی یہہ شرطین قرار پائین مگر تاناشاہ کو اناوتا اکنا کا جدا ہونا کب گوارا تہا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا ۔ اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ اناوتا اکنا جنکے سر پر فضا آگئی تھی تنہا نہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تھا بیٹھکر مشورت کر رہے تھے دشمنون نے قابو پاکر ترسے جدا کرکے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کردیا ۔

الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آکر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ سے مشرف ہوا اور وہان سے چلے ایک حکمنامہ بنام سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابوالحسن تاناشاہ سے زرنذرانہ وصول ہو تاناشاہ نے جب یہہ سنا مبہوت ہوگیا اور زرنذرانہ کی عیوض ناباب جواہرات جو اسکے پاس تھا اس نے وہ بیچنے عالمگیر کے پاس بھیجدیا ۔ لیکن جب تاناشاہ کو معلوم ہوگیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی اس طرف آنے والے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا خان مزبور نے وہ تقریر دلفریب کی کہ بیچہ سنکر چپ ہورہا ۔ المختصر تاناشاہ نے ایک عرضی لکھی ۔ خلاصہ اسکا یہہ تھا کہ اختیار یا بی اختیار سے جو کچھ خطا ہوی فدوی اس کی سزا کو پہونچا

اب امیدوار رسعافی کا ہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظہ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے تقصیرات بیشمار گنتے صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔ اور فضلا کو بے اختیار علانیہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھا نہ عدل اور ظلم مین فرق سمجھا نہ فسق و عبادت سے واقف ہوے کافر خربی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ ہُن بھیجا جی کے حوالے کیے گئے اب ان تقصیرات پہ امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا عقبیٰ مین بھی ناممکن ہے۔ پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ مہناج اور شرزہ خان و مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق خان معہ دیگر نامور سردارون کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدرآباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اس اثنا مین فازالدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑھ پر بھی خاطرخواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب الحکم سلطانی ایلغار پہونچتا ہے۔ چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو ہی بھی ہمت پسپا ہو گئی الغرض لڑتے بھڑتے شاہ فتح نصیب نے آکر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچہ قائم کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی برابر آتش برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلاور انہ حملے ہوتے رہے اس زور و شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے مُنہ پھر پھر گئے سیکڑون ہی کا کھیت پڑا اور خواجہ عابد قلیچ خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جوانمردی سے دلاور انہ حملہ کیا لیکن بتقدیر آطمی ایک گولہ آلگا تو باز و جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش فرمایا۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کھینچا۔ بالآخر تدبیروں کے جال پھیلائے گئے اور خفیہ سازشوں کے سرچشمے نکالے گئے اور اکثر سرداران نامدار شاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہما سے اُدھر کے بے وفا ادھر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی ادن دل شکنوں کے دل بڑھانے کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبداروں مین شریک فرمالیا چنانچہ شیخ نظام شش ہزاری منصب اور پنجہزار سواروں سے بخطاب مقرب خانی سے سربلند ہوا المختصر ۱۲ ذیقعدہ ۹۸ھ بجریدہ رات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اورنگی سپہ سالار مع لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ پر گئے جہان عبداللہ خان بنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قایم تہا وہ ملگیا اور چپکے سے دروازہ کہولدیا۔ فصیلون مین بھی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوا امین بڑھگین تھین اُدہر سے بھی روح اللہ خان و تہمتن خان و رستم خان و جان نثار خان و صف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر شاہی مع فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ مین گھس گئے اور دفعتہً قلعہ مین ایک غل اُٹھا اور ہل چل پڑگئی۔ جو جا نہار تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ سینہ بسینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوے اور باقی رات تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلنار اور جان نثاری کے پھول شاداب ہوگئے مگر مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت الدین کی شہرہ داد جوانمردی دی زخم کاری کھاکے بیہوش گر پڑا۔ غرض جب صبح نے نداکا گریبان چاک کیا اور تارون نے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہ چھپایا تو فتح یابون نے اور بھی زور دیا۔ اورنا ناشاہ کی موت سامنے دکھادی۔ ساتھ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری کا غل اُٹھا اُسیوقت دیوان خاص سے اُٹھکر گھر مین گیا۔ اور دیوارون پر حیرت و دہشت کے اداسے دھوکاری برس رہی تھی ہر طرف حسرت بھری نگاہون سے آہ سرد بھر کے دیکھا اور ہر ایک کو سامنے بلاکر شفی و دلاسا دیا اور ایک ایک سے رخصت ہوا

اور باہر آکر پھر مسند شاہی پر بیٹھ گیا۔ اتنے مین اس کو خبر دار دن نے خبر دی کہ حضور چند سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر اور ہر آرہے ہین۔ چونکہ اسکے کہانیکا بھی وقت تھا بکاول کے نام حکم بھیجا۔ اس عرصہ مین سرداران شاہی ہتیارون مین آراستہ ہوئے اور تلوارین علم کئے ہوئے آہی پہونچے اس نے سلام علیک مین سبقت کی اور اتنے مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور سرداران شاہی بھی شامل ہو گئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کہانیکا ہے تاناشاہ نے کہا کہ ہان مین اسیوقت کھانا کہایا کرتا ہون اس نے کہا کہ یہہ تو مین جانتا ہون۔ مگر اس حال مین آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگون کا یہی حال وخیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر نظر رکھنی چاہیئے جو شاہ و گدا دونون کا خالق ہے باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری مین نے چند روز نہایت فقیری و تنگدستی اٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس بیقدار کو درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ لاکھون ہی حاصل کئے اور کروڑون ہی دے ڈالے۔ عالم سلطنت مین جو ناشائستہ عمل ہوئے اس کی تنبیہ و تادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی۔ اور اب مین بار گران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی۔

یہہ کہکر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا۔ قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم ایک خیمہ مین کرسی نشین تھا اور دم دم کی خبرین اس کو پہونچ رہین تھین اس کے پاس لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیون کی ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی۔ القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی مین

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام مین نظر بند رکھا اور تھوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل عیال ہمراہ جانسپار خان بہادر قلعہ دولت آباد مین روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابوالحسن کے کھانے اور پینے و لباس وغیرہ مین مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نپائی۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف مین آگیا۔

مورخین نے ابوالحسن تانا شاہ کی مدت عمر یون تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی مین اور چودہ سال تحصیل علم مین اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدیمین اور چودہ سال حکومت مین اور چودہ ہی سال قید مین گذار کر کے آخر ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو متصل والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اور رنگ آباد مین مدفون ہوا

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض اورنگزیب عالمگیر بعد فتح دار السلطنت قطب شاہیہ اپنا خطہ دسکھ ٹھہرا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدرآباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہو گیا اور رستم دل خان تیئیس سال تک حیدرآباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گانون کو از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔ اس عرصہ مین شاہ فتح نصیب عالمگیر رنگ زیب مرہٹون کی گوشمالی مین مصروف ہوا۔ چنانچہ ۱۱۸۱ھ مین بالکنڈہ والا مقرب خان دکنی کی کوشش سے سمبھاجی مرہٹہ مارا گیا اور گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجا و مرہٹون کا تھا مفتوح ہو گیا۔ مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار مین مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

المختصر شاہ فتح نصیب اورنگ زیب عالمگیر بیخبر بیجاپور وحیدرآباد دکن سے مراجعت فرمائے احمدنگر ہوکر قیام کیا اور دکن کے ملکون کا انتظام درپیش تھا کہ بڑھاپے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصون پر تقسیم کرکے شاہزادون کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور دیا اور ان تینونکو وصیت نامہ لکھدیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادون کا باہم لڑجھگڑکے مرمٹ جانا۔

سنہ ۱۱۱۹ ہجری بمین اُس ملک فنا سے بچاس سال، ۲ روز زیرائے دینداری بمین سلطنت کرکے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار دانا یانروزگار اور معاملات مالی وملک داری بمین کارآزمودہ شخص تھا۔ روضۂ شریف خطہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہٗ اورنگ آباد بمین سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النسا شاہزادی نے بمجلد تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثہ کی اطلاع دی اور لکھا کہ جتقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو۔

یہ خبر سنتے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرماہوکر لشکر شاہی اور رعیت کی متعالت وخاطرداری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کرلیا امرا ردولت وارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام مین حاضر ہون۔ ہر ایک کو رتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسدخان کو بدستور عہدۂ وزارت پر بحال اور اسکے فرزند ذوالفقارخان کو حسب سابق بپہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ منفور کی سنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری بکبرآباد مین جلوس فرماہوا۔ اور

اور اعظم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک کن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بحسب وصیت مغفرت پناہ کے آپس
اتفاق کرو اور ملک ہند کی سلطنت ہمارے سپرد رہے۔ صلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی مین فوائد
بیشمار ہین۔ اعظم شاہ نے اسکے درجواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک ولایت مین نہین رہ سکتے ہین۔ یہہ سنکر
بہادر شاہ نے اسباب جنگ فراہم کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے سامان جنگ کو تیار کیا اور
گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دہولپور آکر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہہ سنکر
بذات خود اوسکی طرف چلا اور جاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اسکے خیام آمادہ ہونے نہین پائے
کہ بیدار بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا رنامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور دکھنیون نے
جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی یہہ سنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی
ڈالی۔ طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکھڑے
اتنے مین اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر پہونچکر کمک آپہونچا اعظم شاہ کے دونون
فرزند اس معرکہ جنگ مین کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف سے
کسی ایک کی گولی اسکے ہاتھے پر لگی فوراً ہاتھی سے گرکے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس واقعہ کے
بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوگیا۔

ادہر بیجاپور مین شاہزادہ کام بخش کو جب خبر جلوس فرمانی عالمگیر شاہ مغفور کی پہونچی تو اس نے
دو ہی مہینے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کرکے امرا کو منصب و خطابات سے
سرفراز و ممتاز کیا اور بیجاپور مین شاہانہ جلوس کرکے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

در دکن مرد سکہ خورشید و ماہ	بادشاہ کام بخش و دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کرکے قلعہ حسن آباد گلبرگہ پر اگر قبضہ کیا
حیدر آباد پر کام بخش کی یورش اور قلعہ پر آگ گیر اگر مفتوح کرکے حیدر آباد کا رخ لیا اور یہان آکر
اور اسکا قلع

حیدرآباد پر دفعتہ یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑ کے قید اور حیدرآباد پر اپنا قبض و دخل کر لیا۔ یہہ لشکر بہادر شاہ نے سنہ ۱۱۲۰ مین کام بخش کے نام پہلے ایک خط مضمون کا لکھا کہ اے عزیز مین تم اپنے حد سے قدم بڑہایا۔ حیدرآباد پر یلغار یورش کر کے رستم دل خان خیرخواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا یہہ بات اچہی نکی خیر جو کچہہ ہونا تہا سو گیا مگر اب بھی بہتر اور مناسب وقت ہے کہ سکہ اور خطبہ دکن مین ہمارے نام کا جاری رہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا ارسال کرتے رہین تو بھی اختیار دونون صوبونکا ہمین ہے تم کو بخشا اچہی طرح سے ملک کا انتظام اور بندوبست کر کے رعایا کی تمالت کرو اور خوش و خرم آسودہ حال رہو۔ کام بخش نے اسکا کچہہ جواب ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مارڈالکر املی محل مین دفن کروادیا اور معتبرخان ایلچی بہادر شاہ کو حفت کے ساتھہ قید کر کے جواب خط خصومت آمیز لکھکر روانہ کیا الغرض جب یہہ خط بہادر شاہ کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برسکال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قصبہ ناندیڑ۔ جو شمال رویہ گودا ور ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ۱۱۲۱ مین آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگہ نامی سکہون کے گرو کو جو تین سو جمعیت سکہون کے سات ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا اوسکو کسی بہانے مارڈالا چنانچہ اسکی سمادہ اب تک ناندیڑ مین واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ ناندیر سے کوچ کر کے اونتیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۱ مین حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تہی صرف اسکی رفاقت مین پانچہہ سو سوارون کی تعداد تہی وہ بہی برداشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے ہمرکاب اسی ہزار جمعیت کی تعداد تہی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو رنگ ہنگ دیکہہ آنیکے لئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچہے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار سواران جرار دیکر بہیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آ راہو گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی - اور ہان اندارون کو حکم دیا کہ ایک بار کی لشکر مخالف پر ہان پھوڑیں اور آپ بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی اوسکا شریک حال ہوگیا اور توپخانہ شاہی سے بھی آتش برسانا شروع ہوگئی - کام بخشی نے پینتیس ہزار سے دلاور انہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی کا نتیجہ اوسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آوروں کے ہاتھ رہا آخر شاہزادہ کام بخش اپنے دونوں فرزند محمد الله اور فیروزمند کے زخمون مین چور ہوکر گرفتار ہوگیا اور یہ تینون بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ مین کام بخش اور فیروزمند کا انہین زخمون سے کام تمام ہوگیا ان دونون کی نعشین دہلی بھیجی گئین اور مقبرہ ہمایون مین سپرد خاک کردئے گئے - اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب بہ نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادر شاہ نے دارالخلافت دہلی کیطرف مراجعت فرمائی ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دالسلطنت حیدرآباد کی صوبہ داری پر ابوالمنصور خان مامور ہوا - اور اس کے بعد نوبت بہ سیر کے عہد مین نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر نوراللہ مرقدہ نے کل دکھن کی صوبہ داری مستقلانہ سررشتہ حاصل کی - الحاصل مطلب ان واقعات کے تھوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹون کی ریاست تو خود سر ہو ہی گئی تھی - اسکے علاوہ اور کئی صوبہ بھی دارالخلافت دہلی سے الگ ہوکر انون کی ریاستین علیحدہ علیحدہ قایم ہوگئین اور سلطنت دہلی مین نصف

دارالخلافت دہلی سے صوبونکا علیحدہ اور خود سر ہوجانا -

آگیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہگئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودھ و صوبہ بنگالہ وغیرہ خود مختار بن بیٹھے ان سب سے پہلے حیدرآباد دکن کے رئیس نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ سپہ سالار مغفرتمآب نوراللہ مرقدہ گذشتہ صدی کی تیسرے عشر مین انگریزون کے کاروبار ملکی مین مداخلت کرنے کے زمانہ سے پہلے خود مختار ہوگئے کیونکہ اس خاندان کے بعض خاندان کا سیدبرہ عرج کو پہونچایا - اب ان حالین مین بھی ایک سلطنت زبردست اسلامیہ ہندوستان مین بجاہ و اقبال اسلام جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سرحلقہ ان دولت آصفیہ دار السلطنت حیدرآباد دکن خلد اللہ عن الاسر الفتن

ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہ

آپکا اسم گرامی میر قمر الدین خان ہے اور آپکے نانا نواب عمۃ الملک سعد اللہ خان دہما صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور دادا کے پدر بزرگوار عالم متحر اور متقی کہ مشائخین اور بزرگوں میں نام آور تھے اوتیس ۳۱ سال جلوسی شاہجہانی میں ۱۰۶۵ھ کو خواجہ عابد خان بہادر نے ہندوستان میں آکر شاہی ملازمت اختیار کرلی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ملازمان شاہی میں شریک ہوکر بڑی بڑی کارہائے نمایاں کے متقدر ہوئے اور جب اورنگ زیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپکو محل صدارت کی صدر نشینی سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ میں عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے ہوئے سلطان ابو الحسن تانا شاہ خاندان قطب شاہیہ کے بادشاہ سے برسر دار ا تھا ایک گولہ توپ کا عین معرکہ جنگ میں اس ستم دوران قلیچ خان بہادر کے سینہ پر لگا جس نے اس فرد بیدل کی بہادری اور رستمانہ دلیری کے شانہ اس نامدار کے صفحہ ہستی کو بھی الٹ دیا۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ جد اعلے اس خزانہ ہستی سے قضائے عالم قدس کیطرف رہگذر ہوا۔ آپ کا مقبرہ قلیچ خان کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ میں موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آوازہ اس۔ مے نوشیں کے خلف الرشید میر شہاب الدینخان اوسی زمانہ میں ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیر مین باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و نرکش مین لاماثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۴ جلوسی مین جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر ایسے اولوالعزم اور بلند اقبال بادشاہ سے قسمت آزمانا ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر کے والاحسبی اور عالی نسبی کے صلہ مین ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرماکر (نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ خطاب گرانمایہ خلعت مرحمت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند بے ریو رنگ خطاب صدر پر اور زیادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری بخت مالک دبیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی مین ملک اودھ کی صوبہ داری نواب مخشم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضاو قدر سنہ ۴ جلوسی مین رگہرائے عالم جاودانی ہوئے آپکے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ دہلی مین لائے اور متصل اجمیری دروازہ اوہین کے بنائے ہوئے خانقاہ مین سپرد خاک کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ ابتک مشہور عام و خاص ہے۔

آپکے خلف ارشد میر قمرالدینخان بہادر آصفجاہ منصہ شہود مین سنہ ۱۱۸۱ آئین ملک عدم سے کشور وجود مین تشریف لائے چہرہ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب سے سربلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انارالله برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودہ اور نوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپنے دارالسلطنت کو نہچھوڑا اور جب فرخ سیر بمعاونت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۳ آئین اول سال جلوس مین نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے مین الامرا

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید
حسین علیخان امیر الامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی اعیان
سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری سنبل مراد آباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور
بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے
تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبداللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری
مشرب اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ارکین
کا عزل و نصب بلکہ تمام امرائے ہند کے قسمت انھیں دونوں بزرگوں کے ہاتھ میں تھے
چھ برس تک تو فرخ سیر انھیں دونوں کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی خو حرکت
میں آئے اور رفتہ رفتہ ان دونوں اجنبیوں کے بیزور قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان
بزرگوں نے بنا بر لئے نام بادشاہ کے یہ دورنگی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملازمت کو
بالائے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر کے
جبین کریم الدرجات کے سپر رکھدیا مگر یہ تاج مبارک نہ ہوا تیسرے مہینے اس پر بھی وہی
معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا دو مہینے کے
بعد اوسکے قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف اسپر چاہ زندان ہوا۔

تیسرا بادشاہ جسکو سیدوں نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ کے
لقب سے ملقب ہوا سادات بارہ جو سلطنت کے کلید اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب
آصف جاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری زور و جرأت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے دہلی میں
رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک لوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا ۱۱۳۲ھ میں جب ارکان
سلطنت و اعیان دولت میں عارضہ رشک و حسد و مرض نفاق نے مادہ فاسد غیر قابل علاج داخل کیا

اور سادات بارہہ کے کار پردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ بہادر جو منتخب روزگار اور عقل و دانش مین فرد منتخب تھے ایسی حالت مین کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بھڑک رہی تھی اور ہر شخص اسی آتش بے زنہار مین گرفتار رہتا دہلی مین اپنا قیام نچاہ سالہ عزت و آبرو کا کھونا تھا اور بزرگون کے پیدا کی ہوی عزت کا خاک مین ملانا تھا با دل ناخواستہ عین موسم برشگال مین راہ ملک لوہ قلعہ آسیر پر قابض ہوے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ اپنے دونون فرزندون کو مع متعلقین قلعہ مین چھوڑ کر بدات خاص عزم تونچانہ وارالسرور برہان پور کا ارادہ کیا اور رلال باغ مین خیمہ زن ہوے محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور نے ملازمت حاصل کی اور آپکے سایہ عاطفت و ظل حمایت مین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کی باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوی نواب محتشم اوسیوقت مردان کار سپاہ جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریاے نربدا کے اوسطرف خیمہ زن ہوے اور آتش جنگ جدال طرفین سے بھڑک اوٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ مین مردانہ مارا گیا اور نواب محتشم مظفر و منصور برہان پور پر قابض ہوے امیر الامرا نے جب دار السلطنت مین یہہ خبر دلخراش سنی اوسیوقت اپنے ہمشیرزادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان بھیجا کہ بہادران جرار نامور آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے عزم مجادلہ آصف جاہ مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر رکاب بنے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون ہین شمیر خون اشام کو رنگین کرے مگر وہ بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونون طرف سے جوہین حرف مدعا کیطرح مل گیین اور تیغ و سنان نے اپنے جوہر دکھانے شروع کیے چونکہ نصرت و ظفر روز ازل سے نواب برجیس علم کے خانہ زاد تھے اور دولت و اقبال پرستار فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر رکاب مظفر منصور

داخل اور تنگ باد ہوئے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف تھے جب امیر الامرا نے یہ حادثہ جانکزا سنا
بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدون کے ہاتھ مین تھا
مگر اون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور اونکی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا اور ہر سید کے
دشمن بھی تاک مین لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیر الامرا
سوار ہوگیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر کاشغری
نے سید حسین علیخان کو پالکی مین قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۱۱۳۲ھ خویجہ مین ہوا اور عزت خان
امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجہ نے بادشاہ کے قتل مین کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ
دار الخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبد اللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہ پور کی
لڑائیمین شکست کھائی جس سے ان سیدونکا بقیہ قوت زور و بل بھی ٹوٹ گیا مورخین ان
دونو سیدون کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہین۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا یہ اعتماد الدولہ وہی ایمن جان بخشی تھا
جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سید کے خون ناحق
نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع نہونے دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے
بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچوین جمادی الاول سنہ ۱۱۳۲ھ
خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران والاماثل ہوے۔

سال پنجم جلوسی مین معز الدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ
شاہی مین معلوم ہوئی نواب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ داری مالوہ

اور گجرات پر بغرض وزارت وصوبہ داری ملک دکن حیدر علیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے حیدر علیخان رانا تے اودیپور کی عملداری مین بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حامد خان اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معزالدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلوا کر فیضا صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے چچازاد بھائی کو مقرر کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے۔

اگرچہ اور صوبہ برنمین اب بھی بسا وباقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خیالگران زہر ملت کے طرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی محفلین دربار عام تھا رعیت بھی پشتون سے عیش و عشرت کی خوگر اور شاہی انعامات سے مالا مال تھی گھر گھر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کس تمیز سی کیحالت مین ارباب فضل و کمال کو کون پوچھتا تھا ہزارون آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت کو اسطرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ مین رنگ گئے عالم رقص سرود مین کبھی کبھی خود بدولت بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہو جاتے فارسی اردو دونون زبان مین طبع آزمائی کرتے چنانچہ دو شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

یار در برصبح بر سر فکر بر جا لیش کنید	واہ	عاشقان شب میرود زنجیر در پایش کنید
پیری مین نہ کسطرح کروں سیر جہان کی		دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تھا جود لیر نہ ہمت اور امیرانہ دماغ رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا بیحد عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پھلجھڑی کیطرح منہ سے پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جانتے تھے لطیفہ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جوپوت۔ سپوت۔ کپوت زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے عرض کی کہ حضور اسی دربار مین تینون قسم کے لوگ موجود ہین۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر کہا پوت تو بھی ہے حضور مینے سلطان ابن سلطان۔ اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے ایا یہان حضور کے تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہوگیا اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادا حضور کے بزرگون کی جان نثار یمین اعلی اعلی عہدون پر ممتاز رہے اور نمکحرامی اسی حالت مین گرفتار رہے۔ لطیفہ ایک دن امیر خان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانیان بیان کر رہا تھا۔ میر ابا باب کابل مین ناظم تھا اور اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین اور عالمگیر نے یہہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہہ خاندان اوسی سورہادر کا ناخلف یادگار اور باین کمست گرفتار حضور شاہی مین حاضر ہے۔

غرض کہ بازاریون اور رسوقیون کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلسے تھے مہتاب باغ اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر ارم کا جور اسر زمین ہند مین بنایا تھا نہر و نمین نوارے پلنگ رہتے بادشاہ اونمین بیٹھتے تاج رنگ کے جلسے جمتے اور شراب کے دور چلتے جب برسات آتی تو ان کے ہان بہار آتی قطب صاحب کے جنگل بیری سے ہرے ہوجاتے ہین یہہ شہر چھوڑ کر وہان جاتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجنے کی آواز آیا کرے اسیوقت کمر بندی ہوجایا کرے۔

تمام اطراف ایک ایک اور علاقہ پر متعین تھے مگر بہار دربار کے لطف اٹھانیکو نائب اپنے ہان چھوڑتے اور خود دربار مین چلے آتے۔ ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے

خیالات تھے وہ دن وہان ملکی انتظام کا کیا ٹھکانا۔ تازہ گل پھیلا کہ وزیر اور سپہ سالار کے تو رنیکے
لئے سب سے عزیز کی چیز کہ نواب آصفجاہ بہادر دیرینہ سال اور عالمگیر کے آنکھوں دیکھے ہوئے
تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت
میں بادشاہ کے رتبتوں کی تقسیم کی اور کاروبار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
گھبرائے۔ نواب فتنہ کے فکر میں مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھ تو خود ہی یہ کام
وبال معلوم ہوتے تھے کچھ امیرون کے بھکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ نفرمائی
جب نواب معزنے دربار کا یہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر ترجیح دی
اور بعذر ناسازی آب و ہوا مراد آباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا میں اتفاقاً
سنہ ۱۱۳۶ھ میں عماد الملک میاں رزخان ناظم حیدرآباد مقرر ہوکر روانہ ہوگیا یہ خبر سنکر نواب
آصفجاہ بہادر مظفر تمام آب پاشنہ کوب سعو خدم و حشم اور رنگ آباد پہونچے عماد الملک میاں رزخان
جنگ کرنا چاہا اور دست و سوم محرم سنہ ۱۱۳۷ھ اپنے دونوں فرزندون اسعد خان اور مسعود خان
کے معرکہ جنگ میں کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد اللہ خان فرزندان میاں رزالدولہ عماد الملک
اسیر ہوئے نواب فلک رکاب بفتح و فیروزی وارد حیدرآباد ہوئے۔

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
خواجہ حمد خان کے اشک شوئی کے اور منصب شش ہزاری اور چہ ہزار سوار سے بخطاب
شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار
سوار و خطاب میاں رزخان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
مشرف فرما کر امرا درولت آصفیہ میں داخل کیا اسی اثنا میں فرمان شاہی سنہ ۱۱۳۸ھ میں منضم خطاب
آصفجاہ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ ۱۱۵۰ھ میں حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو اون کا مدار المہام کر کے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انھین دنونمین رگھوجی سنگھ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راؤ صوبہ دار مالوہ خود مسند ہو گئے تھے ان دونون سرکشون کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ بہادر مغفور تہیا مہم تہیا ب مامور ہوے اکبر آباد پہونچکر مجد الدین صاحب اپنے عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑ کر خود ملک مالوہ کیطرف نہضت کی الغرض دریا جمن سے اوتر کر اجاوہ اور مانک پور ہوتے ہوے بندیلکھنڈ مین جا پہونچے وہان کا راجہ چونکہ مطاعت پیش آیا پھر وہان سے کوچ کر کے نواح بھوپال مین پہونچگئے باجے راؤ وہان پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آ رہا ہوا۔

چونکہ ایکطرف کی دست برد سے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے اُدہر سے نادر شاہ جیسا جلاد ہند کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کے شہرت سے عالم خاص و واقف تھے اسکے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو حمیت قہقری کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصل نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم مایہ شخص تھا جو بچپنہ خزر کے کنارے پر رہتا تھا مگر اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور اوسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پر حملہ کر کے وہان پر اپنا تسلط کر لیا تہا اُسوقت نادر شاہ نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اونکے پنجے سے چھڑایا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پھر اس لچر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑھ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تک سارے اس سے ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان متوحش خبرون سے بھی کان پر جوں نہ رینگی

وک نادر شاہ کے آنیکی خبرین دیتے تو امرائے دربار شکر خفا ہوتے اور کہتے کہ لوگون کے گھر بہت بلند ہین دور سے نادری لشکر دکھائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گھیرا تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکھی جسوقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب باغ مین عالم آب کا تماشا دیکھہ رہا تھا۔ اور سامنے سے پیکہ جورون کے قطار کھڑی تھی طبلہ پر تہاپ پڑ رہی تہی اور جام مے ارغوانے گردش مین تہا اوسے عالم مستی مین عرضداشت کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اوسوقت بدمست تہا عرضی کو لیکر گوشہ اسکا شراب مین ڈبو دیا اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ع این دفتر بیمعنے غرق مے ناب اولی۔ چونکہ نواب منصفر تمآب آصفجاہ بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بھی مانتے ہوئے تھے جب اہل دربار سے کچھہ بن نپڑا تو ناگزیر آپ کو برسبیل استعجال طلب کیا۔

نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجے راو سے صلح کرکے والی الٰہ آباد مین داخل ہوے۔ اُدہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کرکے بادشاہ کو نامہ لکھا اور اپنا ایلچی دربار شاہی مین بھیجا یہان دربار شاہیان مین اسپر بحث تہا کہ جواب کیا لکھا جائے اور القاب کیا لکھا جائے کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اُسکا لشکر اٹک اُتر آیا۔ یہان بھی کوچکی تیاریان ہونے لگی اور چلتے چلتے کرنال پہنچے سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تھے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تہا کیونکہ اسکی فوج توپخانہ کی بدولت گرجی سے بہت نامور تہی اتفاقاً جسدن وہ لشکر مین شامل ہوا اُسدن نادر شاہ بھی قریب پہنچگیا تہا اور یہان کسیکو خبر بھی نہ تہی چنانچہ اُسی دن گہسیارے خستہ و نگار بدحواس دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گھاس گہودنے گئے تھے نادری قزاقون نے کئی آدمیون کو گرفتار کر لیا۔ اُمرا نے پھر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ چند قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون

پر ہاتھ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب آپ کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کہکر اُسی وقت روانہ ہوگیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے برہان الملک کے پہلو مین اپنی فوج جمادی۔

نادر شاہ بھی سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کرکے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونون کے مقابلہ مین مقرر کیا قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تھوڑی ہی دیر مین عیش پرور وہ فوجین پریشان ہوگئین بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہوکر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لُٹ گئے۔

اُدہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدانمین رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشون نے چارون طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑاکر لیجا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ مکہ جنگ میکنی وبچہ اعتماد جنگ میکنی۔ یہ سُنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ گھوڑی کی باگ ڈور اُس سے باندہی اور جھپٹ کر رسا پکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستورون سے واقف تہا۔ کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئین نہج تقدیر کے حوالہ کیا قزلباشی ہاتھی کو معہ فیل نشین اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہوگئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرا اور برہان الملک کے دستر خوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ یہہ خرابی لشکر دیکھکر نواب آصف جاہ بہادر دلیرانہ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفانہ تقریر سے دو کروڑ روپیہ

تعل بہا لینے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ مین حضور سلطانی سے خان دوران امیر الامرائی کا خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرا دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹھہرا تھا اسلئے بادشاہ ہندوستان ادہر سے بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوے اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال کے لئے بھیجا وہ رستہ مین آکر ملا بادشاہ نے تخت روانکو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ تالب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور دردمندانہ باتین شروع کین بجاے ساغر مے جام چاے خطای گردشمین آیا۔ نادر شاہ اسوقت برک کی قبا۔ اسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی چغہ پہنے بیٹھا تھا سر پہ کلاہ پاپاخ تھی۔ اور محمد شاہ شبنمی کُرتہ ڈھاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور سر پر جوڑہ ستارہ تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف مروحہ رانی تھا مگر محمد شاہی جامہ پسینے سے تر تھا استعجاباً۔ نادر شاہ سے کہا کہ (رخت شتاب بیار گرم است۔ برتن گرانی نمیکند و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من وہین رخت گرم ست کہ ما را از ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگذاشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور بھیا صاحب کو بہت ناگوار گذرا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستانی قارونی خزانہ چھوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہو گئے یہ رقم تو فقط غلام اوا کر سکتا ہی اور شاہی خزانے و امرا و مہاجنون کے گھرانون کے کیا ٹھکانے ہین۔ شہر یہان سے

چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادر شاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہوکر عہد نامہ کے خلاف وفا بازی سے داخل ہوگیا۔

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑہا گیا چونکہ دو ہزار دریا نتہا اسلئے بڑی دھوم کا نوزک دھتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسہ تھے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تھے کہ دفعتہ بہنگیر خانے مین بیٹھے بیٹھے ایک بہنگیر بول اٹہا کہ واہ محمد شاہ بھیلے۔ آخر بادشاہی بیسہ کہسل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اُس نے کہا حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہہ ہوا دفعتہ اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین گہوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پھر رہے تھے اُن کو قتل کرنا شروع کر دیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑہ آئین تو جما بدو نہین تو خاموش بیٹھے رہو الغرض رات بھر برابر تلوار چلتی رہی۔ صبح تک سات سو اون ولایتیو شمار ہوا جو جان شیرین نذر اجل کر چکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین ولایتی مرین اور بیس آدمی زخمی ہون اور شہر مین میرے صدہا سپاہی اسطرح ضایع ہو جائین دنیا اسکے آنکھو نمین تاریک ہوگئی فوراً گہوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکہتا بھالتا چلا کہ شاید مجھے زندہ و سلامت دیکہکر بھی طوفان بے تمیزی تھم جائے اس پر بھی پتھر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدہر نظر اوٹھ جاتے ہی قزلباشون کے نعشین سڑک پر نظر آتی ہین یہہ حال دیکہکر آنکھو نمین خون اُتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر تر پولے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین بہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہینچکر مسجد مین بیٹھگیا۔ گلیون مین خون کے نالے بہ گئے۔ آگ کے شعلے ہر گہر سے اوٹھتے تھے اور گہر کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

نادرشاہ کا قصد قضا یا خدا کا قہر دلی والون پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا یہ شعر پڑھنے لگا ؎

دیدۂ عبرت کشا قدرت حق را ببین	شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دوپہر کے قریب جب غصہ مین کہرام مچگیا تب نواب اصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالت مین ہم لوگون کا یاور کوئی نہین ہے نواب معہ تلوار حمائل کئے ہوئے دیوانہ نادرشاہ کے سامنے پہونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشے	مگر کہ زندہ کنے خلق را و باز کشی

نادر نے شرماکر سر جھکا لیا اور تلوار نیام مین کر لی اور کہا کہ بریش سفیدت بخشیدم۔ اسیوقت شہر مین ایرانی نقیب چاوش امان امان کہتے ہوئے دوڑے ایک ساعت مین وہ ہنگامہ مخش فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونون بادشاہون کی صحبتین پھر بدستور جاری ہوگئین

لطیفہ ایکدن نادرشاہ کے پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی محمد شاہ سے حال بیان کیا اسیوقت علیخان حکیم آیا اور نبض دیکھکر داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا یا خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند۔ الماس چھ پرابر ہر ایک کا جنی کا ترازو باٹ سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھ موجود تھا۔ حکیم سوچتا تھا کہ کتنا گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کرکے کھانے کو دے نادرشاہ نے خود ہی مرتبان اٹھا لیا اور سکو لکر دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چار نوالون مین مرتبان خالی کر دیا چونکہ اوسمین خوشبودار دوائین ملی ہوئی تھین اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ علوے خوبیت دیگر بیار

لطیفہ ایکدن نادرشاہ ہوا کھانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایرانین ہاتی نہین ہوتا

آج انہین ہاتی پر سوار کر جب ہودج مین جاکر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیست
گوگون نے کہا کہ فیلبانست این را میرانند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے
عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و باشارہ سر پایمہ راہ میرود۔ ناک چڑھا کر بولا۔ نمیشانید کہ فرمایم
مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط مین ایک کنچنی تھی نوربائی اسکا نام تھا اور ناچ گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا بھی عالم تھا کہ گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ایکدن
نادر شاہ نے بھی اسکا گانا سنا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور کچھ انعام دیکر کہا کہ نوربائی روی
ہندراسیاہ کن بیاکہ بایرانت بریم۔ یہہ سنتے ہی بائی جی کا دم بند ہوگیا۔ اور ساری لطیفہ
گوئیان بھول گئین۔ دلمین ڈرین کہ خوش ہوکر ساتھ نہ لیچلے۔ غرض اسیوقت یہہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دل کشائی	سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دور ان چنانکہ گفتم	نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاؤسی تیس کروڑ کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقون کو جن کا روپیہ
کابل کی فوج مین لگتا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت مین داخل کیا۔
محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط مین آبیٹھا اور پھر روز و شب طبلہ پر تھاپ پڑنے لگے نواب
آصف جاہ بہادر سے ندیکھا گیا سوچتے تھے کہ اس عمر سے کسیطرح نکل چلون کہ اسی عرصہ مین
نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی سپہ دولت فرصت
حاصل کر کے حیدر آباد کا راستہ لیا۔ بیسوین جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو نواح اورنگ آباد

مین آ پہنچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبدالعزیز خان کے بھگانے سے شہباز خان قلعدار کو ہمراہ لیکر بمعہ چار ہزار سواران ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ موج ناصر جنگی نامجو بہ کار تھی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اکھڑ گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور قلب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے ادہر سے سرست خان بخشی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت مین در آئے کنور جان چند نے عابد خان کو کہ آگے نیلبان بیٹھا تھا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر زخمون کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور قصہ بر خاست ہوا اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۱۵۶ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور قلعہ ترچناپلی رامراو گھوڑ پڑی سے خالی کرا لیا اور قوم نوایت سے ملک ارکاٹ نکال لیا۔ اور سنہ ۱۱۵۷ مین منصر بخان دکہنی کے بھائی نبی منور خان سے قلعہ بالکنڈہ لے لیا۔ غرضکہ نواب محتشم کے اقبال ازل آور دسے حیدرآباد مین رونق پائی اور طول و عرض ان کا بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کھانے لگا چنانچہ ملک کن نرسدا سے انتہای صوبہ بیجاپور حیدرآباد سے لیکر دریاے شور بیت بندر رامیشور تک آصفجاہیہ عملداری پھیلگئی اور سنہ ۱۱۶۱ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو نواب آصفجاہ بہادر منعضر تاپ اور رنگ آباد سے کوچ کرکے برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ ولی کو فتح ہوئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کھاکر کابل کا راستہ لیا۔ اسی اثنار مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و اضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور مین توقف کیا آخر اوسی عارضہ مین ۷۹ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کرکے چوتھی جمادی الاخرہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلد آباد مین لائے شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانروائے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی شیثی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد حیف سہ دریگانہ از کف دہر
برای رحلت این سہر سہ یافتم تاریخ		نماند شاہ زمان باوزیر وصف دہر
گفت تاریخ چون کشیدہ ام	دلہ	موت شاہ و وزیر واصف جاہ

نواب مغفرتمآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتین تجربون سے اون کو ثابت ہوئین اونکا تذکرہ حصہ اول مین کردیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد مین سب سے بڑے فرزند امیر الامرا نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہین اور دوسرے نواب نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر اور پانچوین امیر الامرا سید محمد شریف خان شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ چین قلیخان بہادر ناصر الملک المعروف بہ مغل علیخان بہادر بہایونجاہ مگر ان سب مین ناصر جنگ اور فیروز جنگ یعنی بہائی تھے مغفرتمآب کی یادگار عمارتون مین شہر نیاہ برہان پور جو ۱۱۳۱ھ مین تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو بجنٹہ کہتے ہین (جو اس زمانہ مین ویران پڑا ہے) اور شہر نیاہ دار السلطنت حیدر آباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کئے تھے جو ناتمام رہگئی اوس کے عہد کی صرف دروازہ چادر گھاٹ اور دبیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام فصیل بلدہ نواب مغفرتمآب کے عہد مین کنگرہ دار تعمیر ہوی اور اورنگ آباد مین عمارت نوکھنڈہ بھی انھین کے یادگار سے ہے۔

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید

اب نواب مغفرتمآب کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سطوت و صولت کو دبا دیا دربار مین اہراء بصورت تصویر کھڑے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول کرکے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا اور مورو پنڈت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوے اور مے نشاط پچھ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ مین طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتاً صوبہ داری دکن پر مامور فرماکر خود ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوے اور دریاے نربدا پر پہونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آپہونچا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیرزادہ نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اسطرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور تھے آپ زمینداران چتلدرگ کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوے اور

پہونچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کرلیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بوسلا کی قید سے نجات پاچکا تھا یہہ بھی اونھین محصورین مین موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے بخوبی واقف تھا اس نے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا اعتبار پیدا کرلیا اور اونکی مزاج مین کسیقدر دخیل ہوکر اونکو برانگیخت کرکے ملک کرناٹک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی اور اوس کے بھکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہوگئے۔

یہہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فراسیسی سردار دہین ڈوپلے بڑا مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے دس سال چندرنگر کی گورنری کے اور پھر ۱۷۴۱ء مین پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے کل فراسیسی بستیون کے علاقہ کا گورنر جنرل ہوگیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے انگریزون کو نکالنے اور فراسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ہی روز مین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش کی ۱۷۴۴ء مین انگریزون اور فراسیسون مین لڑائی شروع ہوگئی اور آٹھ برس تک یہہ جنگ قایم رہی۔ مگر انگریزون اور فراسیسون مین جو لڑائی ۱۷۵۱ء مین چھڑی وہ اکثر ملک کرناٹک ہی مین ہوتی رہی اور جب تک انگریزون نے ۱۷۶۱ء مین پانڈی چری پر اپنا خاطر خواہ قبضہ نکرلیا رفع نہ ہوئی۔

اوّل اوّل فراسیسون کا بادشاہ خوب زبردست رہا کیونکہ اُن کے شہور سردار دوپلے اور نائی گرامی جنرل لابوردونسے نے ملکر ۱۷۴۱ء مین مدراس پر جو اس علاقہ مین انگریزون کا صدر مقام تھا مستقر کرلیا۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوابیت نے ملکر کرناٹک کے طرف بڑہے اور فراسیسیونکو بھی ہمراہ لے لیا اور سوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

پر نواب شہامت جنگ انور الدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہہ سنتے ہی پانچہزار سوارون سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انور الدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ۶ شعبان ۱۱۶۲ھ مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکاٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ مین فراسسی فوج کا جنرل بُسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھہ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے۔
یہہ چندا صاحب پہلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور لڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انور الدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیر غران کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آپہونچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسرے طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فراسیس ہوے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوے اور فوجکو بسرکردگی محمد علیخان والاجاہ و نجبخان فوج مثل صف شکن خان
مجاہد جنگ میر آتش دکن اور ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔
متعاقب خود بھی روانہ ہوے اور پھلچری کے میدان مین طرفین صف آرا اور نبرد آزما
ہوے آٹھہ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتے رہین اور ہر فراسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تھی اور ہر ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد بکار تھی ایکدن فراسیسی سپاہ

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری حالت بارش وطوفان شب تیرہ مین ناصر جنگ کی افکر پر شبخون مارا نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین بدنیغرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑہایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف حرکتین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور بھیر نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک کاب کا کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے سپہ سالار لوسی کو ہوی اس کا اندازہ اوس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فراسیسون نے تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے بتلادیا کہ آج کل انگریزون کا ستارہ ہوط مین ہے۔

بہر حال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے اور نواب مغفرتمآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ خصوصًا دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد شہید نے (آفتاب آرزو) مین تاریخ شہادت نکالی ہے

آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انہون نے رام داس پنڈت کو دیانا تھ خطاب دیکر مستقل دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹن ہمراہ لیکر حیدر آباد کیطرف کوچ کیا اثنائے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام راے چوٹی کے اونہین پٹانون سے چل گئی آخر ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کو طرفین مین لڑائی ہوئی۔ مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا مگر ملک خون بالا بالا

گیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اوسی ساعتمین جہنم واصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ پر چڑہا کر لشکر یونمین گہوما گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی حکومت دو مہینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی رائے ہوئی کہ نواب میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت نیز آور رستمانہ جرات اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی ہے۔ سریر آرائے دولت آصفیہ ہون مگر شیر جنگ نواب منیر الملک کے جد امجد کے راے نہونے سے آخر فرانسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سوئی نواب مظفر تہاب کو ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور اون کا سپہ سالار فرانسیسی یوسی ہوا۔

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا میر محمد پناہ نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب مغفرتمآب آصفجاہ کے تہے۔ اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تھے وعدہ ایالت ہوی چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف متوجہ ہوئی اور اثنار راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بھی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر خیام پذیر ہوئے اور واقعہ عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوے اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لائے اور وہین دفن کیا انہین کے فرزند میر شہاب الدین ہین جو نواب اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر دار السلطنت دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ کی سپردگی مین تھے بچہ لڑکا بڑا ہی زیرک اور فہم و فراست مین یگانہ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی مین چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی مین بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافہ دہلی پر ۱۷۵۷ء مین حملہ کر کے دہلی مین لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہلے افغانون کو وزیر سلطنت مقرر کر کے قندہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدین خان نے مرہٹون کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بھی اشتعجاب ہوا صفدر جنگ کا یہہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے ۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد	طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

ذکر سریر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے ہین جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد مین تخت نشین ہوے رگناتھ داس کو دیوانی سے سرفراز فرمایا اور فرنگیون سے صلح کر کے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پہونچ اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی ۔ چونکہ موسم برشکال تہا برسات کے دن وہین ختم کئے مرہٹون سے ہمیشہ جنگ و جدال کا سامنا درپیش تھا اس لئے بعد اختتام موسم بارش گیارہوین ذیحجہ ۱۱۶۴ھ احمد نگر کیطرف رخ کیا اور احمد نگر مین پہونچکر بالاجی باجی راو پیشوا کی تنبیہ کیلئے پونے کے جانب روانہ ہوئے یہہ خبر سنکر بالاجی باجی راو پچاس ہزار

سواروں سے مستعد بجنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا آخر ۱۲ محرم ۱۱۶۵ھ میں بمقام راجا پور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ میں سپہ سالار لشکر مشہور افیسر یوسی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے قدم اکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو بسواری اپنے بے زین بھاگ گیا اوس کا خانخانہ مسمار کر دیا اور میدان کارزار نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دار السلطنت بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کیطرف روانہ ہوئے۔

رگناتھ داس دیوان بھالکی کے نواح میں چند مفسدوں کے ہاتھ سے مارا گیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدین خان بہادر امیر الامرا فیروز جنگ دار الخلافتہ دہلی سے بحصول سند صوبہ داری دکن آرہی تھی تو ملکر مرہٹہ بھی شامل ہو گیا تھا اوس کو انھوں نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر نے بھی بحال رکھا۔

اور ۱۱۶۷ھ ہجری کے چودھویں صفر کو حسام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہیں دنوں میں نواب میر نظام علیخان بہادر کو بھی صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے میں سند صدر کو بیجاپور سے طلب ہو کر خدمت دیوانی پر مقرر کیگئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جارہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر نے بڑار سے واپس کر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور مین پیش کر دیا اسی عرصہ مین پشوا ش راو فرزند بالاجی راو نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہ خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سندکھیڑ تک روانہ ہوئے اور وہان راجہ رام چندان سے ملگیا اور پشوا ش راو صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسیو بسی فرانسیس اور حیدر جنگ مرہٹون سے علیحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر مین شامل ہو گئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے طرف روانہ ہوئے ۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا ستارہ عروج پر دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا ۔ جسکا اصلی منشا یہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خیرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اوسکی بداندیشی اوسکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج و سردارون کو ہمراز کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا ۔ اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا ۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا اسکو کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تاکہ سند خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لئے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری نہونے پائی ۔ آخر بیرا زر طشت بام ہو گیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر دفعتہً بسیط میں پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اوٹھ کھڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت ادرس مجت کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہو جائے
مگر موسی عیسی فرانسیس نے جو حیدر رجنگ کا یار غار تھا پانسہ جو انون کو ساتھ دفعتہ بندوقون کی
فیر کی چونکہ اقبال یار تھا اور فتح و ظفر ہمرکاب تھے مظفر و منصور سرسان پور مین داخل ہوئے
اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوئے
اور جانوجی فرزند رگھوجی بھوسلا کو اوپیانہ گوشمالی دی اور بعد ختم پرتگال صلابت جنگ بہادر
امیر الممالک کے جانب نہضت کی۔

چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی
قابلیت نہ رکھتے تھے بادل ناخواستہ عنان حکومت و اختیار اپنے ہاتھ مین لے لی اور امیر الامرا
شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا۔

اسی اثنا مین مخبرون نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم اور سدا شیو راو بہادر
نے قوی جنگ فرزند ترکتاز خان قلعہ دار احمد نگر پر بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا
قبضہ کر لیا ہے۔

اور دوم جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین
لیکر پونے سے نواح اوگیر مین آگیا ہے۔

لہذا یہ خبر سنتے ہی فوج برجستہ بسرکردگی محمد اسمعیل خان مینی کے روانہ کیگئی
جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چھین لئے اس واقعہ کے
بعد نواب نظام علیخان بہادر اودسہ کے قلعہ کے جانب سے دھارور کے طرف متوجہ ہوئے
اور ۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر موقع پاکر چھاپا مارا
چونکہ غنیم کے مقابلہ مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تھی شکست کھائی اور معین الدولہ [illegible]

سردار لشکر مع بعض دیگران فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض گوثر پر دم لیا۔

اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت ملک و تقاضائے وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک یکمر مرہٹون سے صلح کر لیا اور یہ آتش تنیز جو تمام قلمرو مین بھڑکے ہوئی تھی اسطرح فرو ہوئی۔

چند روز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر معہ نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کیطرف روانہ ہوئے اثنار راہ مین شاہ گڑھ کے قریب مرہٹون سے پھر لڑائی شروع ہوئی مگر لڑتے بھڑتے اورنگ باد مین داخل ہو گئے۔

دو سال کے بعد ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ مین پونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا معہ لشکر جرار اوسطرف رخ فرمایا راہ مین قصبہ ٹوکہ کو مع تکیہ غارت کیا اور پونے پر چڑھائی کی اون دنون مین راجہ رامچندر فرزند چندر سین اور مغل علیخان ہوا خواہان سرکار دولت آصفیہ سے روگردان ہو کر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و ملت کو اسقدر مجبور کیا کہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ صوبہ اورنگ آباد اور کچھ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔

بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ پیچ محال متعلقہ خاص رامچندر مین غنیم زن ہوئے اور پچھلا گھوڑون کے ٹاپون سے غارت کر دیا گیا چونکہ موسم برسکال قریب آپہونچا تھا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اوس صوبہ دکش مین چھاونی ڈالی گئی چونکہ زمانہ برشکوب تھا اور مرہٹون کی بغاوت فرو نہوئی تھی اور ادہر نواب صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زادیہ ناکامی مین بیٹھنا پڑا زمانہ نے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر مین مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن مین قایم ہوگئی نواب صلابت جنگ بہادر نے گیارہ سال حکمرانی کی اور قلعۂ بیدر مین ایک برس تین مہینے نظر بند رہے اخر ۲۰ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر مین واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بجنت شدہ ۱۱۷۷ھ آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔

ذکر خیر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرتمآب کے ہین غرہ شوال ۱۱۴۲ھ سنہ ولادت ہے اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۷۵ھ ہجری مین سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے ان کی تاریخ سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا مین جو خوبیان ہونی چاہیے وہ سب انکی ذات مین مجتمع تہین عزم استقلال حلم اصابت رای متانت فکر اتقا التزام صوم وصلوٰۃ انکی فطرت مین تہا۔
اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب وند کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے زمیندار روان سے پیشکش لیکر حیدر آباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان بہادر کا بڑا حصہ مرہٹون اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ وجدال مین گذرا ہے جس زمانے مین آپ کے دو نہایت زبردست قومین یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے کرناٹک مین باہم خونخوار لڑائیان لڑ رہے تھے جسکا ذکر آیندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا

مرہٹون سے لڑائی

تخت نشینی کے دوسرے سال ۱۱۷۶ھ مین دریا بہرا کے اوسطرف عبور عبور فرمایا تو اودھر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوکر شکست خوردہ اوٹا پھر گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑار اور قصبہ پٹن تک جا پہونچے ۔

ادھر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد کا رخ کیا اور یہان آکر محاصرہ کرلیا چونکہ اوسوقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیرخان تھا اس نے فوراً قلعہ کے برجون پر توپین چڑھادین اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ و پیکار ہوگیا اودھر نواب میر نظام علیخان بہادر نے پونہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانہ مفلس کیطرح پیچراغ ہوگیا الغرض مع متاع قلعہ اورنگ آباد مین پہونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا پہر آغاز ۱۱۷۷ھ مین ۲۸ محرم کو موضع نصف لشکر اور چند امرا دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیام پذیر ہوئے اُدھر سے راجہ پرتاب و نندو پنڈت دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر اور سرداران آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچے چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوترنے کی فکر درپیش تھی رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاو نندو دیوان سرکار اس لڑائی مین کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ مین مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان بہادر وغیرہ صفدر مین اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخر کار طرفین مین صلح ہوگئی اور رگھوناتھ راو سیر سرنگ پٹن کیطرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسی خان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوا۔ خوشگوار ہم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل بجنوب بلدہ حیدرآباد واقع

نہین کا یادگار ہے ۔

غرض نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ راجعت فرمائے بلدۂ حیدر آباد ہوکر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور راستہ مین چند روز امیر الامرا شجاع الملک کے علاقہ نہمین خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح رستم خان قلعہ دار قلعہ گنگر کرنول ۵ صفر ۱۱۷۸ھ مین اکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہان سے معہ لشکر جرار تیز تی کے جانب باگین اوٹھائین آپ کا خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کیطرف بھاگ گیا تھا لہذا امیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے پاس روانہ کیا چند روز بعد بارسال نزر نقد معہ تحائف والاجاہ خواہان معافی تقصیر ہوا اسکے بعد بست بجواڑہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان نوجدار سیکاکول وراجمندری خود ہی چلا آرہا تھا راستہ مین شرف اندوز ملازمت ہوکر سعادت حاصل کی لہذا یہین سے نواب میر نظام علیخان بہادر راجعت فرمائے بلدۂ حیدر آباد ہوئے اور بعد انقضاء ایام برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر بڑا رکیجانب روانہ ہوئے اور صوبہ بڑار مین پہونچکر بکاسبہ داری جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کیطرف مراجعت فرمائے اور سواد جالنہ پور مین رایات لشکر نظام منصوب ہوئے پھر ۱۱۷۹ھ مین حیدر آباد پہنچکر انتظام و بندوبست منتظمات امور ریاست مین مصروف رہے اسکے بعد ۱۱۸۰ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے سیرنگ پٹن ملک میسور کیطرف عزیمت فرمائی یہ زمانہ ہے جسمین انگریزون کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز ہند کا اول گورنر جنرل گذرا ہے جسکے عہد مین چیت سنگھ راجہ بنارس اور بیگمات اودھ پر جو سختیان کیگئی تھین اوسکی وجہ بھی کہی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزون کو کئی بڑی لڑائیونکے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی یعنے مرہٹیون اور سلطان میسور اور فرانسیسون اور ولندیزیون
ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا اسلئے وارون ہسٹینگز گورنر جنرل نے سخت تدبیرین فراہمی
خزانہ کے لئے عمل مین لایا اور خاصکر چیت سنگھ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ مین تھا مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبرون نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے جہین کر سرکار
انگریزی کی عملداریمین شامل کر لیا تہا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑے بائیس لاکھ روپیہ
سالانہ خراج پر دہان کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اسکو سرکار انگریز کے سایہ حمایت
مین لے لیا اور ایک رئیس باجگزار قرار دیا تہا اب ۱۷۸۰ء مین جو سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹھون سے لڑائیان درپیش آئین اور مصارف جنگ کیلئے روپیہ کی شدت ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگھہ کو لکھا کہ تم کو ساڑھے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے ملک کے لئے کچھہ سپاہی بہیجنے پڑینگے راجہ نے اسکے بجا آوری سے
پہلو تھی کرنی چاہی اسلئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگھہ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کرنیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگھہ کی اسقدر عزت و عظمت کرتے تھے
کہ گورنر جنرل کا حکم سنا فوراً ہتیار باندہ کر اڈہ کھڑے ہوئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پھر گورنر جنرل کے مکان کو آگ لگا دیا
راجہ تو شہر سے نکل بہاگا اور گورنر جنرل نرغہ مین پہنچگیا چون کہ اس کے پاس
اگرچہ اسوقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر پھر بھی اوسکے حواس بجا رہے

وہان سے نکل کر جون تون چنار گڑہ جا پہونچا پہر چار دن طرفین سے فوج سمیٹ کر راجہ کی جمعیت سے چوبیس ہزار آدمی کی بہیڑ بھاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست دیکر قلعہ بھی گڑہ جہین راجہ چھپا تھا فتح کر لیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور قلعہ مین راجہ کا جسقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے لوٹ لیا غرض گورنر جنرل کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ - اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگہ کے بھتیجے کو راجہ بنارس مقرر کر کے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر جنرل کو زر کثیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ع مین انتقال کیا تو بیگمات یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت کر کے مرا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جائے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرون نے اس دعوی کو تسلیم کر کے سارا خزانہ بیگمات کو دلوا دیا اور نواب جانشین کو فرامت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ بلنٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجھہ مین استطاعت نہین ہے مگر ہان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو مین ادا کر سکتا ہون بیگمات پر اس وقت یہی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے چیت سنگہ کو مدد دی - الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی کہ بیگمات سے (۷۶) لاکھ روپیہ چھین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے - اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تھا اس کا ان کو کسقدر حق تھا مگر وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا - المختصر ملک

میسور جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہاں پراوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہوگئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تھا ۱۷۶۱ء مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کرکے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بھی ملا تھا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کرکے قلعہ بیدنور پر جو بہت مضبوط قلعہ تھا قبضہ کرلیا یہ خزانہ آپنے لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچھ عرصہ بعد مرہٹون اور پیشوا کے چہارم سنہ حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا کا سارا علاقہ سرحد پر فتح کیا تھا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس لاکھ روپیہ ادا کیا اگلے سال حیدر علی نے اس نقصانکی پرکھ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کے جنوب مین تھا فوج لیکر چڑھ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کرلیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس سنہ مزبور مین یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس سنہ قلعہ سے نکلا اس کی اطاعت منظور کرلی تھی مگر پیچھے حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کرکے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگاکر وہین اپنے تئین ہلاک کرڈالا اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم ۱۷۶۶ء مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادھوراؤ پیشوا اور سرکار نواب نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار تھے مگر پیچھے حیدر علی نے ان دونون سے صلح کرلی اور حیدر علی کا مقابلہ رہا کہ سب طرف انگریزون کو لڑنا آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل ہمٹ تھا اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی المتعصم محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی۔

تاہم حیدر علی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا۔

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلا جو اوس کے حق مین مفید ثابت ہوئی یعنے سوارون کا ایک گروہ منتخب کرکے بالاگھاٹ مدراس کی تیرہ کوس تک بھیجدیا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھاگئی کونسل انگریزیکو اوس نے صلح کرتے ہی بنی مگر اس مین یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا۔

اسکے بعد مادھو راؤ پیشوا نے حیدر علی پر چڑھائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تھا کہ حیدر علی کا کام تمام ہوجائے مگر اُس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سا رائے شمالی ملک اور بہت سا روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چھڑایا مگر مادھو راؤ کا مزاج تھا کہ مرہٹون مین پھوٹ پڑگئی اس وجہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک مال دیا تھا اوس سے اضعاف آیندہ چھ سال کے عرصہ مین حاصل کرلیا۔

میسور کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۷۸۰ء مین پھر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخمصون مین پھنس رہے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھکر انگریزون پر چڑھ آیا اور اول معرکون مین ظفر مند رہا چنانچہ انگریزون کے بہت سے قلعے فتح کرلیا اور کرنل

بیلی کو معہ دو سو جوانون کے قید کر دیا پھر حسب تحریر سپہ سالار مترو کے وارن ہیسٹنگز نے کھلتے ہو
انکی لشکر سمندر کی راہ بھیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑای کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آیر کوٹ سے جو ایک بڑا بہادر کاروان جرنیل تھا پور ٹو نووہ - پالی پور - اور سولن گڑھ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
لڑای بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان میسور غالب
ہو جاتا تھا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہہ سلطان
میسور مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبیعت سے برزدلی کی جمعیت
رکھتا تھا سو کہ آرای اور نبرد آزمای مین حیدر علی کا ہمسر تھا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑھکر تھا غرضکہ یہ تخت نشین ہو کر انگریزون سے ڈیڑھ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایتخت سیرنگ پٹن کے نزدیک پہنچنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑای کا خاتمہ ہوا -
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہو جایگا کہ سرکار نظام سے کسیقدر انگریزون کو نفع پہنچا
جسکو آج زمانہ کی آنکھین کس حالت مین دیکھ رہے ہین - الحاصل ابراہیم بیگ خطاب اللہ ولد کنکی
والاجاہ نے کی تھی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ غضب سرفراز فرما کر محالات ویلیشپور و بالو
بھیجدیا جہاں پر مامور فرما کر خود بدولت واقبال بویجہ ۱۱۸۰ھ آصف آباد تشریف لائے چونکہ اس سفر مین لشکر ساراختہ تاراج
ہوا تھا دوسری شعبان ۱۱۸۳ھ مین تادیب سرکشان جنوبرویہ کے تادیب اور تنبیہ کے لیے روانہ ہوئے
اور دریا کرشنا سے اوتر کر قلعہ گرکنڈہ کو مفتوح کیا اور راجہ رامچند رکو بجرم بغاوت اسیر کر کے قلعہ کلیان
ضبط کر لیا گیا پھر قلعہ نرمل کو تسخیر کر کے مظفر الدولہ اضابط جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مرجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے انہین دنونمین اسمعیل خان پنی نائب ناظم برار مقرر کئے
اور سنہ ۱۸۶۱ء مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیرالامرا شجاع الملک بہادر سے
قرار پائی اور راو سکا رسم بڑی دھوم دھام سے ہوا اور انہین دنونمین پرانے امرا منصب و خطاب
عزل و نصب و تبدل و تقرر عمل مین آیا۔

اسی اثنا مین وارہورا و کے مرنے پر نرائن راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا
رگھوناتھ راو بہت زور پکڑ گیا تھا گویا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا
مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تھا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی بھنک سنتے ہی نواب

مرہٹون سے لڑائی کا آغاز

سیر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۱۸۷ھ کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے
متوجہ ہوئے اور رستہ مین رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات
بڑار گئے ہوے تھے قریب موکا لشکر مین آکر شامل ہو گئے وہان سے نواب
سیر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر مین فروکش ہوئے اور رگھوناتھ راو بھی برسر مقابلہ
آپہونچا تھا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین مین صلح ہو گئی دوسرے
روز رگھناتھ راو کو نواب سیر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ آکر شرف اندوز
ملازمت ہوا اس لڑائی کا یون خاتمہ ہو گیا اس کے بعد نواب سیر نظام علیخان بہادر نے
ہمنا آباد کا ارادہ فرمایا۔

اسی عرصہ مین فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے تئیگاہ سے آیا چونکہ شاہی
زمانہ انحطاط کے عالم مین تھا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہو چکی تھی صرف
برائے نام سلطنت کا نام باقی تھا تاہم نواب سیر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد ہمن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ پہونچکر قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کالا چبوترہ دریا بہیمرا کے متصل قلعہ اوگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اسکے دوسرے ہی روز رائچور کے متصل بہیمرا کے اوس جانب خیام پذیر ہوے اور ناصر الملک جو انتیاز گڈہ ادھونے مین نظر بند تہا باریاب ہوکر رائچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول پیشکش موضع کوٹورہ مین رونق افروز ہوے۔

اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادۂ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے بہت سا روپیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بہی پریشان حال حاضر ہوے اور استعانت چاہے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد استماع واقعہ ۲۷ ذیحجہ ۱۱۸۷ھ آمین بعد زیارت مخدوم شیخ علاو الدین انصاری رح دریا بہیمرا سے عبور کرکے رگناتہہ راو کیطرف متوجہ ہوے اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کہڑا ہوا پہر آغاز ۱۱۸۸ھ آمین نواب ممدوح الشان معہ لشکر قلعہ پر پنڈا ہوتے ہوے اطراف احمد نگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو برہان پور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب میر نظام علیخان بہادر احمد نگر ہوتے ہوے کیلنا پر جا پہونچے اور یہان سے ظفر الدولہ اور رسا باجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے اوتر کر پہلے جانیکا حکم دیا اور اوسکے توڑے

وان بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آہو باغ برہان پور جا اوترے اور
رگھناتھ راو دریا نربدا کے اوس کنارہ پر بھاگ گیا۔
انہین دنون مین نرائن راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نارائن راو
رکھا گیا چونکہ ایام بارش آگئے تھے لہذا اورنگ آباد پہونچکر قیام پذیر رہے اور بعد
ختم برشکال ضابطہ جنگ بہادر کو رگھناتھ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوسوقت رگھناتھ راو
ملک خاندیس مین رہا یا کوٹ تاپہر رہا تھا۔ اسکے بعد پھر نواب میر نظام علیخان بہادر
سلطان پور وتھانیسر ہوتے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شریک لشکر ہوگیا
اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگھوجی بہونسلا مین جھگڑا واقع ہوا اور رمود ہاجی نے سلاجی کو
مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم ۱۱۸۹ھ مین ناگپور تشریف لائے موہنے
عاجزانہ پیش آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسمت
ایلچپور کوچ کرکر ہاتھ آرکن الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کرڈالا اور اسمٰعیل خان
نبی کو بھی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ پنجہ پر ان وقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر
وہین خیمہ زن ہوے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی
برادر ظفر الدولہ کو باضافہ منصب و خطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ داروغہ
سرکارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
صوبہ برار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوئے
بعد چند روز رگھوناتھ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب
روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ دریاے
مالوہ پر خیمہ زن ہوکر بعد ختم ایام عشر محرم ۱۱۹۰ھ قلعہ کلیان مین فروکش ہوئے وہین مبارز الملک بھی

دولت ملازمت حاصل کی پھر وہان سے شولاپور کیطرف باگین اوٹھائین راجہ وینکیا نایک بحری بہادر قوم بیڈر حاضر حضور اقدس ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا وہان سے حیدرآباد واپس ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدارالمہام کو مامور کرکے اون کو حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

سنہ ۱۱۹۲ھ، ذیحجہ مین حیدرآباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوے کوپکنڈہ تک سیر کرکے پھر داخل دارالامارت ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک رخصت کرکے شکار کے کالے چیتورہ تک دورہ فرماکر ارجب مین داخل حیدرآباد ہوے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنے سیر و شکار مین مصروف رہے نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اتمام تھا۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ موسم گرما تھا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدارخانہ تیار فرماے جسمین شکاریون کو گلاب بڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تھا اسی زمانہ مین معین الدولہ مہاب جنگ نے عرض کیا کہ نواب مبارزالملک مظفرالدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے حکیم الممالک سیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور رادنا نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلیے روانہ فرمایا ان کو تیسرے منزل پر خبر ملی کہ مبارزالملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے آئے۔

چونکہ قلعہ نرمل کو حشام جنگ فرزند مظفرالدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کرلیا تھا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین اوسطرف کا عزم فرمایا اور کولاس تک رونق افروز ہوے اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تھوڑا سا پیشکش لیکر مراجعت فرماے بلدہ ہوے۔ انہین ایام مین شجاع الملک کا بھی انتقال ہوا اور نکی جنگہ اون کے فرزند مہابت جنگ و اسامان بہادر کو تعلقات اور ہونی ولیعہدی فرمایا

سنہ ۱۹۷ ا مین خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہان پہونچکر محاصرہ کرلیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ براڑ پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعۂ نرمل و جگتیال بہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور مبارز الملک کل مال نقد و جنس داخل سرکار کرلیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ معین الدولہ شیر الملک کو سرفراز فرمایا۔

اسکے بعد چہ پر من تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بدولت اقبال قیام پذیر رہے اور تمام ہمت اصلاح ملک و فلاح رعایا مین صرف فرمائے اور انہین دنونمین میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل مین آئی چنانچہ سعد عاقل الدولہ و میر عباس علیخان نظام یار جنگ و میر عبدالعزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و مرزا ابوتراب خان بہادر موسات زنجیر فیل سواری و ستر مہارشتر و ساٹھ سواران سلحداری براہ جگناتھ کلکتہ تشریف لے گئے اوسوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تہا اوس سے پانچ ملاقاتین بڑی گرمجوشی سے ہوئین اسیطرح گورنر جنرل بہادر ان کے مستقبل ملاقات کے لئے آئے اسکے بعد میر عالم بہادر کے سوا ہمراہین منصبداران سرکار نظام کو تحایف زر و جواہر سے گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرما کر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہان سے رخصت ہوکر بعد طے منازل حیدرآباد پہونچکر تحایف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور مین پیش کئے جسکے صلہ مین خلعت فاخرہ و خطاب میر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و سرکار کمپنے مین مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قایم ہوگیا۔

اس عرصہ مین ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑہ گئی تھی اس پہنچکے

اندراوس نے ایک بار قلعہ اوہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ دارا جاہ بہادر
فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اوہر مہابت جنگ بہادر نے اس
واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر پنڈت پردھان
نے ٹیپو سلطان کے طالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے
دشمن ہوگئے اسوجہہ سے کہ اوس نے کانڑا کورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کرلئے
تھے اور آخرمین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوبمین واقع ہے حملہ کیا
اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
کھینچ لی تھی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹا دیا ٹیپو سلطان اوسکو مغلوب
کرنیکی فکرمین تھا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تھا اس لئے۔ لارڈ کارنوالس
گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتھہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب
میر نظام علیخان بہادر بھی ادہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب
میر نظام علیخان بہادر نے اوّل تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدر علی نایک کے اوسکو
دوستانہ نصحت فرمائی مگر جب کچھہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر سنہ ۱۲۰۴ ہجریمین معہ لشکر
جرار قلعہ پالگھاٹ کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر
جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج
جرار سرینگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام پذیر
رہے۔ غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندر جاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف بڑہے
اور راو پنڈت پردھان وہری پنڈت پہڑکیہ بھی دیر مین آکر شریک لشکر سرکار ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خود بھی کلکتہ سے مدراس

آپہنچا المختصر بنگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور بڑا شہر ہے ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پھر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج کو مقام اری کیرا پر کامل شکست ہوی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت سری رنگ پٹن کا فتح ہونا کچھ دشوار نہ تہا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کر لیا گیا تہا لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہو گئی انگریزون کو تین کروڑ روپیہ نقد اور اسکے مقبوضہ ملک سے ونڈیکل۔ بڑامحال اور ملیار کے اضلاع انگریزون کے ہاتھہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کروڑ روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک کڑپہ و سدھوٹ و گنجی کوٹہ ہات لگا اور گورک کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائی کا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہو گیا اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی کے ساتہہ دار السلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوے ۔۔۔

اور ادہر سے نواب میر نظام علیخان بہادر بعجلت تمام دار السلطنت حیدرآباد مین آپہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز ہو گیا تہا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی۔

قحط سالی کا حال | اور ۱۲۰۷ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوی اور قحط پڑا یہانتک کہ ۱۲۰۸ھ مین ایک سیر جوار ایک روپیہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز تک بازار بندرہا ایک ایک دانہ گوہر شبتاب بنگیا تہا لاکہون آدمی مرگئے ہزارون ہی جانین ضایع ہوئین ہزارون محتاج (اس خدائی گروہ کا کہانتک

بندوبست کیا جاتا، حضوری دیوڑی پر فراہم ہوگئے مجبوراً دروازہ بند کردیا گیا
لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگادی اور اندر گھس پڑے بہزار دقت بلوہ
منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر ہمت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع اللہ خان
بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست
کہ بندگانخدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع انسان اسطرح ضایع نہونے پائین -
انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند مشیر الملک نے عارضۂ اسہال سے
انتقال کیا چونکہ اونکی گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ نے
اونکو بہی ٹہادیا -
اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی
سندہیا حسب قرارداد صلاح نامہ ہر معرکۂ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے
کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت واقبال مہدآباد بیدر کیطرف متوجہ
ہوے اور وہان پہونچ کر انتظار آمد سندہیا سیر وشکار مین مصروف رہے
ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندہیا مرگیا
اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکی لشکر پر قابض ہوا - اور نانا پہڑنویس اوسکا
وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہوگیا ہے چونکہ اسکے رگ وپی مین فتنہ وفساد بہرا ہوا -
اثر سرایت کرگیا تہا دولت راو کو صلح نامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونے دیتا
چنانچہ دولت راو سندہیا کو اس نے برانگیختہ کرکے آخر سرکار نظام پر حملہ
مستعد اور آمادہ کردیا -
اور اوس زمانہ مین سرجان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تھا مگر ان لڑائیون مین اپنا مطلب نکال لیتا تھا لیکن اس عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرأت پیدا ہوی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کھرلہ کی لڑائی کا حال چنانچہ قلعہ کھرلہ کے متصل ایک میدان مین نواب میر نظام علیخان بہادر ستیرہوین شعبان ۱۱۷۶ھ ہجری کو تشریف لائے ہوے تھے مرہٹون نے لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پارسیونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکھہ تھی۔ پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ سرکار نظام کے ہاتھہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوء تدبیرون سے نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین خبر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکھڑ گئے اور اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ اور ایک طرف سے پندارے جو ایک لٹیری قوم اور انکی بڑی بڑی جمعیتین مدت سے مرہٹون کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل کیڈرون کی طرح رہا کرتے تھے انکو موقع ملا دل کھولکر لشکر کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال و دولت سے بے نیاز ہوگئے۔

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخر کار پنڈت پردھان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد انکا قیدی رہے[1]۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری کے لئے پونہ گئے تھے معہ راجہ شیام راج اور راجہ رگھوتم راو شرف اندوز ملازمت

[1] ۱۲

اور مشیر الملک کے غایب مین نیابتاً راجہ شیامراج مقدمات مالی وملکی فیصل کرتے تھے انہون نے رگھوتم راو کے کہنے سُننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دارالسلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بھی بمشورہ میر عالم بہادر روانہ کردی گئی تھی تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پاکر مرشدزادہ عایجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ کرکے اونکی ملازمت اختیار کرلی۔

مرشدزادہ عایجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت۔

چنانچہ ۹ ذیحجہ ۱۲۰۱ھ مع غالب جنگ وسیف جنگ وغیرہ قلعہ محمدآباد بیدر پر جاکر قابض ہوگئے۔ اور ادہر سے سدی عبداللہ خان حبشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سدا شیو ریڈی دفعتاً ایسا ٹوٹ کر گرا جس سے یہہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور اسکی اہل وعیال سدا شیو ریڈی کے ہاتھہ پڑگئے۔

یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پہلے تو شفقت پدری کے لحاظ سے ایک عنایت نامہ عایجاہ بہادر کے پاس بھیجا لیکن مفسدون نے اوسکی تعمیل کی طرف اونکو رجوع ہونے نہین دیا۔ پھر ناگزیر فوج انگریزی بسرکردگی میر عالم بہادر اور جمعیت ریمو فرانسیس وافسران پایگاہ مثل سردارالملک گھانسی بیان وغیرہ مرشدزادہ عایجاہ بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان بیج بہیہ اور محمد اعظم خان وغیرہ جمعداران پایگاہ بھی اونکے شریک ہوگئے اور جب یہہ فوج تنفقہ قلعہ محمدآباد بیدر کے قریب جا پہونچے تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چاروں طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گھیرا کہ سب منتشر ومتفرق ہوگئے

ہوگئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر نے قلعۂ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیوردی جو اصل بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمد نگر مین قید کردیا گیا اور سکو رعد جنگ فرزند سیدی عبداللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے طالب ہوے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کردیگئے مگر بدیع اللہ خان کا پتہ نملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے گئے تھے وہان سے اونکو لیکر آرہے تھے کہ کہٹیر کی منزل مین دریاے گنگا پر باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کرگئے بعض کا قول ہے کہ مارے شرم کے زہر کہاگئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا بالآخر انکی نعش سیر عالم بہادر و موسیٰ ریمو بجال حسرت و افسوس دارالسلطنت حیدرآباد مین لے آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رح مین مدفون ہوئے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت بالاے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کررہے تھے باتفاق تقدیر دفعتاً لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبدالجلیل خان معالج رہے اور مشیر الملک بہادر بہی یونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی آخر کار ۱۲۱۳ھ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا۔

اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو۔

میسور کی چوتہی لڑائی کا حال۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب کا پادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا کا پوتا تہا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر
جنگ آرا تھا اور ٹیپو سلطان نے انگریزوں کو سرزمین ہند سے نکال دینے
کے لئے برملا اس سے مدد مانگی تھی بلکہ یہہ کہا تھا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت
کا جان و دل سے شریک اور متفق ہون۔

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار
نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب مخشم کو معین و
حامی بناکر سب سیڈی اے ری قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کر لیا۔

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو
سب سیدی اے ری سسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے
اس موقع پر اس کی کچھہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اول تو یہ ڈہنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب اودہ کے ساتھہ برتا تھا
پھر لارڈ ولزلی نے کل ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا
اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رو سے منظور کرتی تھی وہ سرکار
انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تھی
اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تھی پھر اس
ریاست کی طرف سے یہہ بھی اقرار ہوا کرتا تھا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری
بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹیجنٹ فوج رکھینگے اور
اس سے ضرورت کیوقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے۔ اس انتظام کی یہ بڑی
شرطین تھین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تھا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بھی ہو جاتا تھا

لارڈ کارنوالس اور سر جان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ نہو جائے ۔ مگر یہ بناقاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جابجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے ۔

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ھ ہجریمین ایک جنگی برجستہ فوج بسرکردگی نواب میر عالم بہادر ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سرپنگٹن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس چلا آیا ۔ الغرض ایک فوج بنام زوکرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل بیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام ژدا حاط بمبئی جسکا سپہ سالار جیرنیل سنٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے در پے شکست دی اور سدا سیر رد ملاو ملی پران دونون میدانونمین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرپنگٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا ۔

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرپنگٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ و جدل بخوبی نظر آتی تھی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر تک ٹھہر کر کہانا کہایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نتھا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ اور ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام دمدمے اور کونچونمین انگریزی فوج آگئی ہے اسوقت بھی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر انبار ی کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج متعینہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کردے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان حق تسلیم کی یہہ خبر وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکھہ سکا پریشان ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص توپخانہ کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلئے نزدیک رکھی گئی تھی بارکرین الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سرداروں کو لیکر بجانب تمام فیصل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تھی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکھا کہ ہراول مذکور فصیلون پر چڑھ کر قابض و متصرف ہوگئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایکیوں جو ہیرون نقب تھے انکو گولی سے مار کر گرادیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان کی قیام گاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس سے اکثر بے وفا لوگ

لارڈ کارنوالس اور سر جان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ نہو جائے ۔ مگر یہ بنا قاعدہ اِس سے عمدہ تہا اور اب جا بجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے ۔

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ ہجریہ مین ایک جنگی برجستہ فوج بسرکردگی نواب میر عالم بہادر ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سرنگپٹن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس چلا آیا ۔ الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل بیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جنرل سنٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے در پے شکست دی اور سدا سیر سرو ملاولی پران دونون میدانونمین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرنگپٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا ۔

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرنگپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان صبح الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ و جدل بخوبی نظر آتی تھی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر تک ٹھہر کر کہانا کہایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نہتھا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ اور ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام دمدمے اور کوچہ بین انگریزی فوج آگئی ہے اسوقت بھی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر انصاری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج متعینہ سُرنگ کو ہوشیار اور خبردار کردے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکھہ سکا پریشان ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص توپخانہ کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلئے نزدیک رکھی گئی تھی بارکرکے انحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سرداروں کو لیکر بجانب تمام فیصل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تھی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکھا کہ ہراول مذکور فصیلون پر چڑھ کر قابض و متصرف ہوگئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک یورپین جو سیرون نقب تھے انکو گولی سے مار کر گرادیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان کی قیام گاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس سے اکثر بے وفا لوگ

بھاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہ ہوا اور چند شجیع و جوانمرد بہادران دلاور سردارونکو ساتھہ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تہا روک ہی دیا۔ مگر اوسوقت تہوڑی انگریزی فوج خندق عبور کرکے آگے نہین آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون نے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

المختصر چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہ برسنے لگا اور سلطان بہت سے زخم کہاکر گر پڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی بہی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکرون نے سلطان کو بسواری میانہ لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سوار انگریز نے اونکی تلوار کی حمایل کو جو بہت قیمتی تہی نکالنا چاہا تو سلطان نے اوسکو زخمی کیا۔ سوار انگریز نے ضرب بندوق سے اوسوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے ساتہہ دفن کرادیا۔ یہہ واقعہ ۱۲۱۴ھ ہجری مین ہوا۔

ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکہی ہے۔

شاہ ما چون بملک بر ترشد		داخل مجلس پیمبر شد	
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ		نسل حیدر شہید اکبر شد	۱۲۱۴ھ

القصہ جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین سے وہ ضلع جو دار السلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصہ رسد آئے اور اضلاع کانڑا۔ کوام۔ بٹور۔ اوردنیار۔ انگریزی عملداری

مین شامل کرلئے گئے۔ اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہہ تجویز قرار پائی کہ وہان کے قدیم راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدّی کا وارث تہا مسند نشین کر دیا جائے۔ جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے۔ اور ملک میسور کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا۔

حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکہین آج اس سرسبزی و شادابی پر دیکہہ رہی ہین۔

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم سرکار نظام کنٹیجنٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوے اور حضور اقدس واعلی نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت انگریزی مامورہ سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چھاونی ڈالی گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک مفتوحہ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تہا مقرر کیا گیا۔

نواب سکندر جاہ بہادر کے شادی کا حال۔

اور اسی سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتھ جہان پرور بیگم دختر مالی میان سیف الملک فرزند مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکہون ہی روپیہ صرف کیا گیا۔

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر۔

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ وکنجی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلئے گئے اسی اثنا

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کھیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کرداکر قلعہ دورمین قیدہی کروادیا اور خدمت وکالت مدارالمہامی کا ضمیمہ ہوگئی۔

میر عالم بہادر بظاہر اس سزا کا مستحق نہ تھا شاید ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا نصیب ہوی ہو تو عجب نہین۔

وفات حسرت آیات نواب میر نظام علیخان بہادر

اسکے چوتھے برس مرشدزادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسبیہ خوانی منعقد ہوا تھا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہوگیا ہرچند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ھ ہجری غدیم ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کئے گئے۔

تاریخ رحلت

بر روح پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیب و تاریخ رانجوان
خوانند یا وضوہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

نواب غفرانمآب کے بہادری حال۔

چونکہ نواب غفرانمآب کے بہادرون مین ایک امیرالامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقدالدولہ قلیچ خان ناصرالملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تھے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہی کہ شجاع الملک بہادر فرزند پنجمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر بعہد امیرالممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ دار تھی فرزند گڈھ ادھونی و رایچور آپ کی جاگیر تھی ۱۱۹۶ھ ہجری مین انتقال کرگئے دنکے بعد اون کے فرزند مہابت جنگ داراجا

بہادر بعہد نواب غفرانماب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون نے ۱۲۰۰ھ مین ٹیپو سلطان سے میدان کارزار گرم کیا ان کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نرہی لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کرلیگئی۔

اور نواب ناصرالملک ہمایونجاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر قلعہ محمد آباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہوکر بیدر گئے تھے اون کو قوت دی مگر آخر مین سمجھایا مگر جب اون کے پند و نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفرانماب نے انکو بعزت تمام دارالسلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھ بسر کرتے ہین۔

غفرانماب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ بہادر جنکا ذکر خیر آیندہ ہونے والا ہے اور فرزند سومین نواب فرید ونجاہ میر سبحانعلیخان بہادر انکا انتقال ۱۲۲۰ھ مین ہوگیا۔

اور فرزند چہارمین نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبیعت تھے اونہون نے ۱۲۴۲ھ مین ملک بقا کا راستہ لیا۔

اور نواب میر حمید علیخان جمشید جاہ بہادر فرزند پنجمی غفرانماب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال ہوگیا تھا۔

اور ششمی فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبر جاہ بہادر و ہفتمی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ بہادر اور ہشتمی فرزند غفرانماب کے نواب کیوانجاہ بہادر تھے جو بذل و سخاوت مین شہرۂ آفاق تھے انکا ۱۲۴۳ھ مین انتقال ہوا۔

الغرض بعد وفات نواب غفرانماب کے فرزندونمین سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیۂ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث

آپ ۱۲۱۰ھ ہجری مین تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت مین تھی سپاہ اور رعایا بہت دوست رکھتے تھے ہر معرکۂ جنگ مین اپنے بھائیون سے نمایان طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفرانمآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب اعیان دولت و اراکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک ارسطوجاہ مدار المہام سرکار عالی دربار دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بار گران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجھا بجھا کر بٹھا ہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی حشم و خدم کے ساتھ شاہی محل مین داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواصی مین رکھوتم راؤ پیشکار رہتا۔

بیسویں ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ مین تخت نشین ہوئے اور اون معاہدون کا جو فیما بین سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرار داد ہوئے تھے اذکو بلا کم و کاست بحال رکھا۔

فرید و نجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بھائیون کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھ چھ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک ارسطوجاہ بہادر نے سروزنگر مین ایک مینا بازار قائم کیا جسمین بتقریب ضیافت نواب سکندر جاہ بہادر بھی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور مین لکھوکھا روپیہ تجارتی مال سوداگرون سے خرید کیا گیا اور اوسی زمانہ مین جشن بتسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفرانمآب کے ناتمام رہگیا تھا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پرنور دس ہزار روپیہ کی فقط مہندی بھیجی گئی تھی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ مین نواب میر اکمل ارسطوجاہ بہادر نخارہ مین مبتلا ہوکر آٹھ ہی روز کے عرصہ مین انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگھوتم راؤ پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے انہین دنون مین سفیر انگریزی نے بہی اُمور سلطنت مین دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر بیجم ربیع الاول ۱۲۱۹ھ مین میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے اذکو طلب فرما کر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر کبھی معاملات سلطنت مین دخل نہ دیا۔

سنہ ۱۲۲۰ھ مین میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمین بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اوسی جشن سالگرہ مین میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب و رسالۂ سواران صرفخاص اور نظام یار جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس اور ستا وحضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرف خاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

انہین دنون مین راجہ مہیت رام جو بہ سردگی چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفران مآب لسناد شورش پنڈارون کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت مین واپس آیا چونکہ ان دنون مین خود غرضون کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج مقدس میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پاکر بطمع خدمت مدار المہامی اور بہی برانگیختہ کر دیا بالآخر سر صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کر کے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کہل گیا اور راجہ مہیت رام شہر بدر قلعہ سگر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اس نے وہان پر فوج جمع کر کے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

بھی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ و پیکار و قتل مسٹر گارڈن بھاگ نکلا اور ملہار اؤ ہلکر کے لشکر مین جا گھسا اور راجہ بہپت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندو لعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ مین سندھیا اور دالی برار سے انگریزون کی لڑائی کے بعد ہلکر اور راجہ بہرت پور سے لڑائی درپیش تھی جس سے مرہٹونکا زور بل ٹوٹ گیا۔ انہین دنون مین میر عالم بہادر نے راجہ چندو لعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیرل جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تھا اوس نے اس تجویز سے باز رکھا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین چندو لال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سورج پرتاب مرگیا تو ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ بروز چہارشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲۱ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تھا خلق خدا کو بڑا صدمہ ہوا آخر اوسکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے لیے شہر چنپاپٹن مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے راستون مین سرائین بنوائین اور دارالسلطنت حیدرآباد مین تالاب میر عالم حسین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا ابتک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنارہ رود موسی اور منڈی میر عالم کی ابتک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت

سرفرازی خدمت دیوانی میر اسعد بہادر

دیوانی پر اون کے داماد میر اسعد بہادر نے سرفرازی پائی اور ۲۱ رمضان سنہ ۱۲۲۶ھ مین دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک مہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بھی مرگیا اور پوسنے مین مناقشہ شروع ہوا

پنڈاروں کا قلع قمع اور ۱۸۱۷ء مین پنڈاروں نے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی مین فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا مانہ دراز کیا راستہ بند اور ہزارون گانون بے چراغ ہو گئے پنڈارے ایک لٹیری قوم تہی اور انکی بڑی جمعیتین مدت سے سیندہیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹون کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑون کے رہا کرتی تھین اور ان غارتگرون نے دریائے نربدا کے متصل کچھ زمین بہی پیدا کر لی تہی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ اونکی طرفداری انگریزون کے گویا ایک وبائے عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے مین رہتا تہا مرہٹون کی اس سازش کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بہی اسمین شریک ہو گیا تہا۔

آخر لشکر نظام اور سٹر مالکم صاحب معہ فوج انگریزی استاد پنڈاروں کے لیے متوجہ ہوئے انجام یہ ہوا کہ سیندہیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد آجتک گوالیار مین راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈارہ کا سردار رہتا اوس نے ہی ہتیار ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک مین مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ برسر مقابلہ ہوا اور پونے مین رزیڈنسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھ بس دم خم نہ رکہتا تھا اس لیے تہوڑے ہی عرصہ مین میدان جنگ سے بہاگ نکلا اور ہر چند کئی مقامون پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتار گیا اور اوسکی ریاست سرکار انگریزی کی عملداری مین شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تہوڑا سا ملک راجہ ستارا کو جو سیواجی کی نسل مین تہا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونیکے تہوڑے ہی روز بعد اپا صاحب راجہ ناگپور مین جو انگریز رہتے تھے اُن پر حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل کر جانب کلپی بہاگ گیا اور

سکھو نمین کچھہ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مرگیا۔

جب امیر خان نے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پہرا ور پنڈارے سردار بھی ایک ایک کرکے مغلوب و مطیع ہوگئے ان سردارون مین جیتو سب سے آخر مغلوب ہوا تھا اس نے ایکبار ہلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کرکے انگریزون کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے ۱۸۱۷ء مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور ہلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون نے کامل شکست کھائی اسکے بعد ملہار اؤ ہلکر نے تو انگریزون سے سب سیڈی اے ری قاعدے پر عہد نامہ کرلیا اور جیتو بھاگ کر آوارہ پھرتا رہا اور اسکا پیچھا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس مین اسیرگڑھ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہوگیا اور لٹیرون سے امن و چین ہوگیا۔

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی اور ۱۲۳۳ھ ستروہوین رمضان کو فیما بین مردان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک حیاط پر مناقشہ ہوکر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑھائی کی اور لڑائی شروع ہوگئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور و جری تھے انہون نے بھی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اوسکا کام تمام کرکے توپ کو اولٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندو لال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بھیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرمالیا اور انکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا ہتو ڑی مدت کے بعد پھر قلعہ سے بُلوا لیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے لیے مرحمت ہُوئی ۔

انہین دنون مین راجہ چندولال بخطاب مہاراجگی وعلم ونقارہ اور منصب شش ہزاری چہ ہزار سوار سے اسی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہتوے ۔

ملاحظہ فوج جعفر یار خنگ بہادر

اور ۱۲۳۲ھ مین پانزدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار خنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ اقدس واعلیٰ سے گذرانا چاہا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی ۔

بدہوائی مین جھگڑے کا حال

۱۲۳۳ھ مین اماسک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہُوا اس ہیضہ کے زور وشور مین ایک روز ہنود سوانگ بنائے ہوئے پُوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری ومرغ وغیرہ تہا یہ لیکر بڑی دھوم دھام و بھیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جھنڈا مکہ مسجد مین کھڑا کر دیا ہنود اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گیئن قریب تہا کہ تیغ وخنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندولال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہوگیا ۔

مہدیون کی لڑائی کا حال

سنہ ۱۲۳۴ھ پہلے خنچل گوڑہ پر مہدیون سے وصول زر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات مہدوی لہذا نواب غفرانمآب خنچل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا تنخ جنگ بہادر کے علاقہ پائیگاہ مین بیس ہزار سوار بحکم اعلیحضرت غفرانمآب مامور کئے گئے اور اون مین دلدار خان مہدوی جمعدار معہ دوسو سواران مہدویہ کے مامور ہوکر خنچل گوڑہ مین قیام پذیر ہُوا دلدار خان حضور رسن بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چار ہزار مہدوی

افغان نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ ان کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور داد و ستد کا سلسلہ بھی جاری ہوا انہین لوگون مین سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادون کا سردار بنا اور محلات کٹک گری و گنگا وتی اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستارہ چمک رہا تھا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے بھی قرضدار تھے ان سے اوسیطرح معاملہ کیا گیا اور بُری طرح سے پیش آئے آخر ۲۸ رمضان ۱۲۳۸ھ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زی کے سلطان میان پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کر دیا پیرزادہ صاحب نے بھی اونپر حملہ کیا اور طرفین سے چند جانین ضائع ہوئین۔ اس واقعہ کے بعد ۱۲۳۸ھ مین یسین خان فرزند دلاور جان جمعدار نے ایک روز مشیر آباد مین ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کرتے ہو

مولوی عبد الکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونون مذہبی تکرار کرتے مولوی عبد الکریم صاحب پاس مسجد جلو خانۂ میر عالم بہادر مین جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہین آئے اور یسین خان جمعدار مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمائین مولوی صاحب نے فرمایا کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہین جنکی مہدویت ہمارے نزدیک ثبوت کو نہین پہونچتی ہے اور دوسرے مہدوی وہ ہین جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات سُنکر یسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑھ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے مہدی سچے ہین جو انکا قائل نہین وہ برگشتہ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ بفساد دیکھا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگون نے اوسکو باہر کر دیا مگر اس کشاکشی مین اوسکے کہین پیشانی پر کھروینچا آگیا اور ایک دو قطرے خون کے بھی ٹپک پڑے

وہ حوض جلوخانہ پر بیٹھ گیا اتنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اسپر پڑی اور اوسنے
دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبر دی قریب شام ہلا تعداد مہدوی لوگ جلوخانہ مین بھر گئے
اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ ذیحجہ ۱۲۳۴ھ تھی اور میر الملک بہادر چہتہ مین علم استادہ
کرنے چلے آئے تھے جب یہ سُنا تو مہدویون کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد جان نے
ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے اتنے مین دائم خان بہادر اور حسن خان
بہادر جمعدار ان مذوری اہل تستّن بھی آ گئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ
اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تھا
جناب سُلطان الانبیا صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اے عبد الکریم توحید آباد
جا وہان تیری آرزوے شہادت برآئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین
جا سکتا اور نہ اس مسجد کو چھوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پر دزری ناقی پر سوار رہا مسجد
مین گھسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادرون نے روک دیا اور کہا کہ بھائی
عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد
رکھو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولوی صاحب پر اس قدر ظلم کرنا
قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل جوانمردی مین داخل ہے لیکن عنایت خان نے
نہ مانا آخر نیامون سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بھی
جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بھی سخت حملہ کیا اور خود بھی زخمی ہوا چودہ مہدی
زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گھس آئے اور بندوقون کا
فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عربی نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور
یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے اتنے مین مولوی صاحب

نہایت استقلال سے آواز دی کہ ادہر آؤ مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سنتے ہی
یسین خان مولوی صاحب کے سینۂ بے کینہ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر سے اونکو شہید کر ڈالا
اور اپنے چودہ مقتولونکی لاشے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدوی زادہ
دار وغۂ ہرکارگان نے بہت جلد حضور مین جاکر اس واقعہ کو ظاہر کرکے عرض کیا
کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مارے گئے۔
دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نورالاولیا صاحب نے علما ردارالسلطنت کو اطلاع دی
کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہوگیا جسکا انسداد فی الوقت
نہوسکا اس لیئے جایز ہوسکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ
ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پاچکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بھی نوبت
آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذوالفقارخان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ
حیات اللہ ومولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد
مین جمع ہوگئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے
غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے
مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی
صورت ہو اور ہم بھی آپ کے ہمراہ ہین المختصر ایک لاکھ آدمیون کا ہجوم ہوگیا
اور ایک نشان محمدی بھی استاد کیا گیا اب ہجوم عام وبلوۂ عظیم مین کون کسکی
سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بھی تیغ وبندوق وساز وسامان جنگ سے بہادرانہ مستعد
ہوگئے اور ادہر سے نیازمندخان بہادر امدمنصورخان بہادر وصالح محمدخان
وعبدالرحیم خان وپیراحمدخان ومحمدخان گگیانی وغیرہ جمعدار بھی اوٹھ کھڑے ہوئے

اور دروازہ یا قوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو
یہ ہوئی کہ مہدوی زادے یسین خان کے دینے پر رضامند ہو گئے مگر اوسے قصاص
مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے عہد مین
یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہے تھے اب انکو ہاتھہ پر ہاتھہ رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب
گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کر دیا اور خود بھی زخم اوٹھاکر
شہید ہوا پھر سبزہ میان بہانجہ منصور خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
ایک مہدویون کے خود بھی شہید ہو گیا منصور خان نے بھی بہت سے مہدوی زادون
کو قتل کر کے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بھی مہدوی زادون
کو بہ تیغ کر کے خود بھی شریک شہدا ہوا محمد خان گگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند
کنو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین
گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عروب بھی آپہونچی اور اُنہون نے بھی
مہدویون کو نشانہ بندوق بنا لیا بچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے
نکل اپنے اپنے گھرون مین جا کر پناہ لی اور رات بھی ہو گئی تھی لیکن اتنے مین اس واقعہ
کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوشزد ہوئی دفعتًا غضب سلطانی جوش زن ہوا آدھی رات
گذری تھی کہ بنام راجہ چندو لال حکم صادر ہوا کہ معًا جمعیت انگریزی مقیمًا لوال کو حکم
دیا جائے کہ وہ فی الفور آکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندو لال
بھی مہدوی زادون سے داغ کھائے ہوا تھا فورًا حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج سوار پیادہ
انگریزی و مارنٹ صاحب و مارٹن صاحب وکیل سرکاری و سدرلین صاحب بتعجیل تمام آکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منتظر رہے کہ صبح کو باغیون نے ہتیار ڈال دیے بالآخر راجہ چندولال کی شفارش پر اونکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی شہر سے چلے جائین چنانچہ کچھ تو بجا بت کرنول اور کچھ ہندوستان کیطرف اور بعض غربا دیہاتون مین جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادون سے بالکل خالی ہو گیا اور اونکا خاطرخواہ اخراج ہو چکا تو شاہ یار التمک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ مین رہنے کے لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر جو تعلقات گنگا دتی وغیرہ کے مین تھے یہ دونون سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یار خان صدالصدور کا حال اور ۱۲۴۰ھ مین عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور مصاحب و معتمد سرکار و طبیب تھے اثنار راہ چارکمان مین چار مہدویون نے نبض دکھانے کے بہانے سے قریب جاکر اونکو جمدھر سے شہید کیا ایک اونمین سے نکل گیا اور باقی تین راستے مین بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے گذرے ان تینون کا کام تمام کر دیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر نے طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کو توال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہان کہین مہدوی پائے جائین گرفتار کیے جائین اور آیندہ کے لیے بندوبست کر دیا جائے کہ آنے نہین پائین۔

لطیفہ

راجہ چندولعل کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کچنی جو بہت بڑی مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تھا حاضر جوابی مین لاجواب تھی اور موزونیت طبعی مین زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندولال نے یہ مطلع پڑھا

ہے چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے		ملنے کی بجومی تو بتا کون گھڑی ہے	

چندا نے فی البدیہہ جواب دیا ۔

پہلے ہی سے چلا کے مرے دلکو ستا مت	اے مرغ سحر چپ ہو ابھی رات بڑی ہے

وفات حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر المختصر ان واقعات کے دو سال بعد نواب سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا جس سے آپکو محبت زیادہ تھی اور اسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا آخر ایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ سود مند نہ ہوا ۶۲ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایک شور عظیم گریہ و بکا کا تھا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پر انوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے ۔

تاریخ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت	ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
بر کشیدم آہ گفتم سال او	راہی فردوس شد شاہ دکن
کرد شاہ دکن ز دہ سر کنار	در ہزار و دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچوین نواب میر مہتور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذوالفقار الدولہ بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داور علیخان بہادر قمر الدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھ ہی صاحبزادیان تھین

ان سب مین سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دیندار عالم متقی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہوئے جنکا ذکر خیر و حال سلطنت ہدیۂ ناظرین ہے۔

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع خلد اللہ ملکہ و دولتہ

آپ سنہ ۱۲۱۰ھ مین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اوسیوقت راجہ چندو لال نے آپ کے نام سے منادی کروادی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب میر اکمل بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر و راجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنس سرکار انگریزیہ نے نذرین پیش کین اور ایک جدید عہدنامہ حسب عہدنامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار دولت مدار مرتب ہوا۔

انہین دنون مملکت دکن مین خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکھنے کے لیئے بندوبست کامل کیا جائے۔

اور خود بدولت بغرض سیر و شکار سرور نگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی و حشم و خدم متوجہ ہوئے۔

سنہ ۱۲۴۶ھ مین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے نذرین پیش کین و خلعت و جایزہ سے سرفراز ہوئے۔

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمرائیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان میاں صف شکن جنگ دیوان عام مین آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار رہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود معہ دو سپاہیوں کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۴۶ھ مین پل چادر گہاٹ بحکم نواب ناصر الدولہ بہادر تیار رہوا۔ تخمیناً پچاسی ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنا پل

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدلش کہے ندیدہ نگاہ
شد چو حکمش بہ راجہ چندو لعل	زود سازند پل بہ شام و پگاہ
با سر عقل مجیب استوارٹ	پل بنا کرد مثل مہر و ماہ ۱۲۴۶ھ

مبارز الدولہ کی شورش اہنین دنون مین نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکہی ہتی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہوئی مرشد بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلاکر متنبہ کردون چنانچہ اسی بنا پر کچہہ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر مین روانہ کردیا پہر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آگئے۔

۱۲۴۶ھ مین موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بازدے پل قدیم شکست ہوگئی بازار گہانسی و حوض چار محل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بترتیب جشن سالگرہ راجہ چندو لال کو راجایان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر و منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور امراء دولت بہی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے۔

سکھہ اور عربون کی لڑائی کا حال ۱۷۴۱ء مین مابین سپاہیان جمعیت عروب اور سکھون کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی ببر یار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ مین اور دو ہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکھون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گھمنڈ تھا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربون سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ایک روز اپنے غرور مین آکر حلوخانہ راجہ چندو لال مین عربون سے باتیغ و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچھہ تھوڑے ہی سے سکھون کے قتل پر اکتفا کر کے خاموش ہو رہے مگر سکھون نے جب پھر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکھونکی خوب ہی خبر لی کم و بیش دو سو جوانان سکھہ کا سر کاٹ اور بال پکڑ کے شہر مین تشہیر کر کے انکا ساز و سامان لوٹ لیا مہاراجہ چندو لعل نے انکی بزدلی دیکھہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بھی سکھون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کر دیے جائین چنانچہ سکھون نے اپنی بود و باش امنت گری مین اختیار کر لی اور اب تک بھی چند سکھون کے مکان امنت گری مین موجود ہین۔

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگون نے سلسلہ ملازمت کے علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کر دیا اور زر قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہو سکتا تھا سیکڑون روپیہ کے مالک اور لاکھون روپیہ کی جاگیر و مقطعہ جات پر قابض ہو گئے اور بعد سود سے نفع اوٹھایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

سنہ ۱۷۴۵ء مین راجہ چندو لال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دھراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بھی صفا فتار رونق افروز ہو کر بانیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانان لین رروہیلون وعربونکا مناقشہ انہین دنون مین جوانان لین ور روہیلون کے درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کارروان مین ایک دوکاندار غلہ لے رہا تھا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بھی غلہ خریدنے آنکلا ان دونون سپاہیون مین تکرار ہوگئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکھکر دونون طرف کے لوگ جمع ہوگئے اور لڑائی چھڑگئی ادہر غلام حسین کمندان لین زخم کھاکر گھر آیا اور پچاس جوانان لین اوس کے مار دیگئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کرکے معہ توپخانہ دروازۂ پل قدیم کے باہر مستعد پورہ اور کارروان تک فوج کو جما دیا۔ ادہر روہیلہ بھی کم سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہوکر شاہ شبلی صاحب کی درگاہ اور پہاڑیون مین مورچے قائم کرکے مستعد بجنگ ہوگئے قریب تھا کہ معرکۂ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے سرداران عرب مثل عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی سپہ سالار جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کر دیا اور ان دونون سردارونے فریقین مین صلح کرادی اس قصہ کا یون خاتمہ ہوگیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان صورت قضیہ واقع ہوکر ہر دو فریق باہم لڑ مرے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک روز حسین یا در جنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے آئے ان دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑکر قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر مین ہنگامہ مچگیا اور بہت سے عرب روہیلون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عرب نے راجہ چندولال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیگر روہیلون کو شہر بدر کروادیا چنانچہ یہ لوگ وہیا توں مین جاکر زمیندارذکی نوکری اختیار کرلی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہین پاتا ہی اگر کوئی بھولا بھٹکا آبھی گیا تو فوراً بذریعہ پیڈ روانہ کردیا جاتا ہے ۔

اہل حدیث دکن مین آنیکا حال ۱۲۵۵ھ مین مملکت دکن مین اہل حدیث آ گئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ نبویہ کے زندہ کرنیوالے تھے جب شہر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہو گئے تو انہین کے خلفا ملک ہندوستان مین منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازذکی وجہ سے افراط وتفریط ہوئی تھی اوسکو بتاتے اور تاریکیون سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تہا کہ حکومت اسلام اوراس پاک مقدس دین مین جو دُنیا پرستون کی بدولت نوایجاد خرابیان واقع ہوگئین ہون رفع کیجائے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل وجگر مین جوش مارے ۔

چنانچہ انہین کے خلفاؤن مین سے دو شخص ایک مولوی ولایت علیصاحب اور دوسرے مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد مین آئے اور احادیث کے ترجمے ورسالہ کے ذریعہ سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کردیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اورکہین چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ نواب مبارزالدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کرلی اور اونکی طبیعت کو مکروہات اور دنیوی خیالون سے پھیرکر یا مرشدزادہ بہادر بہی علم دوست تھے اس لیے اونکے پوری مطیع ہوگئے ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر حنفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالون کو جو دہلی پشاور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمی تھے

تعداد کا اندازہ تہا اونکو خط لکہہ بھیجا کہ ایک خاص تاریخ مین تمامی قلمرو ہندوستان مین ایکبارگی آتش فتنہ مشتعل کردین اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قمرنگر کرنول نے بہی گیارہ سو ضرب توپ تیار کر لی اور ایک لاکھ روپیہ کا گولہ بارود فراہم کر لیا مگر یہ تدبیر پیش رفت نہوئی راز کہل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مہری دستیاب ہوگئی اور صاحبان انگریز بمبئی سے حسین ساگر مین آگئے فوراً ایجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزی نے دربار شاہی مین حاضر ہوکر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سنکر نواب صمصام الدولہ بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب معہ اپنے گروہ کے قید کئے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمرنگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتاً کڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نواب نے قلعہ خالی کرکے قریب آٹھ سو جوانان عرب و روہیلہ کی جمعیت کے زہرہ پیٹہ مین جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپون کے گولے اوتارے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو گرفتار کر لیا اور بسواری میانہ چاپٹن لیجا رہے تھے کہ راستہ مین مذہبی گفتگو پر نواب نے گالی دی اسپر اونکو وہین جدہر سے قتل کر ڈالا اور انکا تمام مال و اسباب سرکار انگریز نے ضبط اور اٹہارہ لاکھ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کر لیا اور اون کے پس ماندون کے لیے کسیقدر روزینہ مقرر کر دیا۔

اس ذرا سی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چہوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تھا اس طرح پر صاحبان انگریز کے تسلط مین چلا گیا اور نواب کے فرزند بامید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضامند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیونکی شادی ۱۲۵۳ھ مین بڑی دھوم دھام سے ہوئین۔

انتقال نواب مُنیر الملک بہادر اور اسی سال مین نواب مُنیر الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نے پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال کیا جسکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد سے تالاب سیر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لیگئی اور کسیقدر جاگیر پدر روشن خاندان کے لیئے چھوڑدی گئی چونکہ اوس زمانہ مین اونکے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب مُنیر الملک بہادر صغر السن تھے اس لیے ۱۲۶۳ھ مین نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندو لال بعد وفات مُنیر الملک بہادر کے راجہ چندو لال بہادر صدارت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل مین لائے راجہ چندو لال کی خیرات ابتک زبانزد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور ہر منگل کے دن نذر شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہین دیا جاتا تہا اور گوکل اشٹمی کے تہوار مین ایک لاکھ روپیہ صرف کیا جاتا تہا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہین ہوتی تہی چنانچہ انہین کا رروائیون سے بہت لوگون نے سلسلۂ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بہی ہوتا تہا کہ اونکی تنخواہین ماہ بماہ نہین ملتی تھین اور مُلک کا انتظام گتہ داری پر محول تہا۔ القصہ اِن کے عہد وزارت مین داد و دہش کا بازار گرم تہا اور انتظام مملکت و صرفہ خزانۂ شاہی انہین کے اختیار سے ہوا کرتا تہا لہذا انہین اسباب سے چندو لال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہوارین نہین تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندو لال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چندو لال سے

سنہ ۱۲۶۱ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادۂ تاریخ یہ کہا ؎

	سخی داتا گیا دُنیا سے اب ہائے

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور اون کے بعد راجہ رام بخش پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

سنہ ۱۲۶۸ھ بامیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرۂ محرم مین واقع ہُوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرہ اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ مین کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب سے تمامی ہنود کو بذریعۂ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ کھڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم سنہ ۱۲۶۹ھ کو رسوم دسہرہ عمل مین لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر بموجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ و سُنی کی لڑائی کا حال و معزولی کوتوال اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد کوتوالی اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ و سُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہُوئی تو فریقین مین سخت لڑائی ہُوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈے پر اور کالے نواب میر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گھاٹ کے پُل کے قریب تھے مارے گئے اور اون کے مکانون کو آگ لگا دی گئی اور بہت سامان و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کوتوال شہر کو معزول فرما کر محمد وزیر کوتوال شہر امور کے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کر دیا جائے تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الملک کی عہدہ وزارت مین بسبب باقی

ملک برار دیے جانے کا حال رہجا نے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی جسکا مطالبہ لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکھ روپیہ محاصل کا ملک برار زرخیز بطور امانی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے خزانۂ عامرہ مین داخل ہوا کرے۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۲۱۹ھ مین نواب سراج الملک بہادر بھی اس جہان فانی کو چھوڑ کر ملک عقبیٰ کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک اور انکے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے اون کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا اور جنکے قبضہ مین ملک کی بڑی آمدنی تھی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے مسترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکھ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چھڑا لیا گیا اور دو ہزار نفر عصبیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دیے گئے۔

اسی سال فوج کنٹنجنٹ کا نظام و روہیلونکی سرکشی کے دفع کرنے کو اور اکیہزار فوج معہ توپ خانہ گوٹالکی سرکوبی کے لیے مامور ہوی۔

۱۲۷۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی سال طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار مقرر کیے گئے۔

۱۲۷۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ بڑھ گیا

اسی سالمین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا۔

المختصر نواب ناصرالدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرورنگر ہوئے دفعتًا ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضۂ اسہال علیل ہوگئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجۂ کمال ضعف تھا اثنار راہ مین سیانہ سواری لحہ لحہ اوتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ چار گھڑی رات گذری تھی کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ۶۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۸ سال دس ماہ پانچروز حکمران ریاست رہے یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم و عادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر مین انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا۔ اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی تھی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے تھے جنکی وفات کا صدمۂ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ صحن مکہ مسجد دارالسلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصرالدولہ غفران منزل کہی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

قطعۂ تاریخ وفات

دریں دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش		قضا گردید روزے بار باب ناصرالدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجہان پدر		اجل شد طرفہ گو در رکاب ناصرالدولہ
چو بر باب آنجہان آمد سنش ای فیض رضوان گفت		بجلد لم یزل آمد جناب ناصرالدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر مین جنکا ذکر

خیر آیندہ ہونے والا ہے - اور دوم نواب میر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھے

ذکر خیر سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس خلداللہ ملکہ واقبالہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲۴ رمضان ۱۲۶۲ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت و اعیان سلطنت و امرائے عظام و راجہ مہاراجہ وڈیوڈ سن صاحب پریذیڈنٹ دولت انگلشیہ معہ عہدہ ماموران انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے -

نواب سر سالار جنگ مدار المہام سرکار عالی و راجہ راجایان مہاراجہ بزندر پرشاد بنیرہ راجہ چندو لال اور امرائے دولت و ارکان سلطنت و پریذیڈنٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین اور ہر ایک مورد الطاف خسروانہ ہوکر دربار برخاست ہوا -

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچہتر اشخاص بخاری شریف اور مشکوۃ شریف و حصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خانون کی اور پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے -

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرینی تقسیم ہوتی تہی اور خود بدولت بہی کبہی کبہی ختم قرآن مین تشریف لاکر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تہا - غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست دیندار تھے موحد خدا ترس درویش دوست اور علما، و فضلا، دوران و حفاظ کی بڑی توقیر و قدر کرتے تھے درویشون اور حاجتمندون کے ساتہ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کروا کے حاجیون کے

لیے وقف فرمایا سخی رحیم اور فیاض کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اسکا دامن زر و جواہر سے بھر دیا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تھا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلال خانہ شہر بند کر دیئے جائیں اور کوئی جدید دفروخت سینہ ہی و شراب شہر میں کرنے نپائے دیکار رواج آجتک چلا آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلئے حکم ہوا اور مسجد کا صحن جو چونے کا تھا سنگ بست کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشنما وضع بنائے گئے اور ایک چوحوالہ جسکے چارون طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جنمیں لاکھون روپیہ کے شیشہ آلات و جہاز کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکھ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور ہر دوازدہم شریف و یازدہم شریف و ماہ صیام میں برمانی کی دیگیں باورچی خانہ شاہی سے مسجد و درگاہون میں روانہ کیجاتیں ہیں چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے جود و سخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی ہدیہ ناظرین کر دیا گیا ہے۔

مصنف کے اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار نظام کی وفاداری و دولت انگلشیہ کی نمک حلالی کا زمانہ تھا جسمیں بوجہ غدر ہندوستان انگریزون کے اوپر چارون طرف سے آفت برپا تھی اقلیم ہندوستان کی نوجیں بدل گئیں جنمیں امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار توٹ گیا ڈاک و پریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بھینس کا مقولہ تھا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی میں پھنسی ہوئی تھی کلکتہ صدر مقام سے لیکر دہلی تک بغاوت بشدت تمام پھیلی ہوئی تھی لکھنؤ اور دہلی باغیون کے بھاری مرکز تھے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد طشت از بام ہوکر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤن اور نوابون کو بیدخل کر کے ہندوستان کو اپنی عملداری مین شامل کرلے۔

اور دوسرے یہ عندیہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع مین ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رائفل بندوقین بھی ملین تھین ان کے کارتوس کو بندوقون مین بھرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنا ضرور ہوتا تھا معندہ پردازون نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ ان کارتوسون مین سور اور گائے کی چربی لگی ہے۔ جس سے ہندو اور مسلمان دونون کا ایمان جاتا رہے گا۔

غرضکہ اول اول میرٹھ کی چھاونی مین ایک نہایت خوفناک معندہ برپا ہوا اور پھر آناً فاناً سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبون مین پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات یہ ہین۔

پہلے میرٹھ دہلی کانپور اور اور مقامات مین ماہ مئی و جون و جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین غدر مچنا اور ہندوستانی سپاہیون کے ہاتھ سے فرنگیون کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخر کار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر ہلا کر کے اوسکو فتح کرنا۔

سوم لکھنو مین جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکھنا۔

اور پھر جنرل ہیولاک اور اوٹرم کے ہاتھ ستمبر ۱۸۵۷ء مین فوج انگریزی کا اون کی مدد کو پہونچنا۔

چہارم سرکالن کمبل جسکو پیچھے لارڈ کلیڈ خطاب ملا اس کے ماتحت فوج انگریزی کا دوسرے مرتبہ کلکتہ کے انگریزونکی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین اور وہ اور اوس کے آس پاس کے اضلاع مین بغاوت کا بالکل مٹ جانا۔

پھر ۱۸۵۸ء کے شروع مین سر ہیوروز کے معرکہ آرایون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک ہو جانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک مین متفرق موجود تھے وہ باغیونکی تعداد کے مقابلہ مین بہت ہی تھوڑے تھے لیکن اون کے تذکرے مفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل ہے اور انہین ایام مین گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکھا کہ دہلی باغیون نے فتح کرلی اور سرکلون انگریز قتل و برباد ہو گئے اور اس وقت مصیبت مین اگر سرکار نظام کیطرف سے اُمید وفاداری ہوئی تو ہم لوگون کا کچھ ٹھکانا ہی نہین ہے۔

گورنمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کرلیا تھا کہ اگر حضور نظام نے ذرا بھی حرکت کی ہوتی ایسے وقت مین انگریزون سے مخالفت کی تو پھر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوسوقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاہد حال ہین۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزونکی طرفداری مین قدم بڑہایا اور مالی جانی مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ فوج کنٹنجنٹ نظام سرزمین ہندوگوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند معزز راجگان ہند کی سرتابی کرکے اپنی مخلصندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کرکے شعلۂ فتنہ و فساد کو سرد کردیا۔

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنون کی خیرخواہی و سرکار انگریزی

کی وفاداری و ثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد
مین بھی چند مفسد بد اندیش کوٹھی رزیڈنسی پر حملہ کئے تھے مگر تاب آ نہ سکے ہاری ہوکر بھاگ گئے
ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاوالدین گرفتار کر لیگئے طرہ باز خان نے تو اسی زمانہ
قید حیات سے نجات پائی اور علاوالدین نے دریا رشور کی سزا پائی۔

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے عہدہ دجسیم تذکرون کے سننے سے
دلکو سکین ہوسکتی ہے اسیطرح باغیونکی کمال غداری کے واقعات سننے سے بڑا رنج ہوتا ہے
باغیون نے اکثر موقعون پر نہ صرف انگریزہی کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی بیبیون
عورتون اور بچون کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قاتلون کو اسکی پاداش مین جو سزا ملی ہے اوسمین انگریزون کیطرف سے
بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابوظفر اس اتہام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے
اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مار دیگئے اور اکثر سردار و نامزد گناہ
پھانسی پر لٹکا دیئے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر تجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیجدیے گئے
انہون نے ۱۹ سال بتعلق سلطنت اور ۷ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز
سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ مین قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیونکی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بھی نتیجہ پیدا
ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے
بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے متعلقہ اختیار مین آجائے اور ملکہ معدوحہ کیطرف سے
ایک وسیرائے یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول وائسرے مقرر ہوا اور اوس وقت سے ابتک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہی۔

الحاصل ۱۸۵۸ء مین بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہوگیا اور باغیون کے دو چار گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کردیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام مین لکھا کہ ایسے نازک وقت مین حق وفاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اس سے نہایت شکر گذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آیندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے مین انجام دیے اونمین سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت مین سرکار کی وفاداری و خیر خواہی مین سرگرم رہے تھے اونکو سندین بھی عطا کین۔ جن سے وہ دولت انگلشیہ کے روسا کے تحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع گئی۔ کہ جو قول و قرار انہون نے سرکار انگریزی سے کئے ہین۔ اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ کشور ئہ قیصر ہند کی اطاعت مین ثابت قدم رہین گے تو اونکی امن و آسایش و ریاست و حکومت عزت و عظمت مین کچھ خلل نہ آئے گا اور فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اور کسیکو متبنی کرکے وارث ریاست مقرر کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر قاتلانہ حملہ

۱۸۵۹ء مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونون پر

قرابین کا فیر کیا یہ دونون سردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلوارون کے سایہ مین کر لیا گیا اور وہ ایک مہینے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیڈنٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تابکوٹھی رزیڈنسی پہونچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تہا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدل ہوکر ایک طرف نظام الملک آصفجاہ دوسری جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سرسالار جنگ کو انہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۱۸ صفر سنہ صد مین مدار ستارہ نمایان ہوا۔ انہین ایام مین عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازہ افضلگنج کی رکہی گئی اور سنہ ۱۲۷۶ھ مین پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
بگو دیوان او مختار الملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
زحسن رائے سر این پل	بنا شد ہچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے	زمعنی مصرع تاریخ برخوان
	۱۲۷۶

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتہہ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اوسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دارالشفا سنہ ۱۲۷۸ھ مین کہولا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکماء اور اونکے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الممالک مقرر کیے گئے اُن کے بعد ڈاکٹر بومنٹ رزیڈنسی

سرحن وہان کا مہتمم ہُوا۔ اور اوس کے ماتحت حکیم تراب خانصاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین جو
اور اس شفاخانہ مین بیماران مرحومہ کے لیے سرکار سے دوا وغذا اور اون کے آرام وآسایش کا کل سامان
مہیا رکھا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات وصدر مقام پر دواخانجات کھولے گئے۔ عدل وانصاف
کے لیے عدالتین قائم ہوئین۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قایم کئے گئے خاص دارالسلطنت مین مدرسہ
دارالعلوم ومدرسہ اعزہ ومدرسہ عالیہ ومدرسہ طبابت۔ علی ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام مین
مدارس کھولے گئے۔

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کے رو سے
ملک شورا پور جو دہان کے راجہ کی بغاوت وسرکشی سے ضبط ہُوا تھا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اوس کے
سوا رائچور دوآبہ اور دہارا سیون ونلدرک بھی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکاری کے
مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہُوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو
(نایب کمانڈر آف ڈی اسٹار ف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات وطرہ دستار
بھیجدیا رسم رسپٹی۔ چغہ کلغی اور دو تلوارین وایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار دوشالہ کمخواب
تحایف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر ونواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بھی گورنمنٹ انگریزی کی
طرف سے تیس ہزار کے قیمتی تحایف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بارشانی ایک اور دہارشاہ
طلوع ہُوا۔

۱۲۷۹ھ مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہُوا ایک روپیہ کو ایک سیر چاول بکتے تھے
نواب افضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید
کرواکے غریبون کی جانین بچائین۔

سنہ ۱۲۸۱ف مین ایک مجلس مالگذاری دارالسلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اوسکا شکست ہوا اور صدرالمہام مالگذاری و صدرالمہام عدالت و صدرالمہام کوتوالی و صدرالمہام متفرقات مائج ہوے بار ثانی سنہ ۱۲۸۱ف مین قحط سالی نے زور دکھایا اوس کے انتظام و حفاظت مخلوق آلہی کے لیے پانچ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکر یونکی تنخواہین بھی بڑھا دی گیین۔

تقسیم ملک اور اوسکا انتظام

سنہ ۱۲۸۳ف مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور ستر ضلع پر تقسیم کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقہ دار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر و دو و تین تین ماتحت تعلقدارون کے مقرر ہوے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و محکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کیے گیے

پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری اعلیحضرت قدر قدرت فلک سجانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتھی جمادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا۔

سنہ ۱۲۸۵ف ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ پہر دن سے سورج گہن شروع ہوا۔ اور اوسکا عمل دوپہر تک ہا چونکہ تمام قرص کا گہن تھا اندھیرا ہو گیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تھا اور اسی سال ابتداے ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناساز ہو گیا حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے۔ اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ف مین دنیا داہل دنیا کو اپنی ماتمداری مین مبتلا کر کے رحلت فرمائی دروازے محلسرا اور شہر پناہ کے بند ہو گئے اور طیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ادا نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کیے گئے

کل بارا سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۴۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدت سلطنت مین ایسے ایسے کار خیر و برکت کے ہوئے جسکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آرہا ہے گرابہی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہی۔

حق تو یہ ہے کہ یہہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا۔ بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دارالسلطنت حیدرآباد مین کہینچ آے۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن بنگیا رعایا اِن کے عہد سلطنت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجہتی ہی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ربی المالک ماح الجنۃ	ولمد وحی فاح الجنۃ
قلت تاریخ وفات لمرحوم	افضل الدولہ لراح الجنۃ

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب بنام نامی گرامی اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر مین جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوے۔

ذکر جیز سریرارای خاقان زمان اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب خصور پرنور بندگانعالی حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت بالاتفاق بموجب و مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ دوپہر کے وقت اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی نواب

سیر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سربرآرائے دولت آصفیہ ہونے۔ سانڈرس صاحب
رزیڈنٹ معہ دو امسروں کے حاضر ہوکر رسم ماتم پرسی ادا کی وارکان دولت نے تعزیت کی
نذرین گذرانین۔ اور جلوس میمنت مانوس اعلیحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا۔ اب
ارکان دولت واعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فریزر صاحب اور ڈاکٹر باغبر صاحب
اور ڈاکٹر ونڈو صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوے اور نذرین
مبارکباد کی گذرین۔

نواب مختار الملک اُمور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا ناسن شعور نائب
حضور قرار پائے۔

۱۲۷۳ ہجری مین جشن رسم تسمیہ خوانی اعلیحضرت اقدس واعلی پرتکلف سے ترتیب دیا گیا چنانچہ
اس تقریب مین شب کو جلسۂ مین علما، فضلا دوران وارکان دولت واعیان سلطنت حاضر
دولت خانہ شاہی تھے ہرایک نے بحسب مراتب جوڑے وخلعت والغام اکرام سے سرفرازی
پائی اور اسی شب مین بکثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصًا محلات شاہی اور
عمومًا تمامی شہر مین بلکہ روشنی چار مینار کرۂ آئین تھی علیٰ ہذا افضل گنج سے تا بکوشی
رزیڈنٹ صاحب بہا اور شادیانہ خوشی بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی
اور کل وفاتر سرکار عالیہین دو روز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کو ہزار روپیہ ماہانہ پر اور انکے تحت مین مولوی
حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصیح الدینخان صاحب اور نواب آغا مرزا سرور جنگ
وحافظ انور الدینخان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدینخان بہادر خوشنویس اور مرزا نصر اللہ
بہادر دولت یار جنگ اصفہانی۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے بسی کلارک صاحب بہادر اور

کرون صاحب بہادر و ماڈسن صاحب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے لئے تعظیم کے لئے مامور ہوئے ۔

اعلیحضرت کے مصاحبوں کا حال ۔

اور سب سے پہلے مصاحبت مین امرا عظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر ۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدین خان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا سرخورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ ۔

اور مقربان بارگاہی و اتالیقی کے لئے نواب مغفر یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب شہوار جنگ اور نواب صدر الدین خان شرف یاب جنگ بہادر اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر ۔

اور نواب مرزا محمد علیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ اور نواب محبوب یار جنگ نظام الدولہ وغیرہ

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۰ھ مین معہ رزیڈنٹ صاحب بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بذر بمبئی تک گئے اور وہان پر گورنر بمبئی کے مہمان رہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانو کی طرف گئے اور وہان پر لارڈ میو صاحب بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھ روز بعد کلکتہ جاکر دوسرے بہادر کے مہمان رہے اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال مین نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا ۔

پہر سنہ ۱۸۸۱ء مین نواب مختار الملک بجانب اعلیحضرت بارنمانی لارڈ نارتہ بروک کے صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے اور اسی سال شہزادۂ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے ۔

جلوسی سواری اعلیحضرت اقدس اعلے کا حال اور سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین اعلیحضرت کی سواری جلوسی بڑی شان و تجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئی ۔ چانچہ سب سے پہلے ایک نشان اور ہاتی پر علم اژدہا پیکر ۔ پیچھے اسکے ہاتیون پر ہندوستانی ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم ۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے اور شہنائیان بعد ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوئے سونڈون مین فولادی زنجیرین لیے گلے مین ہیکلین پیشانیان شام و شغن کیطرح رنگین ۔ اوسپر سنہری رپہلی ڈھالین ۔ زربفت کی جھولین پائون تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری ۔ ریشمی اور کلابتونی رسّون سے کسی گردنون پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر مین کٹار ایک ہاتھ مین گجباگ دوسرے مین آنکس جھومتے جہامتے چلے جاتے تھے آگے پیچھے چوکے سانٹے مارجمالے بردار برچھیت باندار قبیلے سلگائے بہاگے جاتے تھے ۔

پہر سوارون کے پرے ۔ سر سے پائون تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان ترک بچے ۔ افغان ۔ حبشی ۔ راجپوت ۔ دو دو تلوارین حمائل کئے ہوئے ۔ بعضون کے فولادی خودسرون پر دہرے ۔ کمر مین قزولی اور کٹار ۔ پشت پر گینڈے کی ڈھال ۔ چار آئینہ کہنیون تک داستانے چڑھے ہاتھون مین برچھا لگا ہون سے خون ٹپکتا مونچھون کو تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے ۔

پہر ساندنیان خوش رفتار ۔ اونپر شتر سوار زرد وردیان پہنے ہوئے ہتیار لگائے مہارین

اوٹھائے ہوئے اون کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون کے غول اور سوارون کے رسالے رنگا رنگ کے نشان جدا جدا پھریرے اڑاتے چلے جاتے تھے۔
پھر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگمگٹا اور اون کے غول کے غول ضامنی کہتے ہوئے اچھلتے کودتے فیتلے بندوقون کے سلگے ہوئے کمرین سکین وجنبیہ لگائے ہوئے گذر گئے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے دکنی چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا۔ کسی پر چارجامہ کسا قجریان۔ اور پاکھرین پٹھون پر پڑین۔ جنین قاقم وسمور کی جھالر۔ کلابتون کے پھندنے گلے مین سراگائے کی چوریان لٹکتی۔ سر پر کلغیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین سائیسون کے ہاتھ مین کلیل کرتے ہوے معہ محمد ٹیپو خان بہادر شہزادے کے جاتے تھے۔ ان کے بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نفیرون اور چوبدارون کے آوازے دماسے کے چوٹ کے ساتھ وہ سماں بندھا ہوا تھا کہ بڑے دلون کے دلون مین لہو جوش مارتا تھا
اون کے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی کمخواب کے انگرکھے زربفتی نیما آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری زہلی میان کمرین اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تروتازہ تھی۔ پھر خدامان اور خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبویون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے۔
پھر ارکان دربار شاہی کے جگمگٹ بیچون بیچ میں سواری اعلیحضرت کی روپہ اشرفیان غربا کو خیرات دیتے ہوئے زر وعماری مین بڑی تزک وطمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی کے لیے دورویہ استادہ تھین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ضرب

توسیخانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئین اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقاے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہی مگر سب کے دلون سے ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دعائین نکلین۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوے۔

اور ۱۲۹۲ھ مین بجانب اعلیحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادۂ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ و تکلف اعلیحضرت کے لیے بھیجے اور بجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادۂ بہادر کو دیے گئے۔ اسی سال ۱۲ ذیقعدہ مین بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال۔

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدرآباد مین ایک بہت بڑا واقعۂ شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کا ظہور مین آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہی کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیۂ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ مین تصنیف فرمائی تھی اسپر مہدوی زادے سب کے سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہوگئے اور قابو جو تھے۔

اور مولوی صاحب نے تین مرتبہ خواب مین بشارت شہادت پائی۔ **اول** شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضوان پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہی مولوی صاحب فوراً بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہل بیت رضہ ہنوا مولوی صاحب کو خیال ہُوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے ناپسند ہُوا پھر اوس کے ایک پارچہ سُرخ رنگ جناب اہل بیت رضہ سے مولوی صاحب کو عطا ہُوا مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے آپنے خواب و خور کم کرکے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ایسے موجب شہادت ہی ہنین معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا۔

اِس کے چند روز بعد **دوسرا** خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم در اطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپنے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک مین تھوڑا سا شربت ہے فرماتے ہین کہ یہ شربت کسکو دیدون پھر مولوی صاحب کو پلادیا اور مولوی صاحب بیدار ہوگئے۔

اور بعد اس کے **تیسرا** خواب یہ نظر آیا کہ مجالس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہُوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہوگئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جُدا کئے اور ایک پارچہ سُرخ رنگ کا مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپنے بصد تعظیم و تکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہوگئے۔

الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول مع دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دو زانو بیٹھکر تلاوت قرآن مین مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا ہیر حم سید محمد مہدوی مادہ

موقع پاکر مسجد مین آیا اور ستون کی آڑ مین جاکر پس پُشت مولوی صاحب کے ایک ضرب کٹار ایسا مارا کہ سینہ بے کینہ کے پار ہو گیا اور بار ثانی اور ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر ماری مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیۂ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ رنگین ہو گئی اور روح پاک مولوی صاحب کی اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہو گیا اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہارشنبہ نماز جنازہ مکہ مسجد مین ہوئی بیس ہزار نمازیون کا ہجوم ہوا اور سب ہی ہزارون کو نماز ظہر تک تادفن چودہ جماعتین نماز کی ہو کر اپنے مدرسۂ محبوبیہ کے صحن مین دفن ہوئے اعلیحضرت تاجدار دکن کو اس حادثۂ جانگداز سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے فرقۂ مہدویہ کا قلع وقمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام خیچل گوڑہ اور بیگم بازار مین بیرون شہر کے رہتی ہے بلوۂ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے مین محمد رستم علیخا صاحب ناظر محمد مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھہ تدبیر کے ساتھہ عالم میان و منا میان و شمس میان وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتھہ ہی نظر بند کر رکھا۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اوس روز حسب عادت بیرقین بھی اوٹھائی گئی تھین اوسروز بھی ایک ہنگامۂ عظیم کا طور تھا اور ببر سبحان خانصاحب مہتمم پولیس بھی اس کے بندوبست مین شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سپاہیون نے بیگناہ بہادر افضل بیگ عرف ہرمک فرزند ان فرینگی کو جو بیرقین پہونچا کر آرہے تھے ناحق ضرب بندوق سے صرف گمان بلوائیون کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔

الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر مین بڑا جوش وخروش تھا قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم ہو کر

ہزار دنگا کشت وخون ہو جائے مگر اس اثنا مین نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علما دیوانخانہ شریعت پناہ دارالسلطنت محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ مین منعقد ہوئی جسمین مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسنین صاحب اور مولوی محمد اکبر علیخان صاحب اور مولوی محمد ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور بتجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصًا قتل کیا گیا اور عالم میان و مسنا میان ماداام الحیات قلعۂ جگتیال مین قید کر دیگئے اور بھنے صاحب میان کو سزا ڈیڑھ سال اور باوا صاحب میان اکیسال بامشقت وزنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سیدن خی میان عالیہم معہ اور دوسو چھیالیس ۲۴۶ پیرزادگان مہدی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پھر آنے نپاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دنیا شداے وای۔

اور اسی سال لارڈ ناتھ بروک کی جگہ پر لارڈ لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر آئے۔

مختار الملک کے سفر لندن کا حال چنانچہ بجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول ۱۲۹۳ھ بارادۂ سفر لندن جہت ملاقات ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند استقبالًا تا بہ بندر بمبئی گئے اور وہان سے اوس کے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس ۲۵ روز کے بعد ملک اطالیہ مین جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی وپوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادۂ ہمبرٹ سے بھی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پھر وہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دارالسلطنت فرانس مین پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤن ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس روز پیرس مین مقیم رہے پھر بسواری جہاز لندن کیطرف روانہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین لندن جا پہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی سی ایل کا اعزازی خطاب نواب مختار الملک کو ملا۔ اور اس کے بارا روز بعد نواب صاحب بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے ملاقات کرکے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملکہ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کھانا کھایا۔ اس کے تیسرے روز مارکوئیس آف سالسبری کے یہان دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے روز جناب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی۔ پھر اسکاٹ لینڈ گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ ناتھ بروک کے یہان دعوت کھائی الغرض دو مہینے لندن مین رہے پھر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہان سے بسواری جہاز چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور وہان سے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دارالسلطنت حیدرآباد مین آ گئے۔

اسی سال چوک چارمینار و گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چارکمان چارمینار و بازارت شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنوائے گئے اور کشادگی سڑکون کے لیے بھی حکم ہوا

دوسالہ قحط سالی اور اسکی انتظام کا حال

اور بارش نہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چاول پر نوبت پہونچی وہ بھی بدقت تمام اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی۔ اس زمانۂ قحط سالی مین اسقدر بندوبست چستی کے ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دارالسلطنت حیدرآباد مین اموات کی تعداد بمبئی اور مدراس کے متصلہ اضلاع کے مردون کی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تھی

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔ چنانچہ مختلف اقسام کے کارہاے امدادی اور ذرائع پرورشی اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو نامور ی اور قابل تعریف دارالسلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپیشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فینن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۱۱۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو دارالسلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے اونہون نے ان تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تھین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آیندہ مصیبت کو دور کرنیکے لیے کیے گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تھا اوس کے معاملہ مین مصیبت کم ہوگی اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پاویگا۔

المختصر قحط کا چرخ کارہاے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیسو بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ اٹھ ہزار اکیسو اٹھتر جملہ ترتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس کا چرخ اس قحط مین ہوا۔

اور ۱۲۹۳ف ۶ شوال بروز سہ شنبہ بارہ بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ کو اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

قیصر ہند کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ بہفت فرماے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلیحضرت مختار الملک وزیر اعظم اور امراء دولت تھے الغرض ۴ ذیحجہ سنہ صد مین سواری حضور پُر نور اعلیحضرت کی دہلی مین پہونچتے ہی توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہوئی -

اور اوس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند بہی آئے جنکے ہمراہ دس ہزار سپاہ کے قریب تھے نہم ذیحجہ کو حضور پُر نور بندگان عالی اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و اُمرا دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱ ضرب توپخانۂ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا - پھر ۱۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر دیسرائے کشور ہند بغرض ملاقات بازدید اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانۂ شاہی سے سلامی سر کی گئی -

اس کے بعد ۱۴ ذیحجہ کو راجہ بنارس - راجہ ریوان - راجہ جے پور - وراجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز ملاقات اعلیحضرت کے ہوئے - اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہوا تمامی راجے مہاراجے و روساء ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے - اعلیحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی بہتی اور حضور پُر نور کے یمین و یسار اُمراے دولت سرکار نظام بعد اِن کے تمامی نوابان و راجگان و روساء ہندوستان بیٹھے کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا - غرضکہ ایسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہی تھا کہ حضور ملکۂ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا اور بعد ختم کلام کے توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہوئی اور جلسہ برخاست ہو گیا -

اور ۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی - اور جشن دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا اوسی شب کو ٹمی رزیڈنسی دارالسلطنت حیدرآباد مین بہی جا بجا روشنی کیگئی اور تمامی دفترون مین بہی پانچ روز کی تعطیل رہی -

الحضر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلداللہ ملکہ وسلطنتہ مراجعت فرمائے دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوگئی اوس روز تمامی رعایا و ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی

اور انہین دنون مین نواب مختارالملک بہادر وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دارالسلطنتہ حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی تھی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سر سالار جنگ مختارالملک بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر نکی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا اور نواب مختارالملک کو بھی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۸۸۰ء کے شروع ہی مین سر اسٹورٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ دارالسلطنت حیدرآباد مقرر ہوگئے اور ادہر ایک رخدل سردار مارکوئس آف رپن وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جایزہ لیا اور فوراً وہ بدترین یاس دور ہوگئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختارالملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچتے ہی نواب مختارالملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز و پیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۴ف مین بنظر امن و آسایش خلق اللہ کے لیے بموقوفی کاغذ مہمو معاملہ حفیفہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوس کے لیے ایک جداگانہ دستور العمل سنہ ۱۲۹۵ف مین مرتب ہوا مگر اس کے ہتوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۸ف مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تھی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانی خلد اللہ ملکہ سلطنتہ کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس اعلے نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۰ف مین ملاحظہ ملک و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی نے عرض کئے اور آلات اور اونکے طریقہ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاحظہ اعلیحضرت اقدس اعلے سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر روانہ مراجعت فرما کر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگہ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیحضرت اقدس اعلےٰ سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پہر وہان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع وعدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی وخزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام الحکام صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹۔ کو آخری چہارشنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ ومکان کلب کا ملاحظہ ہوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے از آنجملہ ایک قطعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

شہ حمید شید میر محبوب علیخان		چو آمد سوئے گلبرگہ نصب جاہ	
شنیدم منتظم سالش زہاتف		ندا میکرد خیر مقدم شاہ	
		۱۳۰۰	

الحضر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ حیدرآباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہوکر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر معہ حشم وحشم مراجعت فرمائے دارالسلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر
وذکر مدار المہامی مضمرانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف میکلرک داخل حیدرآباد ہوا اور نواب مختار الملک بہادر نے اوسکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتًا اوسی شب آدھی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا بہ ضعف ہوکر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ وجلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دایرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو مضمرانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمایشگاہ کلکتہ مین اعلیحضرت بندگانعالی کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶۔صفر کو اعلیحضرت اقدس اعلی عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ پیشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر و نواب میر لائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیر الملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردھاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ و محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و سی کلارک صاحب بہادر و ولکنس صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ و ڈاکٹر صاحب بہادر وغیرہ غرضکہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک باعظمت و شان و شوکت و جاہ جلال کے روانہ ہوئی اور دار السلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانۂ شاہی سے ۲۱ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہند بہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس اعلی کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھہ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکھکر کہا کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہین اقتدار مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی مین جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا اسپر اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسۂ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹۔صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر از خاندان میسوریہ اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودہ) و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی آئی ای

نامہان صدر کمیٹی انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمہ کلکتہ ایوان دربار
اعلیحضرت اقدس اعلی مین بوساطت ڈائس صاحب بہادر باریاب ہوکر تہنیت نامہ پڑہا گیا جسکا
خلاصہ مضمون یہی تہا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس تذاکرہ علمہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام
کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب منابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے
کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتہ تقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت
ہمایونی اس شہر نزہت بہرین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ
کا دارالسلطنت بھی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہاے اسلامیہ کے مالک
ہین لہذا ذات والا صفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی معظم
و عقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم و تعلم اور ازدیات تسہیلات وسایل و ذرایع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو
فیمابین دارالسلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان
معدلت توامان جم غفیر و معدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ و رفاہیت کاملہ کے ساتہ بسر
کرتے ہین قایم ہین یہہ ساری باتین اون کیفیات قلبہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت
رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہرین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت و شادمانی کا اظہار
کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصہ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے
اس شہر لطافت بہر کو تشریف قدوم اُنہت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افزوزی
بندگان عالے متعالے کی عظمت و خصوصیت کل رعایا ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے۔

اسکے سواہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین آثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت ہمایونی نے اتنی زحمتین اس مینو چہر مین رونق افروز ہونے مین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ اوس دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائین گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلی بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح واز دیاد معلومات ہوگی بلکہ یہہ ایسے نتایج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اس رعایا اور ریاست کے فائدہ مند ہون گے جسکی عنان صلاح وفلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی فرمارکھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس واعلی رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم ونسق ریاست فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص مینت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت مالا مال سے کمال شادان فرحان ہین۔ اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت مانوس حضرت اقدس واعلی رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام اور آباو اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھ اون ترقیات وعروجہاے روز افزون کے جو مبنی ہین اجماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک شرق وغرب کے محمود ومسعود سمجھے جاتے ہین جلوہ گاہ امنیت وراحت کا ایک دایمی مرفع بنارہ کر ذریعہ افتخار ومباہات وابتہاج و مسرت کافہ طبقات مسلمین براعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین بخرگین بدرگاہ ایزدی مین بخضوع وخشوع تمام دست بدعا ہین کہ حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالما وغانما سیاحت سراپا نزہت وعافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا فرمائے اور رعایاے مرفہ الحال وسعادت انتما پر تمام عدل وداد کمال کامیابی وفیروزمندی کے دیرگا

ظل گستر عاطفت و کرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی بجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن و پرین پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پر نور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ افگن یہان ہوا ہے کونسا عالیجناب — سرزمین اس شہر کی ہے خرخ چارم کا جواب
نقش پا کے نور سے پر نور ہے ہر ایک راہ — ہر جگہہ پر ہے فروزان آفتاب و ماہتاب
ہالہ خورشید کا اندازہ بھی کانٹی پہ ہے — بنگیا ہے ماہ نو خم ہو کے توسن کی رکاب
عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے — ہے زمین پر چار جانب چاندنی کی آب و تاب
قالب ہر ذرہ مین در آئی انجم کی چمک — آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب
ہے عیان فیض قدم سے جسکے سامان عیش کا — اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجمسا ذی حشم گردون قباب — آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب
میر محبوب علیخان عالی ملک دکن — رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب
غیظ سے پیشانی انور پہ گر اے دشمن — قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب
بہتے دریا پر پہونچ جاے اگر دشمن ترا — موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب
آستان پر تیرے جھکتے ہین جہان کے سب امیر — اب زمانہ مین نہین تجمسا کوئی عالیجناب
سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی — ہے بلا غیظ و غضب کی ترے کسکے دلکو تاب
تری ہیبت سے بوقت ندم ہو جاتے فرار — رستم و زال پشن اسفندیار افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہی دوسرا
صاف ظاہر تجھپہ ہے ہرایک کا عیب و صواب

اسقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی
صفحۂ خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطاب

طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے
کام مین تیرے نہین ہی دخل تاخیر و شتاب

کہتے ہین دربار جسکو وہ ترا دربار ہے
ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب

سو مین اک کیا لاکھ مین بھی ایک لکھہ سکتا نہین
وصف تیرے فیض کا لکھون جو تا روز حساب

تیرے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح
صفحۂ کاغذ روان ہو جیسے گردون پر سحاب

کبک اور طاؤس شرمندہ خرام ناز سے
تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عقاب

تیری گاڑی کے لیے ہے اشہب خامہ کا قول
ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جواب

کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین
چراغ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صنعت بہزاد و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

اے زہے فرق ہمایون امیر لاجواب
دین کو صدقے آفتاب اور شکو قربان ماہتاب

لکھنے کو تعریف گیسو کی مجھے منظور ہے
عنبر سارا کا خامہ اور مداد امشک ناب

نکہت زلف سمن بو جیسے پھیلی ہر طرف
رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تاب

کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہہ سے
مدح عارض لکھہ کے خامہ بنگیا شاخ گلاب

دونون رخسارونکی ضو سے روز روشن سرمہ سا
تیری بینی کا الف بے مشبہہ تاج آفتاب

ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگ تازگی
رشک سے دندان سے سدا گوہر عدن مین آب آب

لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین چمک
اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حجاب

دیکھکر شمع گلو پروانہ ہین سارے حسین
بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہان آکر دکھاے اپنا منہ
سینۂ پرنور مین ہے آئینہ کی آب و تاب

پنجۂ قدرت نے بخشا بازوے مین ایسا زور
تذکرہ رستم کی قوت کا ہی جسکے آگے خواب

زر فشان و در فشان ازبسکہ ہے لیل و نہار
اہل حاجت اس سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب

بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض مین
وابستہ مثل فرگان صف بصف شیخ و شباب

تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی خجل
رشحۂ دست کرم سے ابر نیسان آب آب

قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین
حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب

سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور
مثل شبنم گل بھی ہو جائین حیا سے آب آب

دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال
دیکھہ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب

شرم سے بہزاد و مانی آجتک روپوش ہین
ہوگیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب

جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون با عز و جاہ
پنجۂ خورشید سے پیر فلک تھامے رکاب

دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب
گنجفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب

مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ
نقش پا ہین یا کہ روشن ہین ہزاروان آفتاب

اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
یا الٰہی فضل سے اپنے تو کر نا مستجاب

جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون
جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب

حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے
جب تلک بحر روان مین ہی روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھہ ہی منجانب

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور بیگ بہادر نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو بادولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اوس قدر شوق یہان آنے کا زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دارالسلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ و دشوار گذار و خطرناک تھا بانیوجہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر اودہر بہت کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی نہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد ورفت قایم ہوجائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہوگا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین صرف کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہ ہوجاے اور تقلید محمود مغربی ہاتھہ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کررہے ہین اور زیادہ تر مسرت اسبات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتایج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی پیرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت مبذول موجود ہون اور جو عمدہ نتایج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم وترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین درج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ کو سفر کلکتہ سے معہ الخیر معہ عزم وحشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوے۔

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور بیگ بہادر نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہندو اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو بادولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اوس قدر شوق یہان آنے کا زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دارالسلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ و دشوار گذار و خطرناک تھا بانیوجہہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر اور بہت کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی نہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد ورفت قایم ہو جائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہوگا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین صرف کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہ ہو جاے اور تقلید محمود ومغربی ہاتھہ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر مسرت اسبات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتایج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی پیرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت مبذول موجود ہون اور جو عمدہ نتایج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم وترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس مقبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ کو سفر کلکتہ سے معہ الخیر معہ عدم وحشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزارہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضلگنج شفاخانہ کے روبرو ایک شامیانہ پر تکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانین خوشنما وضع بنائی گئی تھیں افضلگنج سے تا مجلسرا دورویہ روشنی اور قندیلین روشن و تمامی سکنائے شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو لارڈ رپن وکیسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہاں سے تیسری ماہ مذکور کو بارا بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور ادھر والا سلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نذر و پیشکار اور نواب لایق علیخان بہادر استقبالاً اراپچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترے ہی اا ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پینتیس سے سواری مبارک اعلیحضرت اقدس معہ ارکان سلطنت و امرایان دولت پہونچگئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کرکے گلزار بنا دیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بیرقین رنگارنگ کی آویزان تھیں اور مخلوق کا ازدحام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جسوقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارد نے اپنا سلام ادا کیا اور بیاقہ باجا بجنا شروع ہوا۔

اعلیحضرت اقدس والا سے ہاتھ ملایا پھر ولیسرائے بہادر نے عامی امرا دولت سے ہاتھ ملایا اور بسواری بگی چوا سپی گورنر جنرل بہادر معہ اپنے بدرقہ یورپین سوارون کے الال روانہ ہوئے۔

دربار اعلیحضرت اقدس والا ۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معزز پورہیت کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسرائے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کیلئے آئے۔ آلوال سے ایوان شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہے اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین پاتا تھا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین سوداران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب انتظار استادہ تھے و افسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان ناظم صدر مہتمم کوتوالی بیرونجات بلدہ و افسران فوجی سرکری کے ساتھ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوے حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے ۱۳ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس اعلیٰ گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کیطرف واپس ہوے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح سے تمام شہرمین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی و میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امراء و اعزا و سرداران اہل سیف و قلم بغیر دکھلانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف جمعیت پلٹن رسالہ اور دوسریطرف خاص جمعیت علاقہ میسرم نظام محبوب متعلقہ عوض ہالیل جان نثار جنگ بہادر و طرفہ صف بستہ استادہ تھے اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بینڈ بطرز جدید بیرونی کیٹ کے روبرو سلامی کیلئے استادہ تھے غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا رعب داب یکبارگی قدرتی ایادآنی نئی چمتکار جس جگہ دربار بہا تھا وہ چوکھلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ وسیع و باکار طلائی و خوش منظر جسمین کئی حوض اور بڑے بڑے پانچدالان ہین اور ہر دالانمین سات سات دروازے ہین یہان سے وہانتک دو رویہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک شاہانہ زربفت جسکی بناوٹ دریائی فوز کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرداسکے کرسیان اور چوکیان اپنی اپنی مرتبہ سے سجی ہوئی تھین اور تخت پر مکلل زردمسند شاہی آراستہ اور یمین و یسار امرا ارکان مدار المہام دولت و اعیان

سلطنت راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنے اپنے عہدہ پر مگر تمام فرمان برادر دنگی نکمین تھے اور گوشدل
اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے والان مین اور عہدہ دار و منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے اوس سے
آگے کے درونمین تین حبشی دربان پہنے ہتیار دنمین ڈوبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوے قایم تھے پھر انکی برابر بہادر
سپاہی خاص بادشاہی دائین بائین عرب و افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پھر دہان سے دروازے تک سوار ونکے پرے
درست پابستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے پہرے پہرے پر ٹکٹ بتاتے اور چلے جاتے تھے مگر بدبہ و دہشت کا یہ عالم تہا
کہ ہوش و حواس کے قدم تہراتے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ ولایت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی لگی جو اپنے
معہ اسٹاف خاص برابر دنمین آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحب و اسٹاف مدراس کے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحب و اسٹاف چار سپاہی لگی پر
وارد ہوے اس کے چند لمحے بعد لارڈ پرین گورنر جنرل بہادر ہندوستان چار گھوڑونکی لگی پر سوار پیش و پیش ان کے دو سو سوار یورپین اور
عقب مین شاہی لوجانے کی چھ توپین اور ہر ایک مین چھ چھ گھوڑی لگے ہوی جب والا امارہ پر امراء عظام و ملحضرت اقدس اعلے دنا بہ لگی استقبال
کیلئے آکے ملاقی ہوے اور انکو اپنی ساتھ لیکر معہ اون کے مصاحبین کے محل شاہی مین آئے اور حاضرین بار تمام کہڑے ہوے تو نچانہ سرکار دولت
آصفیہ سے اس ضرب سلامی کی سروہین علیحضرت اقدس اعلے و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیہ پر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و اعیان سلطنت و
اہل دربار چپ راست و پس پشت اعلی قدر مراتب کی نشست تھے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بھی نہین گذری تھے کہڑے ہوگئے نواب
سر سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ افسوس صد افسوس یہ شخص سے خالی ہی حیاسکی تمنا ہی مین گیا اور سرکار انگریز کا محسن اور
سرکار نظام کا خیر خواہ تہا پھر فرمایا کہ علیا کو بادشاہی کی طامین قت ہر دا مادہ بنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت کرنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے
ساتھ کرتے ہین اس شفقت کا جو انصاف بعظم ہی گورنر جنرل بہادر اپنی تمام سپیچ پڑہکر اپنی کرسی پر بیٹہی تو ایک اور یورپین افسر نے کہڑے ہوکر زبان فارسی
مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہی

ترجمہ اسپیچ لارڈ پرین بہادر

آپ یقین جانیے کہ مین نہایت شکر گذار ہون کہ مجکو قیصر ہند کیطرف سے انکی تخت نشینی کی جلسے مین شریک ہونیکا موقع ملا تاکہ آپ کو
اخلاصات اسپر دلانیکے فرض سے ادا ہوون چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر ہمارا شریک ہونا چاہتے ہین اوسوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجسم ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا و پیسرا ہون جو دارالسلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا ایمان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلۂ الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغرسنی مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب والیان ملکی مین سرفہرست تہا۔ ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور خیر خواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلہ مین جو ایک ریس کے کم سن ہونے پر واقع ہوتی ہین غالب ہا اور امور ریاست کو کامیابی کے ساتہ انجام دیا۔ ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اسکو نیکی اور شکرگذاری کے ساتہ یاد کرین۔ سرسالار جنگ نے آپکے ایام صغرسنی مین ریاست کے بہت سے فریقون مین اصلاح کی ہے۔ مثلاً مالگذاری کا بڑہانا رعایا کے جان و مال کو محفوظ رکہنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بہر کے تجربون اور شوق کی بہری ہوئی کوششون سے آپکو ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہین تہی کہ ٹھیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹھالے ایسی شادی افزا مسرت نثار رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جسکی ہر شخص کو خوشی تہی اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندہیرا چہایا جاتا ہے مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجھے بھروسا ہے کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستورالعمل سمجہینگے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے ہدایت حاصل کرینگے۔ اب مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین۔ آپ یہان کی مالگذاری کو ملاحظہ فرماوین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب سے بہاری محصول لگانا پڑتا ہے۔ ہر خلقت ضعیف اور محتاج ہوتی جاتی ہے۔ بعد ازان بیحد سود پر قرض کثرت کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دیوالہ نکل جاتا ہے کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر مین کامل توقع رکھتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکھین تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گردونواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثنا خوان بنانا ہی انصاف عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہی جو تاج شاہی کو آراستہ کرسکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہی۔ آپ تقریبًا ایک کرور آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہی۔ مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری قوت و مال و دولت و جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے مگر اون مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی رغبتین آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرتے ہین اور عمدہ راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روسار ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود سمجھین۔ آپکے لوگونکی یعنی امراء و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری دیانتی حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قایم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہی اور آپکی عمدہ حکمرانی اسبات کا پیدا کرنا ہی کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو آپکی محبت ہوتی جاے۔

اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیے نہین کیا ہے کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور مخمر کا آلہ بنا بلکہ اسلیے کہ آپ اون پر اس طرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بھولین اون کی بہبودی مین آپکی بھی خوشی ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین اور اپنے خاندان کو یاد کرین تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش اسکے سائے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت حم مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دارالسلطنت حیدرآباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور انپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرماوین۔ آجکل انگریزی پالسی کا عین مقصود ہندوستانی ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اونکے لیے ہندوستانی ریاستون کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ انصرام ہماحاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امراء کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان وکالتہً موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اون کی امیدون کو غارت کر دین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین دل سے خیال رکھتا ہون میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹھاون اور دعا دیون کہ خداے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے رونق پاے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آجکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکھین۔ یہ کہکر ویسرائے بہادر اعلیحضرت اقدس والا کو سند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے۔

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین نہایت خوش ہون کہ مجھے دارالسلطنت حیدرآباد مین آپکے خیر مقدم کہنے کا موقع ملا۔ اگر آپ میری رسم مسندنشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دارالسلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبھی نہ بھولون گا۔

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجھتا ہون اور توقع رکھتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی۔ اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسندنشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرمائین گے۔ میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے مشفقانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرون گا کہ اون معاملات مین جنسکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرون گا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکھنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ جہان تک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچائین گے۔

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یوروپین نے مع لیڈیون کے درجہ بدرجہ اعلیحضرت
اقدس و اعلیٰ کے نزدیک آکر مبارکباد دی اور پھول و عطر سے مالا مال ہوکر رخصت ہوے
اور اِن کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام و ارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین
گذرنی شروع ہوئین اور ہر ایک کو خطاب ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت
وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت و جواہر سے
سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ رایان راجہ نرندر بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل اضافہ
منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چہالدار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ
خطاب و اصل اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب امام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ
خطاب و ازاصل و اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب
خانی و بہادری یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سرور جنگ
خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ بہادری خطاب دو ہزار پانصدی
منصب و یکہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دو ہزاری
منصب و یکہزار سوار و علم۔ و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب۔
اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ
بہادری خطاب یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادری خطاب
دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب
اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور
مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حیدر خان کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری و میر غضنفر علی عرضبیگی کو خانی و بہادری اور قوی جنگ خطاب و دہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار سے سرفراز و ممتاز ہوے

جشن مہتابی الصدات کو جشن مہتابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعۂ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین در و دیوارون پر براق اطلسین زربفت و کمخواب کے پردے مگر وہ بھی روپہلی آرایش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے سفید سامنے چمن اور درختون کے پھول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریاے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر اوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین جو فوارے چھوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت و بہجت کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص و عام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس وبمبئی وغیرہم معزز یورپین اور بہت سے امرا و دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے میز سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتشبازی ہزار ہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت قدس و اعلی نے دیسرائے بہادر کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اس موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔

للہ الحمد بہار آئی ہے کس دھوم سے یہان	کہ خزان کا کر ہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح	سبزۂ عارض نورستہ حوران جنان

جوشش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہی جان

حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پر یون نغمہ کنان

ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و بامون
مخملی فرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان

نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان

نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا معشوق
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور رتبان

تیغ سنبل مین نہ لاکے کے جگر مین کوئی داغ
چپ ہے ہو سن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان

سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سوے زمین
اب وہ چکر ہے کہ ہر اور وہ گردش ہی کہان

ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
عیش و عشرت کا سمان بنگیا ہر ایک مکان

شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
دہل و بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان

شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادمان

ہر گلی کوچہ مین یہہ روشنی کا عالم ہے
سوئی رستہ مین پڑی ہووے تو ہووے جا عیان

اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان

روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
اوس مین پھرتے نظر آتے ہین حسنیان جہان

دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم مین محیط
صاف آتا تھا نظر چشمۂ آب حیوان

کو نسی جاے تھی ایسان وہ چراغون کا ہجوم
آنکھہ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تھا گمان

جھنڈیان نصب تھین اوڑتے تھے پرے ہر سو
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہہ ہی ہے نشان

چو طرف دہوم مبارک کی سلامت کی صدا
خوب جب پائے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان

دل تو پہولون نہ سمایا میرا یہہ دیکھہ کے حال
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان

ہاتف غیب سے اتنے مین صدا یہہ آئی
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اے نادان

جلسۂ تخت نشینی حضور پر نور — منعقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہان
نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور — میر محبوب علیخان فلک قدر و جوان
در دریاے عطا بحر کرم ابر سخا — پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بھلا نام و نشان
لکھون بر جستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا — جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان جہان

مطلع ثانی

ستم و جور کا عالم سے مٹا نام و نشان — کوئی آزار کسیکو دے یہ جرارت ہو کہان
کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے — ہے ترے عہد مین اسطرح کا اب امن و امان
عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم — کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشروان
اب سخاوت مین نہین کوئی تیرا مثل و نظیر — اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام و نشان
کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالا مال — آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان
جم و کیخسرو پرویز کو نسبت تجھ سے — کیونکہ ہو قیصر و فغفور ہین تیرے دربان
جام جمشید کی کیا قدر ترے در مین ہو — ٹھیکرون مین ترے میخانہ کے ہوویگا نہان
جم و کے کی ابھی کہل جاتی ہین آنکھین ایکبار — خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ بخت جوان
محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار — جشن جمشید ہے یا رشکدۂ خلد و جنان
پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے — غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان
تیری تحریر مین مضمر ہین ہزارون معنی — اور تقریر جو سنے تو ہے رشک سحبان
اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف — عہد مین تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ عیان
جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار — کر سکے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران
ڈرسے مریخ فلک منہ نہ دکھاے تجھکو — لے کے تیر یکو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر باگ اوٹھائے	باد صرصر کی نظر سے بھی ہو ایکدم مین نہان
تو جو اسوار ہو دین نبوے رکابون کو تری	دیکھین تجھکو اگر شاہ سواران جہان
کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا	جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان
وقت رفتار جو بیتیزروی مد نظر	صورت برق نظر سے ابھی ہو جاے نہان
خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سو بار	دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تا بزبان
قبر مین ہول سے رستم کا جگر پھٹ جاے	یک بیک آئے جو مستی مین تیرا پیل دمان

دعایہ

ختم کر ختم قصیدے کو دعا پر عازم	اوس کا مدح سنے تجھ مین یہ طاقت ہی کہان
منظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش	سطح خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان
نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک	غمزہ و ناز و ادا ہاے حسینان جہان
در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور	اور جب تک کہ ستارونکا فلک پر ہو نشان
جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام	یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان
منظر مہر ہو احباب و مصاحب پہ تری	اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان
خیر خواہان ریاست جو ہین آباد ہین	ترے بد خواہ جو ہین اونپہ ہو قہر یزدان
خضر سے بڑہ کے دعا یہ تری کرے عمر دراز	آشنا رہتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان
جلسہ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو	دل سے آتا ہے یہی حرف میر تا بزبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ | اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کو کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیحضرت اقدس و اعلی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور راجہ رایان مہاراجہ نرنندر پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامرا
اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ معلی اور نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سر فراز حسین خان
بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین مؤتمن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اجلاس فرما کر
ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول
روز ہے کہ یہان کے امرا عدلت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد
دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب
سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھ کچھ شروع ہو چلا ہے۔ میری
بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو مجھے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اون سے
مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ ندیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرین گے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی
بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور مین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز
پسند نہ کرون گا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ راے دینگے
البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہوگیا ہو پھر اوس مین خلاف کرنا جایز نہوگا خواہ راے
کسی رکن کی اُسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
مدنظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے
حقوق کی یکسان رعایت کرون گا اور امرا کی بھی اوسیقدر رعایت کرون گا جس قدر غربا کی
اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت
ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے بروقت مدد قرار پائے ہین اون کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بلاکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے میں دوبار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہیں ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کروں بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت اعلیحضرت اقدس واعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کرکے ہمارے سر پر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلینگے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز و سرفرازی خطابات و منصب کا ذکر

اور اسکے تیئس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروز کا ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس واعلی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ و اضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علیصاحب صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار از انجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم و نقارہ و پالکی چھالدار بہ خطاب خانی و بہادری برقرار جنگ و آصف یار الدولہ آصف یار الملک اور میر الدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چھالدار اور خطاب مختار الملک عماد السلطنتہ۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو میر الملک خطاب و ہفت ہزاری منصب و چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی چھالدار۔ اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب و سہ ہزار و پانصدی منصب دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی چھالدار۔ اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دو ہزاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوے اور دار السلطنت حیدر آباد کی خدمت
کوتوالی پر ۳ جمادی الثانی کو سرفرازی پائی۔ اور محمد علی مہتمم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
خطاب اور ایکہزار منصب۔ اور سارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ
خطاب دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شعار جنگ خطاب دو ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری معتمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار
سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین کو علی یار خان
بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو
خانی و بہادری میر لوازم جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان
بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو
خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علیبیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب اور گجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و الیسری پرشاد کو راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راؤ کو راجہ بہادر خطاب سہ دیکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس والا علی کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیون کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت مبدء کا فعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکارگاہ موضع میلواڑہ پر قرار پایا اور سواری مبارک اعلی حضرت اقدس والا علی ۱۶ شعبان بروز شنبہ بجانب شکارگاہ روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لایق علیخان عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالی اور نواب فسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر معہ خدم و حشم ساڑہے گیارہ بجے رات کو نہضت فرماے شکارگاہ ہوے اور صبح کے ۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و علی نے شکارگاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو بندوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین اعلیحضرت اقدس والا علی نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہوکر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس والا علی کا نوش کیا۔ اور کہڑے ہوکر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیحضرت اقدس والا علی نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائین گے اسیطرح اور شکارین

وخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر سنکر گذار ہون کہ شکار مین شریک رہا اور مہاندار ی بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیحضرت اقدس واعلی نے سر اولیور سنٹ جان رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکارگاہ ہی پر ۸ اشخاص کو بالمشافہہ مدارالمہام سرکار عالی کے دریافت مستثنین آخاز ہوئی چنانچہ کوتوالی کے مستغیثون کی شکایتون کے مقدمات سردار دلیرالدولہ بہادر نے صحیح ہی مرتب کرلیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہورالدین امین سٹیرم اور یوسف علی جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کردیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق شکایتون کو قلمبند کیا اور سرسری تحقیقات کرکے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھیجدیے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیحضرت اقدس واعلی سات بجے شام کے بسواری اسپ عزیمت فرماے دارالسلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تار تھی خزامان خزامان سواری مبارک اعلیحضرت اقدس واعلی اسٹیشن نارندگی پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری اسپیشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔

اور اسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری نواب میرلایق علیخان بہادر مختارالملک مدارالمہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہان سے روانہ ہوکر بروز چہارشنبہ دوسری محرم ۱۳۰۲ھ کو داخل بلدہ ہو گئے اور انہین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر دیسراے ہند منجانب ملکہ معظمہ قیصر ہند کے اعلیحضرت اقدس واعلی کے لیے نائٹ گرینڈ کمانڈر استار آف انڈیا خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر ۱۳۰۵ھ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ولایت سے بمبئی داخل ہوئے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبئی سے بسواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوے۔

لارڈ رپن کی بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوے رعایا سے ملک ہند کی نظرون مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبدالرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوے جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

ہند گافغانی متعانی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۳ رجب ۱۳۰۶ھ ہجری بروز جمعہ اعلیحضرت اقدس و اعلی بطور ہوا خوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوے اور ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آغا بہادر اور نواب عماد نواز جنگ بہادر و منیر نواز جنگ بہادر و مومن چنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن نشتہ نواز جنگ بہادر و آغا شوستری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوے اور وہان پر

مدار المہام سرکار عالی نے اعلیحضرت اقدس واعلی کی ضیافت کی جس مین انواع واقسام کے مشروبات لذیذ ولطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ھ ہجری کو اعلیحضرت کی طرف سے دعوت ہوئی اور تابہ روز افروزی اعلیحضرت اقدس واعلی کا دست کرم کھلا ہوا ہزارہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان ۱۳۰۲ ہجری بروز شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلیحضرت اقدس واعلی کی خاص فرین معہ ہمراہین وحشم داخل بلدہ ہوے اور مسٹر کارڈی صاحب بہادر رزیڈنٹ معہ اسٹاف اور امراء دولت وارکان سلطنت وافسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلیحضرت اقدس اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۲۱ توپین سر ہوئین اور والنٹیر سوارون نے جو باوردیس فاخرہ سجے ہوے تھے حسب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستون کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت نہایت عمدہ تھا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد باحتمال مدفع قصہ وفساد مابین مسنود واہل اسلام

۱۳۰۳ھ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدار المہام سرکار عالی نے ایک مجلس منعقد ہوگی جسکے ارکان راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت اور راجہ گردہاری پرشاد بہادر اور رکنا تھ راؤ علاقہ دار راجہ رائے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ تھے الغرض باتفاق رائے مجلس بمنظوری سرکار عالی ۱۴ ذیحجہ ۱۳۰۳ھ مین اس مضمون کا اشتہار جاری کیا گیا۔

اول تمام ہندو بلدہ واضلاع کے اپنے اپنے گھرون مین بلا کسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سلنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تبکما باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گہرون کے چھوٹے چھوٹے دیولون مین بھی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا پوجا مع معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین۔ ہندوون کے گہر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہین۔ اور جھنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کہ جھنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بھی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر

اور غرہ محرم ۱۳۰۳ھ مین ایک مجلس بنام مزد انتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس بدرالدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب تھے اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تہا۔ مگر اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد مجلس برخاست ہوگئی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس اعلی بجانب مدراس

اور ۴ جمادی الاول ۱۳۰۳ھ ہجری صبح کے آٹھ بجے

اعلیحضرت اقدس واعلی عازم مدراس ہوے ہمرکاب سعادت انتساب مدارالمہام سرکار عالی
مہ رزیڈنٹ کارڈی صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر
اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب منیر نواز جنگ بہادر
اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب
اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل
مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جابجا بیرقین رنگارنگ اور کمانین
خوشنما وضع لگائی گئی تھین وائسرائے کے جہاز پر سے اوترتے ہی ۱۴ شلک توپین سلامی کی
سر ہوئین اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس مین جا اوترے اور اسی
شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس واعلی کی تعظیم کے
واسطے پندرہوین مدراس پلٹن کے سوجوان کا ایک تعظیمی گارڈ مع بیانڈ و نشان استادہ
کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس واعلی کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل
قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپون کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس واعلی بسواری
بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی یہ باغ خاص خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہین۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس مین اعلیحضرت اقدس

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس بھی عمدہ باغ مین قیام گا اعلیحضرت اقدس اعلیٰ پر اکرم اسم باز دیدا دا فرمائے

الغرض سرکار انگریزی و اہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلیحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور انجمن اسلامیہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیحضرت اقدس اعلےٰ مین گذرانے اوسکے جواب مین اعلیحضرت اقدس اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا کرتا ہون اور یہ امر بھی مقتضی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت سی خوشنما یادگارین اپنے ہمراہ دارالیس لیجاؤنگا۔ اور اعلیحضرت اقدس واعلیٰ نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النسا بیگم صاحبہ کی طرف سے اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲۷ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ کے دس بجے ۳۰ منٹ رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہوکر سمت کلکتہ روانہ ہی اور انہین ایام مین فیمابین اعلیحضرت بندگان عالی و نواب سر سالار جنگ لایق علیخان بہادر عماد السلطنتہ ناچاقی ہوگئی۔ اوس ناچاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑہا دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہوتی گئی لہذا اعلیحضرت بندگان عالی سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو مع خدم وحشم دارالسلطنت حیدرآباد کا ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دارالخلافتہ حیدرآباد مین رونق افروز ہوے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سر ہوئین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور اہلکاران و افسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کو توالی دارالسلطنت حیدرآباد سوار مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دور اندیشون کے سوا گورنمنٹ انگریزی نے بوجہ ذاتی تقرر نواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ فرنکی فیصلہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے انہون نے بھی بجز اسکے اور کچھہ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیحضرت کا پریویٹ سکرٹری مقرر کر کے مدار المہام کے تعلقات کو بہت کم دیا گویا پریویٹ سکرٹری مدار المہام تھے یہی پریویٹ سکرٹری نے آیندہ کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عماد السلطنت سے استعفا دلا دیا اور اسطرح یہ سلسلہ وزارت غلو لنے شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ ۱۳۰۲ھ کے محرم مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش کر دیا چند روز تک اعلیحضرت اقدس اعلی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کار فرمایا اور پیشی مین اعلی حضرت اقدس و اعلی کے امورات مدار المہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخیر ۱۳۰۳ھ کے محرم مین نواب فخر جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان حکومت و وزارت سنبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب فراغ خان فراغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پہلے سلطان این سلطان خسرو ملک دکن — پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف و ثنا — بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن — شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
جذا خاقان دوران مرجا نواب عہد — اوس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریاے نوال — کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ
مہر ماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت — ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہی
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی — وزیر شہنشاہ سپہر آسمان جاہ
۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام و تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتا ہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر واضح ہو کہ ملک سرکار نظام کی ضلع بندی ۵۰ سنہ فصلی کی گئی اور سوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت سے عدالتہاے صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا پھر ۱۲۸۳ھ ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدرآباد مین قایم ہوئی جسمین عدالتہاے اضلاع قلمرو کے مرافعہ سننے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھہ سیدھی سپاہی قاعدے باندھ دیے گئے تھے جب اعلیحضرت اقدس و اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہ فرمائی سب سے پہلے صوبہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کر کے عدالتہاے منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دارالسلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلئے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہائے دیوانی اور فوجداری کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور افسرون کی تنخواہین بڑہادی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشا سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ نہ دین اور اوسکے پردہ مین انصاف کو نچوڑین اور طریق ناجایز سے روپیہ کمانے کے لیے کچھ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیراندیشی کے ساتھ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدھڑک اسکو قرار واقعی سزا دیجاے۔ اور انہین دنون مین دارالسلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ ٹرامون کے آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دارالسلطنت کے انتظام کے لیے چار وزرا کا تقرر ہوا چنانچہ وزارت صیغہ فوج پر راجہ رایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہاے سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صمصام جنگ منیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ مالگزاری سرکار عالی نواب فضل الدین خان بہادر سکندر جنگ معتمار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے تفویض ہوئی اور صیغہ وزارت کوتوالی ہاے سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الدولہ افتخار الملک بہادر قرار پاے اور ان کے اقتدارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوے مگر ان چارون وزراؤن پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلمرو سرکار نظام چار صوبون اور پندرہ ضلعون پر منقسم کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع قلعدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسماء ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

صوبۂ ورنگل

صوبۂ ورنگل سمت شرقی مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ ہین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسور دراچور ہین۔
اوراس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکھ باون ہزار تین سو پچاسے اور آمدنی تینتالیس لاکھ ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے۔ رقبہ (۲۰۴۰۰۷) میل مربع اوراس صوبہ مین تین ضلع اور ایک ضلع اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدۂ متعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنۃ حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگر اور مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکھ سے کچھ زاید ہے اور کل دیہات اسمین (۱۴۴۳) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ پٹلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی و سمت شرقی و سمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اور اسکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع یلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر متعلقہ سرکار اگنیری اور مغرب مین ضلع نلگنڈہ و یلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹) اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکھ ترپن ہزار نو سو روپیہ اور اس مین کھم اور مدھرو و پالونچہ اور پاکمال اور کندیکنڈہ اور ورد ناپیٹہ اور ورنگل وپرکال اور چریال ایسے نو تعلقات ہین اور ہر ایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۸۱۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ بیس ہزار چار سو روپیہ۔ اور اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیول پلی۔ دیور کنڈہ۔ سُریا پیٹہ۔ اور ہر تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ شورا پور و رایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۴۹) اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگر کرنول۔ کوملکنڈہ۔ نارائن پیٹہ۔ مکتل۔ کلواکرتی۔ چڑچرلہ دیور کدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد و پرگی کی دو پٹیان۔ جس مین نائب تحصیلدار ہین اور باقی آٹھون تعلقون پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۰۹۱۸) اور یہہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع یلگندل مغرب مین ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۶۷۳۵) اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل تعلقون کے نام یہہ ہین۔ میدک۔ ٹمکال۔ اندول۔ رمایم پیٹہ۔

ضلع اندور اور اسکے تعلقات و حدود اراضی کا تذکرہ و قسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین عملداری سرپور تانڈور جنوب مین ضلع میدک مشرق مین ضلع بلگندل۔ اور مغرب مین مانجرا۔ اور گوداوری ندی۔ واضلاع ناندیڑ و پربھنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھہ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہہ ضلع نو تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودہن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوسہ۔ نرسا پور۔ یلاریڈی بلولی۔ ادلور۔ بالنسواڑہ۔

ضلع بلگندل کے حدود اربعہ اور اوسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع بلگندل کی حد شمالی سرپور تانڈور ہے جنوب مین اور اوسکے تعلقات کا تذکرہ اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریاے وردہا ممالک متوسط ہند اور مغرب مین حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۷۴۸۰) میل مربع اور آبادی (۱۰۹۴۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اسمین آٹھ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہہ ہین۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ پلاس۔ لشپور۔ گجویل۔ چتور۔ مہادیو پور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اوسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجہ راے لیان و ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ بھالکی و دہار اسیون اور شرق مین ضلع اندور و میدک اور مغرب مین ضلع بیڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی سالانہ نو لاکھ چوہتر ہزار تین سو روپیہ اور یہہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بیدر

اودگیر۔ انکول۔ راجورہ۔ ورول۔ مانگاؤ۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین۔

عملداری سرپور تانڈور کے حدود و متعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریاے وردہا۔ اور مان گنگا۔ اور جنوب مین ضلع بلگندل اور اندور و مشرق مین دریاے وردہا اور مغرب مین دریاے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۴۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ چار ہزار ایک سو روپیہ۔ مردم شماری (۲۳۱۷۵۴) اور یہہ عملداری سرپور ایدلاباد راجہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسمین واقع ہین۔

صوبہ حجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت مغربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور ضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین نلدرک اور بیدر اور مشرق مین سرپور تانڈور اور مغرب مین خاندیس اور احمد نگر ہے۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) اور مردم شماری (۲۹۰۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھ لاکھ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین۔ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ پربھنی۔ ناندیڑ۔

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر۔

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و مغربی احمد نگر۔ ناسک۔ خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار۔ و پربھنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربھنی و بیڑ و احمد نگر۔ علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۸۲۸۹۷۵) اور سالانہ محاصل تخمیناً بیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اور یہہ ضلع آٹھ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اورنگ آباد۔ امبڑ۔ بیضاپور۔ پٹن۔ جالنہ پور۔ کھڑکانڈاپور۔ بھوکردن۔ اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہین۔

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریاے مانجرا اور مشرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکمہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۳۸۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۶۴۲۷۲۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہ ضلع چھ تعلقون پر منقسم ہے۔ بیڑ۔ انبہ جوگائی۔ پاترور۔ کیج۔ کیورائی۔ اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربھنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربھنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چھ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربھنی۔ پاتھری۔ جاتھ گاون۔ اونڈا۔ جنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربھنی جنوب مین ضلع بیدر۔ مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع انہور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۲) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹) ہے اسمین آٹھ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ وکلور۔ مدہول۔ قندہار۔ ساڑ باڑ (لاٹ) بسنتہ نگر۔ اردہاپور۔ بھینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے تنگبھدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلہاری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع بھی رقبہ (۱۳۹۳۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۴۳۰۹۹۹) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم ہے گلبرگہ شریف رایچور۔ لنگسگور۔ نلدرگ۔

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بنا کر گلبرگہ کو بہت ہی قابل دقعت شہر بنا دیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر۔

اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر۔ حد جنوبی دریاے بھیما۔ اور حد غربی کلاڈگی شوراپور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دار السلطنت حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ بیاسی ہزار دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھ تعلقون پر یہہ ضلع تقسیم پذیر ہے۔ گلبرگہ۔ کوڑنگل۔ سیڑم۔ گورمشکال۔ مہاگانو۔ چنچولی۔ جیبورگی۔

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبھدرہ علاقہ مدراس۔ مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۷۹۷۹) میل مربع سالانہ آمدنی تیرالاکھہ ترانوے ہزار دوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رایچور۔ مانوی دیودرگ۔ الپور۔ یرگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھہ تعلقہ ہین۔

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع لنگسگور مین چھہ تعلقات ہین۔ لنگسگور اور گنگاوتی۔ کشتگی۔ سندہنور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر۔ جنوب مین دریاے تنگبھدرہ۔ مشرق مین ضلع رایچور۔ مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۱۴۰۰۰۶۲)۔ اور سالانہ آمدنی چودہ لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریاے مانجھرا ضلع بیڑ۔ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگاہ اور علاقہ بندر بمبئی سرکار عظمت مدار مشرق مین تعلقہ بھالکی جاگیر پائیگاہ۔ تعلقہ دہار اسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سنیا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بندر بمبئی کل رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچہتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۶۴۹۲۰۲) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات نلدرک۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قلم اور دہار اسیون۔ واسی۔ پرنیڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چندے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند۔ جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ بندر بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۳) اور یہہ ملک چھ ضلعون پر تقسیم ہے۔ اماوتی۔ ایلچپور۔ بلیڈانہ۔ وتن باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنٹا اور رانا اناگندی و راجہ سگر و راجہ ونپرتی و راجہ ٹیپل۔ و رانی گوپال پیٹہ۔ و سیکمہ نرکھیڑا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ بالنسواڑہ۔ راجہ دوم کنڈہ۔ راجہ چلمواور راجہ چنچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام اور قلمرو دارالسلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمون پر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلیحضرت اقدس واعلی کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی لاکھ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلی حضرت اقدس واعلی کے حکم سے بذریعہ نواب صف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلی حضرت اقدس واعلی کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نو لاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات الندہ۔ ناراین کیڑ۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتنورا۔ حب گرلا۔ یلغرپ سندبولی۔ چنچولی۔ گلیر جاگیرات صرفخاص وغیرہ جنکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

تمت

قطعہ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از رہنماے سالکان طریق سخندانی و پیشوا ے رہروان مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص بہ سند

سرشتہ دار محکمہ کوتوالی دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد

سپہر معانی محمد حسین	کہ داند ہمہ رازہاے نہان
بہ خلق وفا ہمچو باد بہار	بصدق وصفا ہمچو آب روان
کتاب گرانمایہ تالیف کرد	در احوال شاہان گیتی ستان
ہمہ نسخہ را بخش بر پنج کرد	بیاراست ہر بخش را داستان
ہمہ واقعات سلاطین و ملک	ہمہ حادثات زمین و زمان
کتابیست یا نقش تسخیر دل	جہانیست یا گلشن بیخزان

زدل سال تالیف خرسندجست
بگفتا۔ نشاط دل خسروان
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ طبع از مولف

طبع گردیدہ است باطرز نکو	مرحبا این نسخۂ دانش فزا
چون بخستم سال تاریخش حسین	گفت ہاتف ارمغان بے بہا
	۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفہ اہل کمال افتخار شعرائے نازک خیال جناب شاہ کریم اللہ چشتی النظامی المتخلص بہ عاشق اعظم ترین خلفاء نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمود میانصاحب

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعرا جناب میر احمد علی خان بہادر شہید دہلوی

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور
سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل

نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانائے عصر
ہمسر سحبان و ایل افصح روزِ ازل

منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق
یار درویش و امیر و مونس اہل دول

کہتے ہین اپنی زبان سے پڑھکر اسکو اہل ذوق
اوسکی باتین ہین نبات و نصر و قند و عسل

بحرِ مواجِ فنون و گوہر درجِ علوم
آشنائے بیمثال خالقِ عز و جل

نسخہ تاریخ جو تالیف اوسنے ہو گیا
ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ بر محل

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب محبوب السلاطین ہی کتابِ بے بدل

سنہ ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کہنیے ہین نقشے
زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ

ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکھدو
یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ

۱۳ ۱۲

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب
داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہے کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے
خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہے عوام کے لئے
عامۃً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ
بخش ہے حکام کے لئے میری راے مین یہ کتاب رہنماے شفیق ہے اور اکابر
قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور
عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی مین کوتاہی نکریگی۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ
عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی
مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ وکعبہ کی راے سے
اتفاق کرتا ہون۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھکر مشیر اور ندیم تنہائی
نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے
اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہئے خداوند تعالی قوم کو
اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس
مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری راے مین نہایت سودبخش ثابت ہوگی

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلف عالیجناب والامناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی۔ این نگارین نوردنامہ فراوان سنوذ بخش را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چہ مایہ گران آرزو ارجمند یافتم ہم برائے ملک وہم برائے ملک ہم برائے قوم اسلام خاصتہ وہم برائے عامیان عامتہ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدۂ حق بین گورنمنٹ گزرد وبراہ قدر افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ این کارنامہ خرد را در مدارس وتعلیمات پذیرا گکنند ہم خرد افزا نابت شود وہم دماغ از دقائع گرانمایہ روشن گردد۔

مظفر جنگ

صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اور کس کس مین	اور کس کس سن مین	۶۳	۱۶	جڑ دلاتے تھے	جڑ ہواتے تھے
۵	۱۳	اسمین شک نہین کہ بعد	بہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	ظلم	طلسم
۶	۱۲	ازین خانہ برد گنجینہ ہا	ازین کیسہ بردار گنجینہ ہا	״	۱۶	مار دیا	مار ڈالا
۱۰	۶	دوسنری	دوسری	۶۸	۱۷	تعقب	تعاقب
۱۰	۱۳	اور صطلاح	اور اصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گور کے	گور خر کے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گور خر	بہرام گور	״	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۴	مت کہو	مت کرو	״	۱۷	انالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گھوڑیکی باگ	گھوڑیکی باگ	۷۶	۶	سیہ دارین	سرداریین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	״	۱۶	مظلومونکی ہی	مظلومونکی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۴	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سو برسکی عمر رسیدہ	سو برسکی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سنر چاہین دیجئے	جو سنر چاہی دیجئے
۴۰	۱۲	خزمنے تھے	خزانے تھے	۸۱	۱	خلیفہ چاہتا تہا	خلیفہ چاہتا
۴۱	۹	کیا جاتہا	کیا جاتا تہا	۸۲	۴	دہکنے لگا	دہکنے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم وخیر جو کچہ کیا ہی	براہ ظلم وجبر جو کچہ کیا ہی	״	۱۴	پہر وہ لونڈی کو	پہر اوس لونڈیکو
۴۵	۱۰	اوسنے	اوس نے	۸۵	۱۹	ہنسا	ہنسا
۵۷	۱۷	غماض	غمازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے ساتھ
۵۷	۱۹	کرنا چاہئے	کرنی چاہئے	۸۸	۱۰	خلعتین واتمامات سے	خلعتین واتمامات سے سرفراز
۵۷	۱۸	نکرنا چاہئے	نکرنی چاہئے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شرع	محاصل خلاف شرع
۵۸	۶	مجلس مین	مجلس مین	۱۰۹	۱۱	ورنہ رغم	ورنہ غم کہائیگا
۵۹	۹	منصور نے	منصور	۱۰۹	۱۷	یاس	یاس
۶۰	۶	کب سیر ہوسکتا ہی	کب سیر ہوسکتا ہی	۱۱۱	۱۰	ہاتی بیشانی	ہاتہی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کاخ کیا	منذر کا رخ کیا	۱۸۸	۵	سنہ ۱۴ ہ	سنہ ۱۵ ہ
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود نے کوہ غور	۱۹۱	۱۴	تحطیہ	تخطیہ
//	۲	محمود غزجستان	محمود نے غزجستان	۲۰۰	۱	دروا	درودہ
۱۱۵	۲	فتح نصیب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	خطر	خط
۱۱۶	۹	وہ دینار و نکی	اون دینار و نکی	۲۰۴	۱۰	اما حسن	امام حسن
//	۱۷	قضاعت سے	قضاوت سے	//	۱۲	تم ہونے ہوئے	تمہارے ہوتے ہوئے
۱۲۰	۷	قطع الطریق	قطاع الطریق	//	۱۹	رضی اور عنہ	رضی اللہ عنہ
//	۸	مزاہم	مزاحم	۲۱۰	۸	خاریہ	خارجیہ
۱۲۱	//	خونریزونکے	خونریزیوں کے	۲۱۱	//	مارنے	مارنے کے لئے
۱۲۶	۱۷	عدل و انصاف سے نہو	عدل و انصاف شیوہ	۲۱۲	۷	کو چہے	کوچے
۱۲۷	۱	ڈرتے ہین	ڈرتے نہین	۲۱۹	۱۶	مو	ہوا
۱۲۹	۴	مرض پر رکھا	مرضی پر رکھا	۲۵۲	۹	غلہ بوبکر	علہ بوکر
۱۲۹	۱۴	خضر	حضرت	۲۸۰	۱۳	ابنک بتاو	ابنک بنیاد
۱۳۰	۳	عملا	علما	۲۹۱	۳	گدہے	گدی
۱۳۵	۷	کنجواب	کنجواب	۲۹۲	۳	شکر	لشکر
//	۱۳	یاقوت گل رنگ	یاقوت سے گل رنگ	۲۹۲	۶	بادشاہ دہین	بادشاہ نے دہین
۱۳۶	۵	فرمابردار	فرمان بردار	۲۹۳	۳	پاکر	پاکہر
//	۷	کہندون	کندہون	//	۱۷	کرین	کرد
//	۱۹	سینون	سینونمین	۲۹۷	۱	شکر	لشکر
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاتا ہے۔	۳۱۶	۱۲	بوالت	طوالت
۱۳۸	۸	کاروان	کاروایان	۳۱۷	۷	دینے	دفینے
۱۷۲	۱	پہرتی	پہرتی ہے	۳۴۱	۵	طرفہ تر	طرفہ
۱۷۴	۹	والمنتظون	اور منتظمون	//	۱۱	قتل وا	قتل ہوا
۱۷۷	۱۳	داوی	داؤدی	۳۴۴	۸	پورس	پرش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۱۸	بیٹا	بھتیجا	۴۸۴	۱۲	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
۳۶۱	۱۲	اگر	اگر	۴۸۷	۷	مدح	مداح
۳۷۲	۱	سادات بارہ	سادات بارہہ	۴۹۴	۱۴	منعقد ہوگی	مجلس منعقد کی
″	۱۸	کو بقا	کو مقابلہ	۴۹۷	۳	قیام گا	قیام گاہ
″	۱۹	پہونچا یا	پہونچا	۴۹۸	۱۱	وزارت سکونسے	وزارت اونسے
۳۸۴	۱۴	شور لسیت	شور سمت	۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	مختار الدولہ
۳۸۷	۱۹	میرے	بڑے				
۳۹۲	۴	اوگھڑ	اوکھڑ				
۳۹۴	۱۸	لعین لدو	معین الدولہ				
۴۰۴	۳	ہوا	ہوئی				
۴۰۷	۱۳	معالج	معالجہ				
۴۰۸	۱۶	کورنرل	کورنر جنرل				
۴۲۰	۱۳	بہالی مین	بہائیو نمین				
۴۲۱	۶	مگر آخر مین	لیکن آخر مین				
۴۲۲	۳	نخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے				
۴۳۵	۵	پچاس ہزار	پچاسی ہزار				
″	۸	پل بنا کر	پل بنا کر د				
۴۴۸	۲	خمیا گئے تھے	حملہ آور ہوئے تھے				
۴۵۵	۱۳	وہان پر گور	وہان پر گورنر				
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے				
۴۵۷	۹	شہوار کے	اور شہواروں کے				
۴۷۳	۱۸	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا				
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہین ہے	اسلئے نہین کیا ہے				
۴۸۱	″	دعا دون	دعا دون				

خاتمۃ الطبع

سرسبزی گلستان سخن حمد حدیقہ آرای کن فکان ہے اور شادابی ونضارت بوستان کلام نعت سرور انس و جان ہے من بعد گلچینان گلہ ارسیر کوفرد مہ کو ان ایام تمانی انجام میں بہارین چمنستان سیر دسرمایہ عبرت سلاطین دوران یہ صحیفہ انیقہ موسوم بہ احکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین بعہد دولت مہد بادشاہ اسلام اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور رستم دوران میر محبوب علیخان بہادر اوام اللہ دولتہ وسلطنتہ کی تاریخ (افسانہ عجیب وغریب دوران زمان) کی عبارت بالکل صادق آرہی ہے بلکہ (فسانہ خرد آموز سلاطین زمن) کہی جائے تو زیبا ہے اور تاریخ اختتام طبع کتاب انگلدستہ تطیف قابل تاجداران) کا مضمون جزوے رہا ہے کہ یہ محبوبہ علم وحکمت وبلاغت ہی نہیں بلکہ جامع حالات سلاطین متقدمین ومتاخرین اور شاہان گذشتہ وسلاطین موجودہ کا بیش بہا کارنامہ درگنجینہ تواریخ اداب وپندونصائح کا خزانہ ہے جسکو سخنور بلند خیال سخن آفرین ہنر پرور منشی محمد حسین خانصاحب نے زیور تالیف سے آراستہ اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر بنام تاریخ سلاطین عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

بیتاب کنندۂ دل اہل بصر	بحریست کہ موج آن چو زلف جوراست
یاسہل تر زبوستان توحید	ترطیب او دماغ اہل تفریح

اطلاع حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب بلا اجازت مصنف ومہتمم مطبع قصد طبع کا نہ فرمائیں بجائے نفع نقصان نہ اوٹھاویں

قیمت فی جلد سے رحالی